بسم اللہ الرحمن الرحیم

رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں کیلئے اللہ پر رسول بھیجنے کے بعد کوئی حجت نہ رہے

نجات المسلمین

حصہ اول	حصہ دوم	حصہ سوم	حصہ چہارم

یہ کتاب چار رنگوں پر مشتمل ہے ہر رنگ میں الگ الگ مسائل پر دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ ہر رنگ اپنی الگ حیثیت رکھتا ہے

جمع و ترتیب: عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رُسُلًا مُّبَشِّرِینَ وَمُنذِرِینَ لِئَلَّا یَکُونَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں کیلئے اللہ پر رسول بھیجنے کے بعد کوئی حجت نہ رہ سکے

نجات المسلمین

حصہ اول

حجت و دلیل فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوگا
خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی بات نہیں مانی جائے گی

جمع و ترتیب : عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی : جی ٹی روڈ : گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (پ ۶ ع ۲ سورۃ النساء)

اللہ تعالیٰ نے رسُولوں کو خوش خبری دینے والے اور ڈرانے
والے بنا کر مبعوث فرمایا تا کہ لوگوں کیلئے اللہ پر رسُول بھیجنے کے بعد کوئی حُجت نہ رہ سکے

نجات المسلمین

حصہ اوّل

حُجّت و دلیل فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو گا
خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی بات نہیں مانی جائے گی

جمع و ترتیب : عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی : جی ٹی روڈ : گوجرانوالہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

جمع وترتیب ــــــــ عبدالرشید انصاری

ناشر ــــــــ

کتابت ــــــــ دارالکتابت حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ

کل صفحات ــــــــ ۲۰۰

تعداد ــــــــ باراوّل ۱۹۷۷ء ۱۰۰۰ باردوم ۱۹۸۸ ــــــــ ۱۰۰۰

نام پریس ــــــــ زاہد بشیر پریس لاہور

باراوّل ۱۹۸۷ء کو "نجات المسلمین" جب ختم ہوگئی ایک بندۂ خدا نے روپے دینے کا وعدہ کیا تھا کہ اس کتاب کی دوسری مرتبہ اشاعت کی جائے، ایسے ہی ایک اور آدمی نے کہا تھا کہ جب یہ کتاب دوسری مرتبہ شائع ہوکر فروخت ہوجائے گی تو روپے واپس کر دینا، مگر ان دونوں کو ان کے نفس نے روک دیا جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ پ ۱۳ سورۃ یوسف آیت ۵۳	تحقیق نفس البتہ حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے مگر جو رحم کرے رب میرا تحقیق رب میرا بخشنے والا مہربان ہے۔

تیسرا آدمی کرامت اللہ ولد حاجی محمد ابراہیم صاحب گوجرانوالہ نے روپے دینے کا وعدہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق عطا فرمائی اور نفس امارہ کے شر سے بچا لیا، اس نے رقم دینا شروع کر دی۔ انشاء اللہ کتاب "نجات المسلمین" ۱۹۸۸ء میں دوبارہ شائع ہوجائے گی۔ خالق کائنات کا فرمان ہے:

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ ۝ (پ ۲۶ سورۃ محمد)	اگر تم اس کے دین کی نصرت وتائید کا کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تم کو اپنی نصرت اور تائید سے نوازے گا۔

نوٹ: کتاب "نجات المسلمین" یا میری زمین کے فروخت ہوتے پر رقم واپس کی جائے گی (ان شاء اللہ) یا کتاب "ہلاکت سے بچنے کا راستہ" بطور رہن رکھ دی گئی ہے (۲۲۰۰۰ ہزار روپے) تاکہ فریقین کے دلوں کو اطمینان رہے اور دین کا کام چل سکے ــــ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اجر وثواب میں شریک فرمائے جنہوں نے اس کی اشاعت میں کسی قسم کا تعاون کیا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ (پ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۱۲۷) اے ہمارے رب ہم سے یہ خدمت قبول فرمائے، تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قال اللہ تعالیٰ :- وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (پ، سورۃ آل عمران آیت ۱۰۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور مرنے تک اسلام پر قائم رہو۔

حصہ اوّل ـــــ نجاتُ المسلمین (سیاہ) ۶۴ صفحات	
حصہ دوم ـــــ فاسق اور فاجر مجرم ہیں (سبز) ۶۴ صفحات	
حصہ سوم ـــــ اعتقادی منافق ابدی جہنّمی ہیں (نیلا) ۵۶ صفحات	

حصہ چہارم (لال)

۲۵ علماء کرام بذریعہ رجسٹری ۸۷-۷-۲۶ سے وقتاً فوقتاً ارسال کیں ۸۷-۱۰-۲۹ کو دوبارہ یاد دھانی کرائی لیکن ان میں سے صرف پانچ علماء کا **فیصلہ** موصول ہوا۔ جو آئندہ صفحات ۱۹۴ تا ۱۹۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔

تبصرہ الاسلام ۱۹۷ تبصرہ اھل حدیث ۱۹۸ ۔ تبصرہ الاعتصام ۱۹۹ پر ملاحظہ فرمائیں

حصہ اوّل میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ: حجت و دلیل فرمان: اللہ تعالیٰ اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو گا۔

حصہ دوم میں یہ ثابت کیا ہے کہ: بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن سے مومن ایمان سے خارج نہیں ہوتا

حصہ سوم: میں یہ ثابت کیا ہے کہ: بغیر ایمان نجات ناممکن ہے جو ایمان لائے گا نجات پائے گا ورنہ نہیں،

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقدیم

از جناب محترم قاری محمد اسمٰعیل صاحب اسد مہتمم دار الحدیث وخطیب جامع مسجد اہلحدیث سیالکوٹ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیۡبِہٖ خَاتَمِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَسَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

کتاب "نجات المسلمین" کو پڑھا۔ برادرم عبد الرشید صاحب انصاری کی طویل کد وکاوش لائق تحسین ہے۔ جَعَلَ اللّٰہُ سَعۡیَہٗ سَعۡیًا مَّشۡکُوۡرًا۔ آمین۔ (اللہ ان کی سعی کی قدر کرے) ازیں پیشتر "الرسائل فی تحقیق المسائل" رفع الیدین پر ایک بہترین تحقیقی کتاب پیش کر چکے ہیں جو خاصی مقبول ہوئی۔ یکے بعد دیگرے دو ایڈیشن طبع ہو کر لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکے ہیں۔

برادرم موصوف تحقیق مسائل کا خاصہ ذوق رکھتے ہیں۔ دینِ متین کی خدمت کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ اور مسلکِ حق کے لیے جائداد تک فروخت کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کتاب مذکور "نجات المسلمین" میں ڈاڑھی کے حدود اربعہ کا مفصل ومدلل بیان، زائد از قبضہ کی کانٹ چھانٹ یا مطلقاً منڈوانا، کتروانا زیر بحث آیا ہے

حق یہی ہے جو احادیثِ مرفوعہ سے ثابت ہے کہ داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا چاہیے

چونکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے پوری داڑھی رکھی اور جملہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تابعین اور اتباع تابعین کا اس بارہ میں یہی طرزِ عمل رہا۔ بناء بریں یقیناً داڑھی کو وجوب کا درجہ حاصل ہے (جیسا ائمہ اور محدثین کی تصریحات موجود ہیں)

آخر میں برادرِ موصوف کی پیہم جہد کے اس عمدہ نتیجے (نجات المسلمین) پر ہدیۂ تحسین پیش کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک اسے شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین

العبد الضعیف حافظ محمد اسمٰعیل اسد مہتمم دار الحدیث وخطیب جامع مسجد اہل حدیث پُل ایک سیالکوٹ

٢٣-١٢-٨٦

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سببِ تالیف

سائل عبدالرشید انصاری ۱۹۸۰ء میں سیالکوٹ سے گوجرانوالہ منتقل ہوا۔ تو ایک مولانا صاحب سے گفتگو ہوئی، سائل نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ:

ایک مفتی صاحب نے فتویٰ دیا کہ ایک مشت سے زائد داڑھی کٹوانا جائز ہے۔ جواب میں انہوں نے کہا کہ ایک مشت سے زائد داڑھی کٹوانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ سائل نے ان کا موقف تحریری طور پر حاصل کر لیا، اور یہ تحریر مفتی صاحب کے پاس لے گیا۔ انہوں نے اپنے فتویٰ کے حق میں جواب لکھا جسے مولانا صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔

______ سائل نے کوشش جاری رکھی۔ ظاہر ہے کہ جب تک ایک دوسرے کی مدد نہ کی جائے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا مشکل ہوتا ہے۔ لہٰذا علماء کرام نے اس آیت وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (پ۶ سورہ مائدہ) "نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو" پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب کی تیاری میں مدد فرمائی ______

اب نتیجہ آپ کے سامنے ہے ۱۹۸۰ء میں بات شروع ہوئی اور ۱۹۸۶ء میں ختم ہوئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ جس کی توفیق سے یہ کام اپنے حسنِ انجام کو پہنچا۔

یہ ساری محنت عوض رضا الٰہی اور مسلمان بھائیوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے کی گئی ہے۔

مومن کو کوئی کام اندھا دھند نہیں کرنا چاہیے جب تک اس کے سامنے کسی چیز کی حقیقت نہ ہو، ارشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا۔ (پ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۷۳)	اور جب انہیں ان کے رب کے کلام کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہو کر ان پر نہیں گرتے یعنی غور و فکر کر کے سنتے اور سمجھتے ہیں۔

اسی لیے سوچ و بچار کے بعد اچھی بات کی پیروی کرنے والوں کو ہدایت یافتہ کہا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ۔ (پ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۱۸)	وہ لوگ جو بات سنتے ہیں پھر وہ اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔

یعنی وہ قرآن و حدیث کو دل لگا کر سنتے ہیں اور پھر عمل کے لیے اس حکم کو اختیار کرتے ہیں جو افضل ہوتا ہے

خصوصی نوٹ

علماءِ کرام نے اس آیت
وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (پ سورہ مائدہ) نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔
پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب کی تیاری میں مدد فرمائی۔

اور کسی ایسے محسن کا شکریہ ادا نہ کرنا بخل ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پ) اور اپنے رب کے احسان کو بیان کرتا رہ
ابوداؤد میں ہے کہ اس نے خدا کی شکر گزاری نہیں کی جس نے لوگوں کی شکر گزاری نہ کی۔ اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی ہے۔

اسماء المعاونین

۱۔ حافظ مولانا محمد ادریس صاحب۔ خطیب جامع اہل حدیث۔ حضرت کیلیانوالہ، ضلع گوجرانوالہ
۲۔ حافظ محمد عیسیٰ۔ مدرس دارالعلوم تقویۃ الاسلام۔ لاہور (المدرسۃ الغزنویہ)
۳۔ حافظ خادم خدام الدین محمد مقبول ناصح مقام دیپوکی۔
۴۔ ممتاز احمد ندیم مدرس دارالعلوم تقویۃ الاسلام۔ لاہور (المدرسۃ الغزنویہ)
۵۔ حافظ عبدالغفار کاظم متعلم جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ۔ گوجرانوالہ
۶۔ حافظ محمود سلیمان انصاری بی اے حافظ آباد متعلم جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ۔ گوجرانوالہ (نظر ثانی)
۷۔ بشیر احمد گوہڑوی مدرس دارالعلوم تقویۃ الاسلام (المدرسۃ الغزنویہ)۔ لاہور (نظر ثانی)

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اجر و ثواب میں شریک فرمائے جنہوں نے اس کی اشاعت میں کسی بھی قسم کا تعاون کیا۔ تعاون تب ہی ہو سکتا ہے کہ اپنا قیمتی وقت چھوڑ کر دین کی مدد کرے۔ خالق کائنات کا فرمان ہے:
اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ (پ سورۃ محمد آیت) اگر تم اس کے دین کی نصرت و تائید کا کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تم کو اپنی نصرت و تائید سے نوازے گا۔ فجزاھم اللہ خیرا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

دینی مسائل پوچھنے والے سے منہ نہ پھیرنا چاہیے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۙ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۭ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۭ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۭ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ (پ ۳۰ ۔ سورہ عبس)

اس نے تُرش رو ہو کر منہ پھیر لیا صرف اس لیے کہ اس کے پاس ایک نابینا آیا تجھے کیا خبر شاید وہ سنور جاتا یا نصیحت سنتا اور اسے نصیحت فائدہ پہنچاتی، جو بے پروائی کرتا ہے اس کی طرف تو تُو پوری توجہ کرتا ہے حالاں کہ اس کے نہ سنورنے سے تیرا کوئی نقصان نہیں اور جو شخص تیرے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈر بھی رہا ہے تو اس سے بے رخی برتتا ہے یہ ٹھیک نہیں قرآن تو نصیحت کی چیز ہے جو چاہے اسے یاد کرلے۔

اگر کسی عالم دین سے مسئلہ پوچھا جائے جو علم رکھتا ہے پھر اس نے چھپایا

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ ۔

یعنی جو مسئلہ کسی ایسے آدمی سے پوچھا گیا جو علم رکھتا تھا پھر وہ اسے چھپا گیا تو اس کے منہ میں قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

(مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ کتاب العلم ص۳۴)

جو لوگ ہدایت کو چھپاتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (پ ۲ ع ۲)

جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں ان لوگوں پر خدا کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

تنگدست کو مہلت دینا کارِ ثواب ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۔ (پ۳ آیت ۲۸۰ البقرۃ)

اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے۔

مسندِ احمد کی حدیث میں ہے کہ جو شخص مفلس آدمی پر اپنا قرض وصول کرنے میں نرمی کرے اور اسے ڈھیل دے اس کو جتنے دن وہ قرض کی رقم ادا نہ کر سکے اتنے دنوں تک ہر دن اتنی رقم خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہر دن اس سے دگنی رقم کے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ یہ سن کر حضرت بریدہ رضؓ نے کہا حضورؐ پہلے تو آپؐ نے ہر دن اس کے مثل ثواب ملنے کا فرمایا تھا، آج دو مثل فرماتے ہیں، فرمایا ہاں جب میعاد ختم نہیں ہوئی تو مثل کا ثواب، میعاد گزرنے کے بعد دو مثل کا۔

ابو یعلیٰؒ نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کے دن ایک بندہ اللہ کے سامنے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا کہ بتلا میرے لیے تو نے کیا نیکی کی ہے؟ وہ کہے گا خدایا! ایک ذرے کے برابر بھی کوئی ایسی نیکی مجھ سے نہیں ہوئی جو آج میں اس کی جزا طلب کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پھر پوچھے گا وہ پھر یہی جواب دے گا، پھر پوچھے گا وہ پھر یہی کہے گا کہ پروردگار: ایک چھوٹی سی بات البتہ یاد پڑتی ہے کہ تو نے اپنے فضل سے کچھ مال بھی مجھے دے رکھا تھا، میں تجارت پیشہ شخص تھا لوگ ادھار لے جاتے تھے۔ میں اگر دیکھتا کہ یہ غریب شخص ہے اور وعدہ پر قرض ادا نہ کر سکتا تو میں اسے اور کچھ مدت کی مہلت دے دیتا، مالداروں پر سختی نہ کرتا، زیادہ تنگی والا کسی کو پاتا تو معاف بھی کر دیتا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر میں تجھ پر آسانی کیوں نہ کروں، میں تو سب سے زیادہ آسانی کرنے والا ہوں، جا میں نے تجھے بخشا، جنت میں داخل ہو جا۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی کی مدد کرے یا قرضدار بے مال کی اعانت کرے یا غلام جس نے لکھ کر دیا ہو کہ اتنی رقم دے دوں تو آزاد ہوں، اس کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اسے اس دن سایہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ مسند احمد میں ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعائیں قبول کی جائیں اور اس کی تکلیف و مصیبت دور ہو جائے اسے چاہیے کہ تنگی والے لوگوں پر کشادگی کرے۔

طبرانی میں ہے کہ جو شخص کسی مفلس شخص پر رحم کر کے اپنے قرض کی وصولی میں اس پر سختی نہ کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کے

گناہوں پر اسے نہیں پکڑتا یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ (تفسیر ابن کثیر)

پروردگار عالم اپنے بندوں کو اپنی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔

ارشاد ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (۲پ آیت ۲۴۵ سورہ بقرہ)

ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے اور خدا تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے اللہ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

نیز یہ بھی فرمایا:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (پ ۳ سورہ بقرہ)

مثال ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنے بیچ راہ اللہ کے جیسے مثال ایک دانے کی کہ اگاوے سات بالیں بیچ ہر بالی کے سو دانے اور اللہ دگنا کرتا ہے واسطے جس کے چاہے۔ اللہ کشائش والا جاننے والا ہے

ایمان والو! اللہ کے دین کی مدد کرو

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۔

(پ ۲۸، سورۃ الصف آیت ۱۴)

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جاؤ جس طرح حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ نے حواریوں سے فرمایا کہ کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار بنے۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کی راہ میں مددگار ہیں۔ پس بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت تو ایمان لائی اور ایک جماعت نے کفر کیا، ہم نے مومنوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ پر مدد کی۔ پس وہ غالب آ گئے۔

حج کے دنوں میں سرورِ رسل صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرمایا کرتے تھے کہ کوئی ہے جو مجھے جگہ دے تاکہ میں خدا تعالیٰ کی رسالت کو پہنچا دوں، قریش تو مجھے رب کا پیغام پہنچانے سے روک رہے ہیں۔ چنانچہ اہلِ مدینہ کے قبیلے اوس وخزرج کو خدا تعالیٰ نے یہ سعادت ابدی بخشی، انہوں نے آپؐ سے بیعت کی آپ کی باتیں قبول کیں اور مضبوط عہد وپیمان کئے کہ اگر آپؐ ہمارے ہاں آجائیں تو پھر کسی سرخ وسیاہ کی طاقت نہیں جو آپؐ کو دکھ پہنچائے ہم آپؐ کی طرف سے جانیں لڑا دیں گے اور آپؐ پر کوئی آنچ نہ آنے دیں گے۔ پھر جب حضورؐ اپنے ساتھیوں کو لے کر ہجرت کر کے ان کے ہاں گئے تو فی الواقع انہوں نے اپنے کہے کو پورا کر دکھایا اور اپنی زبان کی پاسداری کی۔ اسی لئے انصار کے معزز لقب سے ممتاز ہوئے اور یہ لقب گویا ان کا امتیازی نام بن گیا، اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہو اور انہیں بھی راضی کرے۔ آمین (ابن کثیر)

دین کی مدد کرنا خدا کی نصرت کا باعث ہے

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (سورۃ محمدؐ ۲۶ آیت ۷)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کر دے گا جیسے اور جگہ ہے وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ (اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی کرے گا) اس لیے کہ جیسا عمل ہوتا ہے ویسی ہی اس کی جزا ہوتی ہے اور وہ تمہارے قدم بھی مضبوط کر دے گا۔ حدیث میں ہے جو شخص کسی اختیار والے کے سامنے ایک ایسے حاجت مند کی حاجت پہنچائے جو خود وہاں نہ پہنچ سکتا ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پل صراط پر اس کے قدم مضبوطی سے جما دے گا۔ (ابن کثیر)

اچھی بات کی دعوت دینے والے کے متعلق

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ

اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف (لوگوں) کو بلائے اور اچھے کام کرے

الْمُسْلِمِیْنَ ۔ (پ ۲۴، حم السجدۃ، آیت ۳۳) اور کہے میں بھی مسلمانوں سے ہوں ۔

اَحْسَنُ قَوْلًا سے مراد قرآن اور داعی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پھر قیامت تک ہر وہ شخص اس کے تحت آجاتا ہے جو آنحضرتؐ کی دعوت لے کر اٹھے ۔

مندرجہ ذیل حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کو نصیحت کرنی اور اس کی خیر خواہی کرنی ضروری ہے ۔

وَعَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلَاثًا قُلْنَا لِمَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ ۔

(بلوغ المرام مترجم ص ۳۱۲)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دین خیر خواہی کا نام ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ کس کی ؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے واسطے، اللہ کی کتاب کے حق میں، اللہ کے رسول کے حق میں، مسلمانوں کے حاکم کے لیے اور سب مسلمانوں کے لیے ۔

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ اس پر سچے دل سے ایمان لایا جائے اور اس کے حکم کے مطابق تمام کام انجام دیے جائیں ۔ کتاب کی خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب مانتے ہوئے اس کے مندرجات پر خلوصِ نیت سے عمل کریں ۔ اللہ کے رسولؐ کی خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں اللہ کا رسول مانیں اور ان کی اطاعت کریں مسلمان حاکم کی خیر خواہی یہ ہے کہ اگر وہ اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق کام کرے تو اس کے ساتھ تعاون کیا جائے ۔ اسی طرح دوسرے مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان میں موجود نقائص کی اصلاح کی جائے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے اور جو وہ دین کے بارے میں نہ جانتے ہوں انہیں سکھایا جائے ۔

ایک جماعت ایسی بھی ہونی چاہیئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ (پ ۴، آیت ۱۰۴)

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلاتی رہے اور نیک کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے روکتی رہے یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں ۔

خیر سے مراد قرآن و حدیث کی اتباع ہے، یہ یاد رہے کہ ہر ہر متنفس پر تبلیغِ حق فرض ہے لیکن تاہم

ایک جماعت تو خاص اسی کام میں مشغول رہنی چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اسے ہاتھ سے دفع کردے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے۔ اگر یہ بھی نہ کرسکتا ہو تو اپنے دل سے برا جانے، یہ ضعیف ایمان ہے۔ ایک اور روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔ (صحیح مسلم)

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اچھائی کا حکم اور برائیوں کی مخالفت کرتے رہو ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا پھر گو تم دعائیں کرو لیکن قبول نہ ہوں گی۔ (ابن کثیر)

دین کے معاملے میں خاموشی اختیار کرنے کی سزا

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰى جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ۔

(مشکوٰۃ شریف۔ باب الامر بالمعروف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو اس کے باشندوں سمیت الٹ دے۔ جبرائیل نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اس کے باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ کے لیے بھی تیری نافرمانی نہیں کی، خدا تعالیٰ نے فرمایا، اس پر اور سارے باشندوں پر شہر کو الٹ دے، اس لیے کہ اس شخص کا چہرہ ایک لمحے کے لیے بھی میری نافرمانی پر متغیر نہیں ہوا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ عبادت کرتا تھا جس نے ایک لمحہ کے لیے بھی نافرمانی نہیں کی تھی مگر اس بندہ نے علم کو ظاہر نہیں کیا تھا اگر کرتا تو اس کی جان ہلاک نہ ہوتی، خاموشی اختیار کی تو یہ بندہ بھی ان کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔

تمہید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ رَحۡمَۃٍ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

ناظرین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ جانتے ہیں کہ ہر لشکر کی ایک وردی ہوتی ہے جس سے وہ لشکر پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر مذہب کے کچھ ظاہری احکام بھی ہوتے ہیں جن سے صاحب مذہب کی پہچان ہو جاتی ہے۔ محمدی لشکر اور اہل اسلام کی وردی اور ظاہری پہچان جو شریعت اور بانیٔ شریعت نے مقرر کی ہے وہ جن لوگوں پر نظر آئے گی بظاہر وہ ہی اس میں شمار کیے جائیں گے۔ اور مومن و مسلم ہونے کا انہی کے سر سہرا بندھے گا۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں جس کسی شخص کو کوئی زیادہ محبوب ہوتا ہے اور وہ اس کو اپنا سچا خیر خواہ سمجھتا ہے اس کی باتوں کا ماننا اس کے طریقوں پر چلنا کل ظاہری اور باطنی امور میں اس کا تابعدار رہنا وہ اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے اس کے خلاف کو اپنے حق میں سمِ قاتل سمجھتا ہے اور اس سے کوسوں دور رہتا ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو اپنے مطاع برحق نبیٔ اکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ ایمان نام ہی آپ کی محبت کا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں تم میں کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے ماں باپ اور دنیا کے کل لوگوں سے زیادہ محبوب نہ رکھے (بخاری و مسلم) اور آپ کی محبت نام ہے آپ کی اتباع کا چنانچہ ارشاد ہے کہ جو شخص میری سنتوں کو محبوب رکھے وہ میرا محبوب ہے اور میرا محبوب میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔ (بخاری)۔ رب العالمین اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ الخ	اگر تم خدا کی محبت رکھتے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو

جنابِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قرآن مجید، اس کی تفسیر اور احادیث سمجھانے کے لیے مبعوث ہوئے

قرآن مجید میں ہے :

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ الاٰیۃ پارہ ۴ رکوع ۸

تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا جس وقت ان میں پیغمبر (علیہ السلام) ان ہی میں سے ان پر مبعوث کیا جو ان پر آیاتِ الٰہی پڑھتا اور ان کو پاک کرتا اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ۔ آخر آیت تک

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اس جگہ کتاب وحکمت سے مراد قرآن وحدیث ہے ۔ ایسا ہی تفسیر جامع البیان، کمالین، خازن، حمائل غزنویہ میں ہے :

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۔پ ۲ رکوع

جیسا کہ ہم نے تم میں سے ایک شخص کو پیغمبر بنا کر بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اور وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے ۔

قرآن پاک میں جہاں بھی الکتٰب والحکمۃ کے الفاظ آئے ہیں سلف نے اس کا ترجمہ قرآن وحدیث کیا ہے (حمائل غزنویہ وجامع البیان وتفسیر وحیدی)

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔ (پارہ ۲۸ رکوع ۱۱)

اللہ وہ ہے جس نے ان پڑھوں کے درمیان انہی میں سے ایک شخص کو پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے ۔

کتاب سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد حدیث شریف ہے ۔ (جامع البیان ترجمہ سلف ۲ اور تفسیر وحیدی)

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

اے ہمارے پروردگار! ان کے پیغمبر انہی میں سے

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (پارہ ۱ رکوع ۱۵)

بھیج جو تیری آیتیں ان کے اوپر پڑھے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھلا دے۔

کتاب و حکمت سے یہاں مراد قرآن و حدیث ہے (تفسیر فتح البیان و جامع البیان اور تفسیر وحیدی)

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (پارہ ۳ رکوع ۵)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جو کوئی حکمت دیا گیا پس تحقیق دیا گیا بہت بڑی بھلائی

صحیح یہ ہے کہ حکمت سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے (تفسیر وحیدی) اور تفسیر جامع البیان میں ہے حکمت کے معنی تفسیر قرآن مجید یا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا یا فہم یا حدیث شریف یا دین کی سمجھ یا عقل یا نبوت یا صواب کی باتیں ہیں، یہ سب تفسیریں سلف سے ثابت ہیں۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ۔ (پارہ ۲۲، رکوع ۱)

اور تمہارے گھروں میں جو اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں ان کو یاد کرتی رہو۔

یہ اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو حکم ہوا ہے۔ مراد اس سے قرآن اور حدیث ہے۔ (تفسیر وحیدی)

جس طرح قرآن مجید واجب العمل ہے اسی طرح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی واجب العمل ہے

قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مُنزّل من اللہ ہیں

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ (پارہ ۵، رکوع ۱۴)

اور اللہ تعالیٰ نے کتاب اتاری (یعنی قرآن مجید) اور حکمت (حدیث شریف) اور جو کچھ تو نہ جانتا تھا تجھ کو سکھایا اور اللہ تعالیٰ کا تیرے اوپر بڑا فضل ہے۔

تفسیر جامع البیان میں ہے سلف کا کہنا ہے کہ اس آیت میں کتاب وحکمت کا معنیٰ قرآن و حدیث ہے امام ابن تیمیہؒ الوصیۃ الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سنت لے کر اُترتے تھے جس طرح قرآن مجید لے کر اترتے تھے اور آپ کو سُنت پڑھاتے تھے جس طرح قرآن مجید سکھلاتے تھے۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۔ (پارہ ۲، رکوع ۱۲)

اور اللہ تعالیٰ نے جو تم پر احسان کیا اس کو یاد کرو (جس نے تم کو اسلام کی توفیق دی) اور جو تم پر تمہاری نصیحت کے لیے کتاب (قرآن مجید) اور حکمت (حدیث شریف) اتاری (اس کو بھی یاد کرو)

جامع البیان میں سلف کی تفسیر ہے کہ اس آیت میں قرآن وحکمت سے مراد قرآن وحدیث ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ۝ (پارہ ۲۷، رکوع ۵)

اور نہ وہ اپنے دل کی خواہش سے کوئی بات کرتا ہے اس کی (دین کے احکام میں) جو بات ہے وہ وحیٔ الٰہی ہے۔

(تفسیر خازن)

تفسیر جامع البیان میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کے معاملہ میں جو احادیث بیان کی ہیں۔ وہ وحی ہے۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ (پارہ ۱۴، رکوع ۱۲)

اور ہم نے تجھ پر یہ قرآن مجید اس واسطے اتارا ہے کہ تو لوگوں کو سمجھا دے جو ان کی طرف اترا اور شاید کہ وہ غور کریں۔

جامع البیان میں ہے کہ بیان فرما دیں جو مجمل حکم ہے اور ان کے واسطے بیان کر دیویں جو بہت مشکل ہو اپنے عمل کے ساتھ جو کچھ آپ پر نازل ہوا۔ (تفسیر جامع البیان) گویا حکم ہے کہ آپ زبان سے اور عمل سے قرآن مجید کی تفسیر اُمت کو سمجھا دیویں۔ گویا آپ کا بیان (یعنی حدیث شریف) قرآن کی تفسیر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرماں برداری فرض ہے

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَطِيعُوا اللّٰهَ

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری

وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (پارہ ۵، رکوع ۵)	کرو اور رسول (علیہ السلام) کا کہا مانو اور جو تم میں سے صاحبانِ حکم ہیں پس اگر تم کسی بات پر جھگڑو پس اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول (علیہ السلام) کی طرف پھیر دو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور جزا میں اچھا ہے

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِلَی اللّٰهِ سے مراد قرآن مجید ہے اور والرسول سے مراد حدیث شریف ہے

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (پارہ ۷، رکوع ۲)	اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرو اور رسول علیہ السلام کا کہا مانو اور ڈرو اور اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے پیغمبر (علیہ السلام) کے اوپر صرف پہنچانا ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی طرح حدیث شریف بھی واجب الاتباع ہے۔ (تفسیر وحیدی)

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ (پارہ ۹ رکوع ۱۵)	اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرو اور اس کے رسول علیہ السلام کی، اگر تم ایمان والے ہو۔

ایمان کا مقتضیٰ یہی ہے کہ قرآن و حدیث کی پیروی کی جائے (جامع البیان و تفسیر وحیدی)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ (پارہ ۹، رکوع ۱۷)	اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی پیروی کرو اور اس سے مت پھرو حالانکہ تم سنتے ہو۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سن کر منہ نہ پھیرو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث کی تابعداری فرض ہے۔ (جامع البیان تفسیر وحیدی)

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ سورہ انفال پارہ ۱۰	اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (علیہ السلام) کی فرمابرداری کرو۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

(پارہ ۱۸، رکوع ۱۳)

اور (نماز کو درستی سے) ادا کرو اور زکوٰۃ دو، اور رسول علیہ السلام کا کہا مانو تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

(پارہ ۱۸، رکوع ۱۳)

سوائے اس کے نہیں کہ مسلمانوں کی بات ہے جس وقت وہ اللہ کی طرف اور اس کے رسول علیہ السلام کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ ان میں حکم کرے تو کہتے ہیں یہ کہ ہم نے سُنا اور ہم نے فرماں برداری کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی فرماں برداری کرے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور پرہیز گاری کرے پس یہی لوگ ہیں مراد پانے والے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

(پارہ ۱۸، رکوع ۱۳)

کہو اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ فرماں برداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (یعنی قرآن وحدیث پر چلو) اور اگر پھر جاؤ پس سوائے اس کے نہیں اس کے ذمے ہے جو کچھ وہ اٹھوایا گیا اور تمہارے اوپر ہے جو کچھ تم اٹھوائے گئے ہو (یعنی فرماں برداری) اور اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو راہ پاؤ گے ورنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے تو ظاہر پہنچا دینا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مضبوط بات کہو (اللہ تعالیٰ) تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ تمہارے لیے بخش دے گا۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔

(پارہ ۲۲، رکوع ۶)

کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی فرماں برداری کرے گا پس وہ بڑی مراد کو پہنچا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا۔

(پارہ ۲۶، رکوع ۱۰)

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرماں برداری کرے، اللہ تعالیٰ اس کو ایسے باغوں میں لے جائے گا جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہوں گی اور جو کوئی نہ مانے تو اس کو تکلیف کا عذاب دے گا۔

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی نافرمانی نہایت تکلیف دہ اور المناک عذاب کا پیش خیمہ ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۔

(پارہ ۳، رکوع ۱۲)

کہو! (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی اطاعت کرو اگر یہ پھر جائیں پس تحقیق اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا (مراد اس سے قرآن و حدیث سے منہ پھیرنا ہے۔) جامع البیان

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ۔ (پارہ ۲۶، رکوع ۸)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو فرماں برداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی اور اپنے عملوں کو باطل نہ کرو۔

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔

(پارہ ۲۸، رکوع ۲)

پس نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ تعالیٰ کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (پارہ ۵ رکوع ۶)

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی اور رسول علیہ السلام کی فرماں برداری کرے پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔ پیغمبروں سے، صدیقوں سے، شہیدوں سے اور صالحوں سے اور یہی لوگ بہتر رفیق ہیں۔

یعنی جنت میں ان کے ساتھ ہوں گے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (پارہ ۵، رکوع ۸)

ترجمہ: جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرماں برداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی۔ (اور جس نے نبی علیہ السلام کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور حضور علیہ السلام کی نافرمانی حدیث کا انکار ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

(پارہ ۴ رکوع ۱۶)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے حکم پر چلیں تو اللہ تعالیٰ ان کو (آخرت) میں ایسے باغوں میں لے جا کر داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے بڑھ جاوے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں لے جائے گا وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور ذلت کی مار کھائے گا۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔

(پارہ ۲۸، رکوع ۱۶)

اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرو اور اس کے رسول علیہ السلام کی فرماں برداری کرو پس اگر تم پھر جاؤ تو سوائے اس کے نہیں کہ ہمارے رسول علیہ السلام کے ذمے ظاہر پہنچا دینا ہے۔

یہ تمام آیات قرآن وحدیث کی تابعداری پر دلالت کرتی ہیں۔ بدوں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرآن مجید کا صحیح مطلب پانا مشکل امر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

داڑھی کی حد بندی

قرآن مجید میں آتا ہے کہ:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (پ ۴ سورۂ آل عمران)

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو۔

اس آیت پر عمل کرتے ہوئے سائل نے ۱۲/۴/ ۱۴۱۲ کو ایک بندۂ خدا سے کہا کہ آپ رخساروں پر سے جو داڑھی کے بال اکھاڑتے ہیں یہ حرام ہے۔ لہٰذا آپ ایسا نہ کریں۔ جس کا ثبوت یہ ہے:

اَللِّحْيَةُ بِكَسْرِ اللَّامِ وَسُكُونِ الْحَاءِ اِسْمٌ لِجَمْعٍ مِنَ الشَّعْرِ يَنْبُتُ عَلَى الْخَدَّيْنِ وَالذَّقَنِ۔ (عون المعبود ص ۵۶ ج ۱)

اللحیہ:۔ لام کی زیر اور حاء کے سکون کے ساتھ ان تمام بالوں کو کہتے ہیں جو رخسار اور ٹھوڑی پر اُگتے ہیں

علاوہ ازیں رخساروں کے بال بھی داڑھی میں داخل ہیں، ان کا منڈوانا حرام ہے۔ چنانچہ عون المعبود شرح ابوداؤد جلد اول کے صفحہ ۵۶ میں ہے:

ایسا ہی قاموس (لغت کی کتاب) میں ہے:

اَللِّحْيَةُ بِالْكَسْرِ شَعْرُ الْخَدَّيْنِ وَالذَّقَنِ ج لِحًى وَلُحًى۔ (قاموس جلد ۴ ص ۲۲۷ طبع نولکشور)

اللحیہ:۔ زیر کے ساتھ۔ رخسار اور ٹھوڑی کے بالوں کو کہتے ہیں۔

لِحیہ کا اطلاق ان بالوں پر ہوتا ہے جو رخساروں اور ٹھوڑی پر ہوتے ہیں۔

اس سے ثابت ہے کہ آنکھوں کے نیچے اور گردن کے درمیان جو بال رخساروں اور ٹھوڑی پر ہوتے ہیں یہ سب داڑھی ہے ان کا منڈوانا کبیرہ گناہ ہے۔

اَللِّحَى:۔ بِكَسْرِ اللَّامِ وَحُكِيَ ضَمُّهَا وَبِالْقَصْرِ جَمْعُ لِحْيَةٍ بِالْكَسْرِهَا يَنْبُتُ عَلَى الْخَدَّيْنِ وَالذَّقَنِ ذَكَرَهُ

اللحی حرف لام کے کسرہ کے ساتھ ہے اور اس کا ضمہ بھی حکایت کیا گیا ہے اور الف مقصورہ کے ساتھ لحیۃ کی جمع ہے جو لام کے کسرہ کے ساتھ ہے

السَّیُوطِیُّ وَالْمَعْنٰی اُتْرُکُوا اللُّحٰی کَثِیْرًا بِحَالِهَا وَلَا تَتَعَرَّضُوْا لَهَا وَاتْرُکُوْهَا لِتَکْثُرَ۔

(مرقاۃ ص ۲۹۰ ج ۸)

وہ ہے جو اُگے دونوں رخساروں پر اور ٹھوڑی پر، ذکر کیا اس کو سیوطی نے اور معنی یہ ہے کہ چھوڑ و ڈاڑھیوں کو زیادہ ان کی حالت میں اور نہ درپے ہو ان کے لیے اور چھوڑو ان کو تاکہ زیادہ ہو۔

اَللِّحْیَةُ جَمْعُهَا لِحًی لُحًی شَعْرُ الْخَدَّیْنِ وَالذَّقْنِ۔

(المنجد ص ۷۱۷ طبع بیروت)

اللحیہ:- ج لحیٰ۔ لُحیٰ۔ ٹھوڑی اور رخسار کے بال۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سائل کے جواب میں مولینا ابوالبرکات صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا کہ ڈاڑھی کی تحدید وحدبندی میں اہلِ لغت اور شارحینِ احادیث اس پر متفق ہیں کہ اَللِّحْیَةُ شَعْرُ الْخَدَّیْنِ وَالذَّقْنِ کہ ٹھوڑی اور رخسار ڈاڑھی ہیں۔

الراقم ابوالبرکات احمد بقلم خود جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ، ۱۱/ مارچ ۱۹۸۱ء

تائید

مولانا احمداللہ صاحب حضرت شیخ الحدیث ابوالبرکات کے فتویٰ کی تائید میں لکھتے ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَا ذَکَرَهُ الشَّیْخُ اَبُو الْبَرَکَاتِ صَحِیْحٌ۔

العبد احمد اللہ مدرس جامعہ سلفیہ

۲۸/ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

تائید مزید

نامور عالم دین محقق العصر جناب ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی المکی السندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث میں آیا ہے کہ "اعفوا اللحی (بخاری وغیرہ) اور لحیہ کا معنی اہلِ لغت یہ بتلاتے ہیں کہ "شعر الخدّین والذقن"۔ پس رخساروں سے اور ٹھوڑی کے اوپر یا نیچے سے بال نوچنا یا کاٹنا

جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی المکی
سنہ ۱۹۸۱ء

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ إِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِي عَنْفَقَتِهِ۔
(مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۶)

مسلم شریف میں (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنفقہ (داڑھی بچہ) میں کچھ بال سفید تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ بھی داڑھی میں شامل ہے۔

حافظ محمد الیاس صاحب اثری مدرس جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ

نچلے ہونٹ کے دونوں کناروں (فنیکین) سے بال اکھیڑنا بدعت ہے۔
(کتاب الکراہۃ شامی ج ۵ بحوالہ چہرے کا تاج مصنفہ عبدالرشید حنیف
شامی ج ۵ کتاب الکراہت) ص ۳-۴

جو شخص اللہ تعالیٰ کی بات کے مقابلے میں شیطان کی بات تسلیم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ۝
(سورت نساء پ ۵ ع ۱۸)

شیطان ملعون نے کہا اور اس نے کہا کہ بیشک میں الگ نکال لوں گا تیرے بندوں میں سے ایک حصہ اور بیشک بے راہ کردوں گا ان کو اور خیالات میں ڈالوں گا اور ان کو حکم کروں گا سو کاٹیں گے جانوروں کے کان اور بیشک سکھاؤں گا میں ان کو سو بدل ڈالیں گے صورت بنائی ہوئی اللہ کی اور جس نے ٹھہرایا شیطان کو حمایتی اللہ کو چھوڑ کر سو بیشک صریح ٹوٹے میں پڑا۔ وعدہ دیتا ہے ان کو اور خیالات میں ڈالتا ہے ان کو اور نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر محض دغا دینے کے لیے ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہ پاویں گے اس سے چھٹکارا۔

چنانچہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ لکھتے ہیں :

"کوئی ڈاڑھی منڈا کر خوبصورتی دکھا دے گا، کوئی چار ابرو کی صفائی دے کر فقیری جتائے گا، یہ سب شیطان کے وسواس ہیں، اللہ اور رسول کے خلاف "

(تقویۃ الایمان ۶۹)

حدیث شریف میں بھی منہ سے بال نوچوانے والیاں اور نوچنے والی عورتوں پر لعنت آئی ہے۔ جیسے حدیث عبداللہ بن مسعود سے ظاہر ہوتا ہے :

۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ لِخَلْقِ اللّٰهِ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اِنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ مَالِيْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ اَمَا قَرَأْتِ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ قَدْ نَهٰى عَنْهُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے جسم گودنے والی عورتوں پر اور گدوانے والی عورتوں پر اور منہ پر سے بال نچوانے والی عورتوں پر اور دانتوں کو حسن کے لئے ریتی سے رتوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو اللہ کی تخلیق کو بدلنے والی ہیں۔ ایک عورت ابن مسعود کے پاس آئی اور کہا میں نے سنا ہے کہ تم ایسی ایسی عورتوں پر لعنت کرتے ہو۔ ابن مسعود نے کہا میں کیوں ان عورتوں پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اور جن کو کتاب اللہ میں ملعون بتایا گیا ہے۔ اس عورت نے کہا میں نے اس چیز کو پڑھا ہے جو دو تختیوں کے درمیان ہے (یعنی قرآن مجید) اس میں تو یہ بات کہیں نہیں ہے جو تم کہتے ہو (یعنی صریح الفاظ میں لعنت کا کہیں ذکر نہیں) ابن مسعودؓ نے کہا اگر تو اس کو (سوچ سمجھ کر) پڑھتی تو اس کو پاتی کیا تو نے قرآن مجید میں یہ نہیں پڑھا مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (یعنی جو چیز رسولِ خدا صلعم تم کو دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو) عورت نے کہا۔ ہاں (یہ تو پڑھا ہے) ابن مسعودؓ نے

کہا تو رسولِ خدا نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں ہے اللہ کی لعنت ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔ حدیث ابن عباسؓ سے ظاہر ہے:

۲۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان مردوں اور عورتوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت کی جو عورتوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

۳۔ وَعَنْ اَبِيْ رَيْحَانَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرٍ عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْاَةِ الْمَرْاَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَاَنْ يَّجْعَلَ الرَّجُلُ فِيْ اَسْفَلِ ثِيَابِهٖ حَرِيْرًا مِّثْلَ الْاَعَاجِمِ اَوْ يَجْعَلَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ حَرِيْرًا مِّثْلَ الْاَعَاجِمِ وَعَنِ النُّهْبٰى وَعَنْ رُكُوْبِ النُّمُوْرِ وَلُبُوْسِ الْخَاتَمِ اِلَّا لِذِيْ سُلْطَانٍ

(رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ)

کتاب اللباس مشکوٰۃ جلد ثانی ص ۳۷۶)

حضرت ابی ریحانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں سے منع فرمایا ہے ۱۔ دانتوں کو تیز کرنے سے، ۲۔ جسم کو گودنے سے، ۳۔ بال اکھاڑنے سے، ۴۔ مرد کو مرد کے ساتھ بدن ملانے سے اگر درمیان میں کپڑا حائل نہ ہو، ۵۔ عورت کو عورت کے ساتھ بدن ملانے سے اگر درمیان میں کپڑا حائل نہ ہو، ۶۔ اور اس سے منع فرمایا ہے کہ مرد اپنے کپڑے کے نیچے ریشم کا استر لگائے۔ ۷۔ یا مونڈھوں پر عجمیوں کی طرح ریشمی کپڑا لگائے، ۸۔ لوٹ کھسوٹ سے، ۹۔ چیتے کے چمڑے کی زین پر سوار ہونے سے، ۱۰۔ مہر کی انگوٹھی پہننے سے مگر صاحب حکومت کے لیے۔

(ابوداؤد، نسائی)

النَّتْف:۔ عورتوں کا چہرے سے بال اکھاڑنا، داڑھی کے بال اکھیڑنا، ابرو سے سفید بال اکھاڑنا مصیبت کے وقت بال اکھاڑنا اور اس زمانے میں تو مرد بھی بکثرت چہرے سے بال نوچتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چہرے سے بال اکھاڑنا منع ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے،

سر اور ڈاڑھی سے سفید بال اکھاڑنا منع ہے

۴ - عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً وَكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً وَرَفَعَهُ دَرَجَةً۔

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو دور نہ کرو کیوں کہ وہ مسلمان کا نور ہے جو مسلمان اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس بڑھاپے سے نیکیاں عطا فرماتا ہے، اور اس کے درجات بڑھاتا اور اس کی خطائیں معاف کرتا۔

اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ڈاڑھی رکھنے اور لبوں کے کٹانے کے بارے میں اور اس کے خلاف پر وعید

۵

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَوْفِرُوا اللُّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِي رِوَايَةٍ أَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللُّحَى۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور لبیں خوب پست کرو۔ اور ایک روایت میں ہے لبیں خوب صاف کرو اور ڈاڑھیاں چھوڑ دو۔

اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۶

وَأَخْرَجَ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

امام احمد اپنی مسند میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لائے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْفُوا اللُّحٰى وَجُزُّوا الشَّوَارِبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى -

وسلم نے ڈاڑھیاں پوری کرو اور لبیں کٹاؤ اور یہود و نصاریٰ سے مشابہت نہ کرو۔

۷

وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَشَبَّهُوْا بِالْاَعَاجِمِ اَعْفُوا اللُّحٰى -

اور بزار ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لائے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیروں سے مشابہت مت کرو، داڑھیاں پوری کرو۔

۸ وَاَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْمُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشَبَّهُوْا اِنَّ اٰلَ[1] مُحَمَّدٍ نُعْفِيْ لِحَانَا وَنُحْفِيْ شَوَارِبَنَا وَاِنَّ اٰلَ كِسْرٰى يَحْلِقُوْنَ لِحَاهُمْ وَيُعْفُوْنَ شَوَارِبَهُمْ هَدْيُنَا مُخَالِفٌ لِهَدْيِهِمْ

دیلمی مسند الفردوس میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لائے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیروں سے مشابہت مت کرو۔ ہم اُمّت محمدؐ داڑھیاں پوری رکھتے ہیں اور لبیں کٹاتے ہیں اور آل کسریٰ اپنی ڈاڑھیاں کٹاتے ہیں اور لبیں بڑھاتے ہیں اور ہمارا طریق ان کے طریق سے مخالف ہے۔

۹

وَاَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَقُصُّوا الشَّوَارِبَ -

طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈاڑھیاں پوری رکھو اور لبیں کٹاؤ۔

۱۰

وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اُمِرْنَا بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ -

مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں ڈاڑھیاں بڑھانے اور لبیں کٹانے کا حکم دیا گیا ہے

[1] آل دو قسم کی ہے نسبی اور اتباعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نسب اور اتباع کے لحاظ سے میری آل کی یہ علامت ہے کہ وہ داڑھیاں پوری رکھتے ہیں اور لبیں کاٹتے ہیں۔ کسریٰ کے تابعدار ڈاڑھیاں کٹاتے ہیں اور لبیں بڑھاتے ہیں۔ ہمارا طریق ان سے جدا ہے جو ڈاڑھی منڈوائے یا کٹوائے وہ ہماری نسبی اور اتباعی آل سے نہیں۔ (سعیدی)

نطقِ رسول وحیِ الٰہی ہوتا ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى۔ (پ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۳-۴)

اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے

تشریح یعنی آپ جو کچھ دین کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے اس میں وحی متلو کو "قرآن" اور غیر متلو کو حدیث کہا جاتا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمانِ الٰہی ہے

۱۱ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا تَوَضَّأَ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ مَّاءٍ فَاَدْخَلَهٗ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَخَلَّلَ بِهٖ لِحْيَتَهٗ وَقَالَ هٰكَذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ۔
رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو کرتے تو پانی کا چلو لے کر گلے کے نیچے سے ڈاڑھی میں داخل کرتے اور اس کے ساتھ ڈاڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے مجھے میرے رب نے اسی طرح کرنے کا حکم دیا ہے۔
(ابوداؤد)

۱۲۔ وَاَخْرَجَ النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى۔

نسائی میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لبیں کٹاؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔

۱۳۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص لبیں

لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا۔
رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ

نہ لے وہ ہم میں سے نہیں
اس کو احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسلمان کو اس وعید سے ڈرنا چاہیے

۱۴۔ فَاَخْرَجَ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ اَخْذُ الشَّارِبِ وَ اِعْفَاءُ اللُّحٰى فَاِنَّ الْمَجُوْسَ تُعْفِيْ شَوَارِبَهَا وَ تُحْفِيْ لِحَاهَا فَخَالِفُوْهُمْ خُذُوْا شَوَارِبَكُمْ وَ اَعْفُوْا لِحَاكُمْ۔

اور ابن حبان اپنی کتاب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لائے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لبیں لینا اور ڈاڑھیاں بڑھانا فطرت اسلام ہے۔ بے شک مجوس لبیں بڑھاتے ہیں اور ڈاڑھیاں کٹاتے ہیں۔ پس تم ان کی مخالفت کرو لبیں کٹاؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ

۱۵۔ وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمَجُوْسَ خُذُوا الشَّوَارِبَ وَ اَعْفُوا اللُّحٰى۔

بزار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مخالفت کرو مجوس کی، لبیں کٹاؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔

۱۶۔ وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُلَيَّةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَجُوْسِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَلَقَ لِحْيَتَهٗ وَ اَطَالَ شَارِبَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا فِيْ دِيْنِنَا قَالَ لٰكِنْ فِيْ دِيْنِنَا اَنْ نُّحْفِيَ الشَّارِبَ وَ اَنْ نُّعْفِيَ اللِّحْيَةَ

ابن ابی شیبہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن علیہ سے روایت لاتے ہیں، مجوس سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے ڈاڑھی منڈائی ہوئی اور لبیں بڑھائی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ہمارے دین میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا لیکن ہمارے دین میں یہ ہے کہ لبیں کٹائیں اور ڈاڑھیاں بڑھائیں۔

١٧- وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الشِّرْكِ یُعْفُوْنَ شَوَارِبَهُمْ وَیُحْفُوْنَ لِحَاهُمْ فَخَالِفُوْهُمْ فَاَعْفُوا اللُّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔

بزار سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اہل شرک اپنی لبیں بڑھاتے ہیں اور ڈاڑھیاں صاف کرتے ہیں تم ان کا خلاف کرو ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور لبیں صاف کرو۔

١٨- وَاَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی۔

بیہقیؒ عمرو بن شعیب اپنے والد اپنے دادا سے روایت لائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لبیں صاف کرو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔

١٩- وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ (الحدیث)

مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لبیں کٹاؤ اور ڈاڑھیاں چھوڑو، مجوس کی مخالفت کرو۔

٢٠- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لبیں کٹاؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔

یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔

٢٠ "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللُّحٰی"

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مونچھوں کے کٹانے اور داڑھیوں کے بڑھانے کا حکم دیا۔

(ابوداؤد کتاب الترجل باب فی اخذ الشارب)

۲۱ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی"

(مسند احمد)

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔ (مسند احمد)

۲۲ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اَعْفُوا اللُّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ"

(مسند احمد)

عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔ (مسند احمد)

مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کٹانا یہود کا فعل ہے

امام طحاوی کی شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۳۳۳ میں یہ حدیث ہے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کٹاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔

یعنی وہ اس کا الٹ کرتے ہیں کہ مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھی کٹاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مونچھیں بڑھانا اور داڑھی کٹانا کبیرہ گناہ ہے۔

کتاب الکبائر صفحہ ۲۶۲

داڑھی کو رنگنا ثابت ہے مگر سیاہ رنگ کرنا منع ہے

۲۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ قُحَافَةَ

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابی قحافہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ کے

يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُ۔

باپ) فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلعم کے پاس لائے گئے اور ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ گھاس کی مانند سفید تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کے بالوں کو سیاہی کے سوا کوئی رنگ کر دو۔

اس کو مسلم اور امام احمد نے روایت کیا۔

۲۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ يَخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَجِدُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آخری زمانہ میں ایک قوم ہو گی جو اس سیاہی سے خضاب کرے گی مانند کبوتر کے پوٹوں کے یہ لوگ جنت کی بو بھی نہ پائیں گے۔ (ابو داؤد۔ نسائی)

ہر جمعہ میں لبوں کے بال لینے اور ناخن اتارنے وغیرہ سنت ہیں اور چالیس یوم تک جواز کی حد ہے

وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَلِّمُ اَظْفَارَهٗ وَيَقُصُّ شَارِبَهٗ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَى الصَّلٰوةِ

اور بزار اور طبرانیؒ نے اوسط میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن اس سے پہلے کہ نماز کو تشریف لے جاتے اپنے ناخن اور مونچھیں کاٹتے۔

اور ابونعیم نے محمد بن حاطب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مونچھیں اور ناخن جمعہ کے دن لیتے اور ابوالشیخ نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ناخن کاٹنا شفا کو داخل کرتا ہے اور بیماری کو نکالتا ہے اور طبرانیؒ نے عائشہؓ سے

روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ناخنوں کو جمعہ کے دن یا اس کے مثل (یعنی دوسرے جمعہ) تک برائی سے بچایا جائے گا۔ اور دیلمیؒ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو اپنی مونچھیں جمعہ کے دن لے گا اس کے ہر بال کے عوض جو اس سے گرے دس نیکیاں ہوں گی اور اس سے دس برائیاں دور کی جائیں گی اور اس کے لیے دس درجے بلند کیے جائیں گے اور ابن حبانؒ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کا غسل اور مسواک کرنا اور مونچھ لینا اور ڈاڑھی کا بڑھانا فطرتِ اسلام سے ہے۔ پس مجوسی اپنی مونچھیں رکھتے ہیں اور اپنی ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں۔ پس تم ان کی مخالفت کرو اور اپنی مونچھیں لو اور اپنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔

(شمس الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ صفحہ ۲۷-۲۸)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِیْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَۃِ اَنْ لَّا نَتْرُکَہٗ اَکْثَرَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً۔

رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اور انس سے روایت ہے کہا ہمارے واسطے معین کیا گیا لبوں کے کترانے اور ناخنوں کے اتارنے میں اور بغل کے بال اکھاڑتے ہیں اور بال زیر ناف کے مونڈنے میں کہ ہم چالیس رات سے زیادہ نہ چھوڑیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا۔

مجمع البحار میں ہے زیر ناف کے بال بیس یوم کے بعد مونڈنے ضروری ہیں۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے چالیس یوم اس کی حد ہے۔ قنیہ میں ہے ہفتہ افضل ہے اور دو ہفتہ اوسط اور آخری حد چالیس یوم ہے اس کے بعد وعید ہے۔

مونچھیں نہ کٹوانے والا کون؟

حدیث ملاحظہ فرمائیں:

وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ یَاْخُذْ مِنْ شَارِبِہٖ فَلَیْسَ مِنَّا۔

حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص لبوں کو نہ کتروائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسند احمد والترمذی باب الترجل والنسائی)

سوال :

ڈاڑھی مونڈ کر یا بودے بنا کر مزدوری سے گزارہ کرنا جائز ہے کہ نہیں ؟ (محمد امین)

جواب :

جو کام حرام ہے اس کی اجرت بھی حرام ہے نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ (مشکوۃ باب الکسب وطلب الحلال) یعنی کتے کی قیمت رنڈی (کنجری) کی اجرت اور کاہن کی شیرینی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حرام کی اجرت بھی حرام ہے۔ ڈاڑھی مونڈنا اور بودے بنانا حرام ہے پس ان کی اجرت بھی حرام ہوگی۔

عبداللہ امرتسریؒ مدیر تنظیم از روپڑ فتاوٰی اہل حدیث

ج ۳، ص ۲۰۴ - ۲۰۵

داڑھی ایک مشت سے زیادہ کترانا جائز ہے یا نہیں؟

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ڈاڑھی کے طول وعرض سے لیتے اس کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

فتح الباری میں ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ترمذیؒ اس کو غریب لکھتے ہیں اس کا ایک راوی عمر بن ہارون ہے جو ضعیف ہے۔ تقریب میں اس کو متروک لکھا ہے (حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں اس کو محدثین کی ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے) فتح الباری

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں اس حدیث سے حجت نہیں پکڑ سکتے (نیل الاوطار)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں اس حدیث کی کوئی دلیل نہیں (ترمذی)

مولانا نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ سے جو ثابت ہوا ہے وہ یہی ہے کہ ڈاڑھی کو بالکل چھوڑ دینا چاہیے اور اس کے طول وعرض سے کچھ تعرض نہیں کرنا چاہیے اور کسی حدیث صحیح مرفوع سے ڈاڑھی کا ترشوانا اور بقدر ایک مٹھی رکھنا ثابت نہیں اور جامع ترمذی کی یہ حدیث ضعیف ہے۔ (فتاوٰی نذیریہ)

مولوی عبدالحلیم مکی اپنی کتاب شمس الضحیٰ فی اعفاء اللحی کے صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: جمہور نے اس کے ساتھ دلیل پکڑی ہے کہ ڈاڑھی کا چھوڑنا ہر حالت میں بہتر ہے اور یہ کہ اس سے کوئی بال نہ کاٹا جائے اور یہ قول امام شافعیؒ اور ان کے اصحاب کا ہے اور قرطبی نے کہا کہ اس کا مونڈنا اور نوچنا اور کاٹنا جائز نہیں اور امام یحییٰ نوویؒ نے کہا۔ کہ قول مختار ڈاڑھی کو اپنی حالت پر چھوڑنا ہے اور اس کے ساتھ کسی چیز کے کم کرنے کے لیے نہ پیش آوے اور اس کا نوچنا شروع جمنے میں بے ریش لڑکوں کی مشابہت کے واسطے کبیرہ گناہ ہے اور اسی طرح اس کا قینچی سے کاٹنا یا استرے سے مونڈنا یا اس کا چوتا وغیرہ پوڈروں سے دور کرنا سخت منکرات سے ہے۔ پس بے شک ڈاڑھیاں مردوں کی زینت ہیں اور علامت کمال سے ہیں پس واسطے اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں کہ وہ اس طرح قسم کھاتے ہیں وَالَّذِیْ زَیَّنَ بَنِیْ اٰدَمَ بِاللُّحٰی قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے بنی آدم کو ڈاڑھیوں سے زینت دی اور وہ تمام خلق سے ہے اور بسبب اس کے مرد عورتوں سے ممتاز ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھنی ڈاڑھی والے تھے فقط۔ شمس الضحیٰ فی اعفاء اللحی

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۷۵۔

روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ جب حج یا عمرہ کرتے تو ایک قبضہ سے زیادہ ڈاڑھی کے بال کٹ دیتے۔ یہ حدیث مسلم اور بخاری کی ہے۔

حدیث کے الفاظ وَاَعْفُوْا وَاَوْفُوْا وَاَرْخُوْا وَاَرْجُوْا وَاَوْفِرُوْا وغیرہ ہیں اور قریب قریب ان کل الفاظ کے معنی بالوں کو پورا بڑھانے کے ہیں (نیل الاوطار)

نہایہ والے کہتے ہیں اَعْفُوْا کے معنی بالوں کو پورا بڑھانے اور مونچھوں کی طرح کم نہ کرانے کے ہیں۔ عراقی کہتے ہیں جمہور نے اس سے استدلال کیا ہے کہ افضل بات یہی ہے، کہ ڈاڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اس میں سے ایک بال بھی نہ تراشا جائے۔ امام شافعیؒ اور ان کے ساتھیوں کا یہی قول ہے۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ ڈاڑھی کا مونڈنا، اکھیڑنا، ترشوانا کچھ بھی جائز نہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں مختار قول یہی ہے کہ ڈاڑھیوں کو یونہی چھوڑ دیا جائے اور بالکل کچھ بھی کمی نہ کی جائے۔

انبیائے کے ذریعہ اتمام حجت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (پ ۶ ع ۳ سورۃ النساء ۱۶۵)

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں کے لیے اللہ پر رسول بھیجنے کے بعد کوئی حجت نہ رہ سکے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے (اس نے کوئی عذر باقی نہیں رہنے دیا)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ (سورۃ بقرہ پارہ ۲ آیت ۱۵۰)

تاکہ نہ ہو واسطے لوگوں کے اوپر تمہارے حجت مگر وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا اُن میں سے ۔

مولانا عبدالعزیز علوی اپنے پہلے فتویٰ میں لکھتے ہیں :

صریح حدیث کی موجودگی میں اگر کسی صحابی کا فعل یا قول اس کے خلاف ہے تو اس کو پورے احترام کے ساتھ چھوڑ دیا جائے گا ۔ اس پر کسی قسم کی زبان درازی نہیں کی جائے گی لیکن حجت و دلیل فرمانِ نبوی ہی ہوگا ۔ تمام ائمہ نے بے شمار مواقع پر بعض صحابہ کے اقوال و افعال کو چھوڑا ہے ۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ صحابہ کرام کا قول و فعل ہمارے لیے دلیل بن سکتا ہے یا کہ نہیں قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں ۔ بینوا توجروا

سائل : عبدالرشید انصاری گوجرانوالہ جی ٹی روڈ، سرفراز کالونی ۶/۲/۸۶

جواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَىٰ وَالصَّلَوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۔ أَمَّا بَعْدُ

شریعتِ اسلامیہ میں ، قرآن و حدیث کی رو سے حجت و دلیل صرف فرمانِ خدا ہے ۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۔ (سورۃ یوسف : ۴۰) نہیں حکم مگر واسطے اللہ کے

رسول اس کا نمائندہ ہے اور اس کے فرمان کا شارح اور مبیّن ہے اس لیے اس کا فرمان بھی

خدا کا فرمان ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْىٌ يُّوحٰى۔ (النجم: ۴،۳)

اور نہیں بولتا خواہش اپنی سے نہیں وہ مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مبلغ ہیں وہ ہمارے اور رسول کے درمیان واسطہ ہیں۔ امت تک دین انہی کی محنتوں اور کوششوں سے پہنچا ہے اور انہوں نے دین کی فہم پیغمبر سے حاصل کی تھی اس لیے ان کا قول و فعل دلیل راہ ہے۔ دین کی تفہیم و تفسیر میں ان کے قول و فعل کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن و حدیث کا معنی و مفہوم سمجھنے کے لیے ان کے قول و فعل کو مشعل راہ بنانا ضروری ہے۔ لیکن اس میں ان کے جمہور کے قول و فعل کا اعتبار ہو گا۔ انفرادی یا شخصی فعل کا نہیں۔

صریح حدیث کی موجودگی میں جب کہ وہ کئی معانی کی محتمل ہے۔ اگر کسی صحابی کا فعل یا قول اس کے خلاف ہے تو اس کو پورے احترام کے ساتھ چھوڑ دیا جائے گا، اس پر کسی قسم کی زبان درازی نہیں کی جائے گی لیکن حجت و دلیل فرمان نبوی ہی ہو گا۔ تمام ائمہ نے بے شمار مواقع پر بعض صحابہ کے اقوال و افعال کو چھوڑا ہے۔

هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَهُوَ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ وَالسَّدَادِ

عبدالعزیز عفی عنہ

پہلا فتویٰ — مہر

صدر مدرس جامعہ تدریس القرآن والحدیث راولپنڈی

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

تصدیق از مولانا محمد حسین خطیب جامع اہل حدیث راولپنڈی	تصدیق از مولانا محمد علی جانباز خادم جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ
مفتی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ ان شاء اللہ بالکل درست ہے میں اس کی لفظ بہ لفظ تائید کرتا ہوں۔ ۸/۲/۸۶	حضرات صحابہ کرام کے وہ اقوال جو کتاب و سنت کے خلاف نہ ہوں وہ بلاشبہ حجت ہیں۔ ۱۲/۲/۸۶

تصدیق از مولانا مولوی محمد عبید اللہ خان عفیف دارالافتاء دارالحدیث چینیانوالی لاہور

اَصَابَ مَنْ اَجَابَ وَالْجَوَابُ صَحِيْحٌ وَرَأْىُ الْمُجِيْبِ نَجِيْحٌ

مہر دارالحدیث چینیانوالی کوچہ چابکسواراں

۲۹/۳/۸۶

صحابہؓ کے اقوال وافعال کے معتبر ہونے اور بعض خدشات کے ازالہ کی خاطر مولانا عبدالعزیز صاحب سے استفسار اور ان کا جواب

بخدمت جناب حافظ عبدالعزیز صاحب برائے مہربانی اس بات کی وضاحت فرماویں کہ کس کس امام نے کس کس صحابی کی بات یعنی قول وفعل کو چھوڑا ہے اور مرفوع حدیث پر عمل کیا ہے۔

بینوا توجروا

اور اس بات کی بھی وضاحت فرمادیں کہ حضرت ابن عمر حج وعمرہ میں ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹ لیتے تھے اور حدیث میں اس بارے میں کوئی دلیل نہیں تو کسی امام نے ابن عمر کا یہ قول چھوڑ کر حدیث پر عمل کیا ہے جب کہ ابن عمر کا یہ قول بخاری میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے علم اور عمل میں برکت فرماوے۔ آمین۔ بینوا توجروا

سائل:۔ عبدالرشید انصاری۔ جی ٹی روڈ، سرفراز کالونی۔ گوجرانوالہ ۸/۲/۸۶

جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اَمَّا بَعْدُ

حضرت عمر بن الخطابؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ جنبی کے لیے تیمم کے قائل نہیں ہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی نے ان کے قول کو قبول نہیں کیا۔ اسی طرح عبداللہ بن مسعودؓ، نماز میں رکوع میں ہاتھ دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھتے، اگر امام کے ساتھ صرف دو آدمی ہوں تو ان کو دائیں اور بائیں کھڑا کرتے۔ ائمہ میں سے کسی نے اس کو نہیں اپنایا۔ معوذتین کے بارے میں ان کا موقف کسی کے لیے بھی قابلِ قبول نہیں ہے۔ متعہ اور طواف بیت اللہ کے بعد حلال ہو جانا، عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے لیکن کسی نے اس کو قبول نہیں کیا۔ اور یہ تو ایک اتفاقی بات ہے کہ کسی صحابی کا قول وفعل حجت نہیں ورگرنہ خلفائے راشدین کی تقلید کو چھوڑ کر بعد والے ائمہ کی یہ حضرات تقلید

کیوں کرتے اور نئے امام بنانے کی ضرورت مقلدین کو کیوں پیش آتی۔ جب حج تمتع کے سلسلہ میں حضرت ابن عمرؓ یہ فرماتے ہیں اَاَمْرُ اَبِیْ یُتَّبَعُ اَمْ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ تو کیا ابن عمر، حضرت عمرؓ سے زیادہ مقام و مرتبہ کے حامل ہیں کہ ان کے فعل کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح قول پر ترجیح دی جائے۔ جب یہ اصول مسلم ہے کہ اصل دین کتاب و سنت ہے تو یہ ضرورت کہاں رہی کہ صحابی کے کسی فعل کے بارے میں یقینی طور پر یہ بتایا جائے کہ فلاں امام نے اس کے قول کو قبول نہیں کیا گیا اگر کوئی ایسا قول و فعل جو صریح حدیث کے خلاف ہو اس کو کوئی امام قبول کرے تو وہ ہمارے لیے حجت بن جائے گا۔

هٰذا ما عندی واللّٰه اعلم بالصواب و هو الموفق للصواب والسداد۔

عبدالعزیز عفی عنہ

جامعہ تدریس القرآن والحدیث راولپنڈی

جامعہ تدریس القرآن والحدیث — مہر — جامع مسجد راولپنڈی

دوسرا فتویٰ

۲۸ جمادی الاول ۱۴۰۶ھ/ ۹ فروری ۱۹۸۶ء

مندرجہ بالا فتویٰ کے ثبوت ملاحظہ فرمائیں

۱۔ حضرت عمرؓ ابن خطاب اور عبداللہ بن مسعودؓ جنبی کے لیے تیمّم کے قائل نہیں ہیں

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ نَا اَبُوْ مُعٰوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِىْ مُوْسٰى فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا اَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا كَيْفَ يَصْنَعُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَكَيْفَ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ فِىْ سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ

شقیق سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن اگر کسی آدمی کو جنابت ہو اور ایک مہینہ تک پانی نہ ملے تو وہ نماز کے ساتھ کیا کرے۔ عبداللہؓ نے کہا وہ تیمم نہ کرے اگرچہ ایک ماہ تک پانی نہ ملے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا کہ پھر سورہ مائدہ میں جو یہ آیت ہے (ترجمہ) کہ اگر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ اگر اس آیت سے ان کو رخصت دی جائے جنابت پر تیمم کرنے

لَهُمْ فِي هٰذِهِ الْاٰيَةِ لَاَوْشَكَ اِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَآءُ اَنْ يَتَيَمَّمُوْا بِالصَّعِيْدِ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى لِعَبْدِ اللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ فَاَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَآءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيْدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّآبَّةُ ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ اَنْ تَقُوْلَ بِيَدَيْكَ هٰكَذَا ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْاَرْضَ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى الْيَمِيْنِ وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَوَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ۔

کی تو وہ پانی ٹھنڈا ہونے کی صورت میں بھی تیمم کرنے لگ جائیں گے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں سنی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کے لیے بھیجا۔ وہاں میں جنبی ہوگیا اور پانی نہ ملا تو میں خاک میں اس طرح سے لیٹا جس طرح جانور لیٹتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے اتنا ہی کافی تھا کہ اس طرح دونوں ہاتھوں سے کرتا۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے۔ اور بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر مارا پھر ہتھیلیوں کی پشت پر اور منہ پر مسح کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عمر نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث پر قناعت نہیں کی۔ (صحیح مسلم باب التیمم ص ۱۶۱)

۲۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز میں رکوع میں ہاتھ دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھتے۔ اگر امام کے ساتھ صرف دو آدمی ہوتے تو ان کو دائیں بائیں کھڑا کرتے۔ ائمہ میں سے کسی نے اس کو نہیں اپنایا۔

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَآءِ الْهَمْدَانِيُّ وَاَبُوْكُرَيْبٍ قَالَ نَا اَبُوْمُعٰوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَ اَتَيْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فِيْ دَارِهٖ فَقَالَ اَصَلّٰى هٰٓؤُلَآءِ خَلْفَكُمْ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَلَمْ يَاْمُرْنَا بِاَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ قَالَ وَذَهَبْنَا لِنَقُوْمَ خَلْفَهٗ فَاَخَذَ بِاَيْدِيْنَا فَجَعَلَ اَحَدَنَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرَ عَنْ شِمَالِهٖ قَالَ

اسود اور علقمہ سے روایت ہے کہ ہم دونوں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ان کے گھر میں۔ انہوں نے کہا کہ کیا ان لوگوں (امیروں) نے جو تمہارے پیچھے ہیں نماز پڑھ لی۔ ہم نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا۔ اٹھو نماز پڑھو کیوں کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ پھر ہم کو حکم نہ کیا اذان دینے کا اور نہ اقامت کا۔ ہم ان کے پیچھے کھڑے ہونے لگے تو ہمارے ہاتھ پکڑ کر ایک کو داہنی طرف کیا اور دوسرے کو بائیں طرف۔ جب

فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعْنَا أَيْدِيَنَا عَلَى رُكَبِنَا فَضَرَبَ أَيْدِيَنَا وَطَبَّقَ بَيْنَ كَفَّيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ ... الحديث	رکوع کیا تو ہم نے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔ انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر مارا اور ہتھیلیوں کو جوڑ کر زانوں کے بیچ میں رکھا ... الحدیث

(مسلم شریف ج ۱ ص ۲۰۲ باب الندب الی وضع الایدی علی الرکب فی الرکوع ونسخ التطبیق)

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معوذتین کے بارے میں موقف کسی کے لیے بھی قابل قبول نہیں ہے۔

قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قُلْتُ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ لَا يَكْتُبُ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي مُصْحَفِهِ وَفِي مُسْنَدِ الْحُمَيْدِيِّ يَحُكُّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ۔	زر بن حبیش سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب سے کہا کہ ابن مسعودؓ اپنے مصحف میں معوذتین کا اندراج نہیں کرتے اور مسند حمیدی میں ہے کہ معوذتین کو مٹا دیتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ، تفسیر المعوذتین)

۴۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن کسی نے اس کو قبول نہیں کیا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ	ابوجمرہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا۔ ان سے متعۃ النساء کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس میں رخصت دی۔ ان کے آزاد کردہ غلام نے ان سے کہا کہ یہ شدید ضرورت کے وقت ہوگا جب کہ عورتوں کی قلت ہوگی یا اس طرح کا کوئی اور عذر تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول باب حجۃ الوداع، بخاری ج ۲ صفحہ ۶۳۱ پر ہے اور اس پر تفصیلی بحث فتح الباری ج ۳ صفحہ ۴۸۷ باب مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ کے تحت ملے گی۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۶۷، بَابُ نَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ أَخِيرًا۔ ناشر نور محمد اصح المطابع)

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حج تمتع کے قائل ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج تمتع سے روکتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَهُوَ يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هِيَ حَلَالٌ فَقَالَ الشَّامِيُّ إِنَّ أَبَاكَ قَدْ نَهٰى عَنْهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِيْ نَهٰى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَأَمْرُ أَبِيْ يُتَّبَعُ أَمْ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ بَلْ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اہل شام میں سے ایک آدمی کو سنا کہ اس نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے تمتع حج کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس شامی نے کہا کہ آپ کے والد تو اس سے منع کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کہنے لگے کہ اگر میرا باپ اس سے منع کرتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے تو کیا میرے والد کی تابعداری کی جائے گی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا جائے گا تو وہ آدمی کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کی جائے گی تو حضرت عبداللہ نے کہا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خود کیا ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری جلد ثانی باب الجمعة فی المدن و القرٰی ص ۳۱۶ میں لکھتے ہیں فَلَمَّا اخْتَلَفَ الصَّحَابَةُ وَجَبَ الرُّجُوْعُ إِلَى الْمَرْفُوْعِ۔ (ترجمہ) پس جب صحابہ کا اختلاف ہو تو مرفوع حدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

پروفیسر قاضی مقبول احمد صاحب لاہور

حلال اور حرام قرار دینا

کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور جو شخص تحریم و تحلیل میں غیر اللہ کی اتباع کرتے ہوئے اس کی حلال کردہ چیز کو حرام اور حرام کردہ چیز کو حلال قرار دیتا ہے وہ شرک کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ یہ اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے کہ کسی چیز کو حرام یا حلال قرار دے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کسی شخص نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ حج تمتع یعنی عمرہ اور حج کو ملا کر ادا کرنا مناسب خیال نہ کرتے تھے اور وہ حج افراد کو پسند کرتے تھے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يُوْشِكُ اَنْ يَنْزِلَ عَلَيْكُمْ حِجَارَةٌ مِّنَ السَّمَآءِ اَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُوْنَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رض وَعُمَرُ رض۔ الاحکام

قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر نازل ہوں میں کہتا ہوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اور تم کہتے ہو کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اشارہ آپ کے اس ارشاد کی طرف ہے جو بخاری اور مسلم وغیرہ میں مروی ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَيْتُ وَلَوْلَا اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ۔

جس بات کا مجھے بعد میں علم ہوا اگر اس کا پہلے علم ہوتا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا "حلال" ہو جاتا

مطلب یہ کہ اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا تو میں حج تمتع کا احرام باندھتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں:

اِفْعَلُوْا مَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَلَوْلَا اَنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِيْ اَمَرْتُكُمْ۔

جو میں حکم دیتا ہوں وہ کرو اگر میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لایا ہوتا تو میں بھی وہی کرتا جس کا تمہیں حکم دے رہا ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مقابل کسی دوسرے کا قول پیش کرنا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حلال قرار دیا ہے اسے حرام یا ناجائز قرار دینا

اتنا بڑا گناہ اور جرم ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے ارتکاب پر آسمان سے عذاب الٰہی نازل ہو اور رسول اللہ کی مخالفت کرنے والوں پر آسمان سے پتھروں کی بارش نازل ہو جائے۔ جب بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور سنت معلوم ہونے کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع کا یہ حال ہے تو جو بزرگانِ دین ان کے خاکِ پا کے بھی برابر نہیں اور ان سے بدرجہا کمتر ہیں ان کی اتباع کرنے والوں کا کیا حال ہوگا۔ حوالہ:۔ ہفت روزہ "الاسلام" لاہور (سائل اجازت لینے کے لیے لاہور گیا مگر ملاقات نہ ہو سکی پھر دوسری دفعہ گیا تو ۸۶/۱/۲۱ کو شائع کرنے کی اجازت مل گئی۔)

مزید ثبوت

مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہوئے ایک موقعہ پر جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ وُلِّیتُ عَلَیْکُمْ وَلَسْتُ بِخَیْرِکُمْ فَاِنْ اَحْسَنْتُ فَاَعِیْنُوْنِیْ وَاِنْ صَدَفْتُ فَقَوِّمُوْنِیْ اَطِیْعُوْنِیْ مَا اَطَعْتُ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَاِنْ عَصَیْتُ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَلَا طَاعَۃَ لِیْ عَلَیْکُمْ۔

اے لوگو، میں تمہارا خلیفہ بنایا گیا ہوں اور میں تم سے بہتر نہیں ہوں پس اگر میں اچھا کام کروں تو میرے ساتھ تعاون کرو اور اگر اس سے اعراض کروں تو مجھے سیدھا کرو۔ میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہوں۔ پس اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت نہ کرو۔

(اتمام الوفا خضری ص ۱۹)

خلاصہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول حجت نہیں ہو سکتا۔

حجت – اللہ تعالیٰ کی بات یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہو سکتا ہے جو قابل عمل ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات مبارکہ میں ارشاد فرمایا ہے،

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰہَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا وَقَالُوْا رَبَّنَآ

جس دن ان کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے تو پھر کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی اور (نیز)

اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝

(الاحزاب پ ۲۲ آیت ۶۶، ۶۷)

کہیں گے ۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا تھا۔ انہوں نے ہم کو (سیدھے) راستہ سے گمراہ کیا تھا ۔

اور خواہ کتنا بھی بڑا امیر و امام ہو جب وہ اللہ کے حکم کے خلاف حکم دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اطاعت کرنے سے منع کر دیا ہے ۔

چنانچہ ترمذی شریف میں ہے :۔ بَابُ مَا جَآءَ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ باب ہے اس بیان میں کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی بات نہیں مانی جائے گی ۔

اس کے تحت یہ حدیث لاتے ہیں :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِنْ اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ عَلَيْهِ وَلَا طَاعَةَ ۔

(ترمذی ص ۲۰ ج العرف الشذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مرد پر سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے خواہ وہ پسند کرے یا ناپسند کرے جب تک اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے ۔ پس اگر اس کو اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر اس پر سننا اور ماننا واجب نہیں ۔

اماموں اور مجتہدوں کے اقوال اس وقت تک قبول کرنے چاہییں جب کہ وہ قرآن و حدیث کے موافق ہوں اگر ان کے اقوال، فتاوے خلاف قرآن و حدیث ہوں تو ہرگز نہ ماننے چاہییں ۔ یہی راستہ نیک اور سیدھا ہے ۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (پ ۲۵ سورت الشوریٰ آیت ۵۲) کہ آپ ایک سیدھے راستہ کی ہدایت کر رہے ہیں ۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۔

(پ ۱۳ سورت یوسف آیت نمبر ۱۰۸)

کہہ دے کہ میری راہ یہ ہے میں تم کو اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر بلاتا ہوں میں اور جو میری پیروی کرتا ہے ۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

(پ ۹، الانفال، آیت ۱، ۲)

پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں مل جل کے رہو۔ اور اگر تم میں ایمان ہے تو اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو ایمان دار تو وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو اور بڑھا دیتی ہیں اور وہ (ہر حال میں) اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہیں۔

فاسق کا حکم ایک فتویٰ کی صورت میں

سوال : اگر ڈاڑھی نہ رکھی جائے تو کیا مسلمان کا اسلام خطرے میں پڑجاتا ہے یا نہیں ؟ اور اسلام کے دائرے سے نکل جاتا ہے یا نہیں ؟

جواب : یہ سوال اس نوعیت کا ہے جیسے کوئی پوچھے کہ اگر انسان کی ناک کٹوا دی جائے تو کیا انسانیت خطرے میں پڑجاتی ہے ؟ اور وہ انسانیت کے دائرے سے باہر ہو جاتا ہے یا آدمی کا ہاتھ پاؤں کاٹنے سے کیا اس کی جان جاتی رہتی ہے اور وہ مردہ ہو جاتا ہے تو جواب یہ ہوگا کہ نہیں ناک کٹوانے یا ہاتھ پاؤں کٹوانے سے انسانیت کے دائرے سے تو نہیں نکلتا یا مردہ ہو جانا ضروری نہیں۔ بے ناک اور بے ہاتھ پاؤں کے بھی زندہ تو رہ سکتا ہے مگر ناقص اور عیبی۔ اسی طرح ڈاڑھی منڈوانے والا اسلام کے دائرے سے تو نہیں نکلتا مگر وہ اسلام کے لحاظ سے ایسا مسلمان ہے جیسا انسانیت کے لحاظ سے ناک یا ہاتھ پاؤں کٹا ہوا انسان یعنی نافرمان اور فاسق مسلمان۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ (مشکوٰۃ) اس حکم کے ماتحت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے جس کو فرض عملی کہا جاتا ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، مدرسہ امینیہ، دہلی

(کفایۃ المفتی جلد ۹ صفحہ ۱۵۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ الحدیث مفتی محمد عبید اللہ خان عفیف لاہور کا فتوٰی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَطَرَ الْخَلْقَ عَلَی الدِّیْنِ الْقَیِّمِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ وَّ اِبْرَاهِیْمَ وَ وَفَّقَ مَنْ شَآءَ بِرَحْمَتِهٖ فَاسْتَقَامَ عَلٰی هَدْیِ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَخَذَلَ مَنْ شَآءَ بِحِکْمَتِهٖ فَرَغِبَ عَنْ هَدْیِهِمْ وَ سُنَّتِهِمْ وَ کَانَ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَفْضَلَ الْخَلْقِ طَرِیْقَةً وَ اَقْوَمَهُمْ شَرِیْعَةً وَّاَقْرَبَهُمْ اِلَی الْخَیْرِ الْعَمِیْمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

داڑھی کی اہمیت

زیر نظر رسالہ (نجات المسلمین) داڑھی کی شرعی حیثیت اور اس کی اہمیت کے بارے میں ہے۔ لہٰذا واضح ہو کہ داڑھی امور دین میں سے ایک امر دینی اور شعائر اسلام میں سے ایک اسلامی شعار (امتیازی نشان) اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَآءُ اللِّحْیَةِ الخ

(باب خصال فطرۃ ج ا ص ۱۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتیں فطرت میں داخل ہیں۔ مونچھوں کا ترشوانا اور داڑھی کا بڑھانا، مسواک کرنا، ناک کی کلی کرنا، ناخن لینا۔ جہاں جہاں میل اکٹھا ہو جاتا ہو ان مواضع کا دھونا۔ بغل کے بال اکھاڑنا (یا کاٹنا) موئے زیر ناف کا مونڈنا۔ پانی سے استنجاء کرنا۔ راوی

کہتا ہے کہ دسویں سنّت مجھ سے بھول گئی شاید وہ منہ کی کلی کرنا ہے۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اَقُوْلُ هٰذِهِ الطَّهَارَاتُ مَنْقُوْلَةٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُتَدَاوَلَةٌ فِيْ طَوَائِفِ الْاُمَمِ الْحَنِيْفِيَّةِ اُشْرِبَتْ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَدَخَلَتْ فِيْ صَمِيْمِ اِعْتِقَادِهِمْ عَلَيْهَا مَحْيَاهُمْ وَعَلَيْهَا مَمَاتُهُمْ عَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ وَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ بِالْفِطْرَةِ وَهٰذِهٖ شَعَائِرُ الْمِلَّةِ الْحَنِيْفِيَّةِ وَلَا بُدَّ لِكُلِّ مِلَّةٍ مِنْ شَعَائِرَ يُعْرَفُوْنَ بِهَا وَيُؤَاخَذُوْنَ عَلَيْهَا لِيَكُوْنَ طَاعَتُهَا وَعِصْيَانُهَا اَمْرًا مَحْسُوْسًا۔

(حجۃ اللہ البالغۃ باب خصال الفطرۃ ج اص ۱۸۲)

میں کہتا ہوں یہ طہارتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہیں۔ اور تمام امم حنیفیہ میں برابر جاری رہی ہیں اور یہ باتیں ان کے صمیم اعتقاد میں داخل ہوگئی ہیں۔ انہی پر ان کی حیات اور ان کی ممات ہے قرناً بعد قرن۔ لہٰذا اسی لیے ان کا نام فطرت رکھا گیا ہے اور ملّتِ حنیفیہ کے یہ شعائر ہیں اور ہر ملت کے لیے شعائر ہونے بھی ضروری ہیں۔ تاکہ ان سے اس ملت کے پیروؤں کی شناخت ہو سکے۔ اور لوگ سب ان باتوں پر عمل کریں تاکہ ان کی فرمانبرداری اور نافرمانی بظاہر معلوم ہو سکے۔

مزید لکھتے ہیں:

وَاِنَّمَا يَنْبَغِيْ اَنْ مِنَ الشَّعَائِرِ مَا كَثُرَ وُجُوْدُهٗ وَتَكَرَّرَ وُقُوْعُهٗ وَكَانَ ظَاهِرًا وَفِيْهِ فَوَائِدُ جَمَّةٌ تَقْبَلُهٗ اَذْهَانُ النَّاسِ اَشَدَّ قُبُوْلٍ۔

اور شعائر بھی اس قسم کی چیزیں ہونی چاہئیں جو بکثرت پائی جاتی ہوں اور بار بار وقوع میں آتی رہیں اور ظاہر میں معلوم ہو سکیں اور ان میں ایسے بہت سے فوائد ہیں کہ لوگوں کے ذہن ان فوائد کو پورے پورے طور پر قبول کرتے ہیں۔

وَاَمَّا اللِّحْيَةُ فَهِيَ الْفَارِقَةُ بَيْنَ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَهِيَ جَمَالُ الْفُحُوْلِ وَتَمَامُ هَيْئَتِهِمْ فَلَا بُدَّ مِنْ اِعْفَائِهَا وَقَصُّهَا سُنَّةُ الْمَجُوْسِ وَفِيْهِ تَغْيِيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ وَلُحُوْقٌ بِاَهْلِ السُّوْدَدِ وَالْكِبْرِيَاءِ بِالرَّعَاءِ۔

داڑھی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ داڑھی ایک ایسی چیز ہے کہ اس کی وجہ سے بڑے چھوٹے کی تمیز ہو سکتی ہے اور مردوں کے لیے ایک قسم کا جمال اور ان کی شکل و صورت کو پورا کرنے والی ہے۔ اس واسطے اس کا بڑھانا ضروری ہے اور اس کا ترشوانا مجوسیوں کا طریقہ ہے اور

(حجة الله البالغة ج ۱ ص ۱۸۲) اس کے ترشواتے میں خلق اللہ کی تغییر بھی پائی جاتی ہے نیز اس کے ترشواتے کی وجہ سے سردار اور خاندانی لوگ رذیل لوگوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

۲۔ امام ابو عمر بن عبدالبر مالکیؒ لفظ "فطرت" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلْفِطْرَةُ الْاِسْلَامُ فُسِّرَتِ الْفِطْرَةُ السُّنَّةُ الْقَدِيمَةُ الَّتِي اخْتَارَهَا الْاَنْبِيَاءُ وَاتَّفَقَتْ عَلَيْهَا الشَّرَائِعُ فَكَاَنَّهَا اَمْرٌ جِبِلِّيٌّ فُطِرُوْا عَلَيْهِ۔ (زرقانی شرح موطا ج ۴ ص ۲۸۳ التعليقات السلفية ج ۲ ص ۲۸۵)

کہ فطرت سے مراد اسلام ہے، فطرت کی تفسیر اس سنت کے ساتھ کی گئی ہے۔ جس کو تمام انبیاء علیہم السلام نے اختیار فرمایا۔ اور تمام شریعتیں اس فطرت یعنی سنت قدیمہ پر بالکلیہ متفق ہیں۔ گویا ایک پیدائشی چیز ہے جس پر انبیاء علیہم السلام کو پیدا فرمایا گیا۔

حافظ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ فطرت کا یہ معنیٰ نسبت دوسرے معانی کے بہت ہی اچھا ہے۔ حاشیہ مشکوٰۃ ص ۳۰۸۔

داڑھی کا حدود اربعہ

داڑھی کی اس مذکورہ شرعی حیثیت اور فطری اہمیت کو ذہن میں بسا لینے کے بعد اب اس کی تعریف اور حدود اربعہ ملاحظہ فرمائیے۔

حافظ ابن حجرؒ داڑھی کی تعریف اور تعیین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لِحْيَةٌ بِالْكَسْرِ فَقَطْ وَهِيَ اِسْمٌ لِمَا نَبَتَ عَلَى الْخَدَّيْنِ وَالذَّقَنِ۔

کہ داڑھی ان تمام بالوں کا نام ہے جو دونوں رخساروں اور ٹھوڑی کے اوپر نیچے اگ آتے ہیں۔

اور امام غزالیؒ نے تو نچلے ہونٹ کے بالوں کو بھی داڑھی میں شامل قرار دیا ہے۔ (نووی ج ۱ ص ۱۲۹)

داڑھی رکھنا واجب ہے

اب رہا یہ سوال کہ داڑھی رکھنا واجب ہے یا سنت۔ تو جواب یہ ہے کہ داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ، مرفوعہ، متصلہ، کثیرہ اس کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ جو پیش نظر رسالہ میں تفصیلاً آگے

آرہی ہیں۔

(۱) مختصر یہ کہ امام نووی فرماتے ہیں۔ فَحَصَلَ خَمْسُ رِوَایَاتٍ اَعْفُوْا، وَاَوْفُوْا وَاَرْخُوْا وَاَرْجُوْا وَوَفِّرُوْا وَمَعْنَاهَا كُلِّهَا تَرْكُهَا عَلٰى حَالِهَا وَهُوَ الظَّاهِرُ مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ تَقْتَضِيْهِ اَلْفَاظُهٗ وَهُوَ الَّذِيْ قَالَهٗ جَمَاعَةٌ مِنْ اَصْحَابِنَا۔ نووی ج ا ص ۱۲۹۔ کہ حدیث کے دواوین میں مختلف الفاظ میں پانچ روایات مروی ہیں۔ جو کہ پانچ کی پانچ صیغہ ہائے امر پر مشتمل ہیں اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے بشرطیکہ وہاں کوئی قرینہ صارفہ موجود نہ ہو۔ اور یہاں کوئی قرینہ صارفہ موجود نہیں، لہٰذا ان پانچوں صیغوں کا معنیٰ یہ ہے کہ ڈاڑھی کو بلا کسی تعرض کے اسکے حال پر چھوڑ دینا واجب ہے۔ اور یہی معنیٰ متبادر اور ظاہر معلوم ہوتا ہے اور حدیث کے الفاظ بھی اسی معنیٰ کے مقتضی ہیں۔

(۲) امام ابن دقیق العیدؒ ڈاڑھی کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔ وَقَدْ وَرَدَتِ الْاَحَادِيْثُ الْكَثِيْرَةُ الصَّحِيْحَةُ الصَّرِيْحَةُ فِي الْاَمْرِ بِاِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ اَخْرَجَهَا الْاَئِمَّةُ السِّتَّةُ وَغَيْرُهُمْ وَاَصْلُ الْاَمْرِ الْوُجُوْبُ وَلَا يُصْرَفُ عَنْهُ اِلَّا بِدَلِيْلٍ كَمَا هُوَ مُقَرَّرٌ فِيْ عِلْمِ الْاُصُوْلِ۔ المنهل العذب المورود شرح سنن ابی داؤد ج ا ص ۱۸۶۔ التعلیقات السلفیۃ ج ۲ ص ۲۸۵ — کہ صحاح ستہ وغیرہا میں بہت سی احادیث صحیحہ صریحہ میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور علم اصول کے مسلمہ قاعدہ کے مطابق جب کوئی قرینہ صارفہ موجود نہ ہو تو امر کا صیغہ وجوب کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی چونکہ یہاں کوئی قرینہ صارفہ موجود نہیں لہٰذا اصولی طور پر ڈاڑھی کا بڑھانا واجب ٹھہرا۔

(۳) امام ابن حزمؒ المتوفی ۴۵۶ھ میں لکھتے ہیں: وَاَمَّا فَرْضُ قَصِّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ .... عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى۔ اَلْمُحَلّٰى بَابُ الْفِطْرَةِ ج ۲ ص ۲۲۰۔

کہ مونچھوں کے ترشوانے اور ڈاڑھی کے بڑھانے کی فرضیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ مشرکین کی مخالفت میں مونچھیں ترشواؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

(۴) شیخ محمد بن صالح بن عثیمین لکھتے ہیں۔

وَلَيْسَ اِبْقَاءُ اللِّحْيَةِ مِنَ الْاُمُوْرِ الْعَادِيَّةِ كَمَا يَظُنُّهٗ بَعْضُ النَّاسِ وَاِنَّمَا هُوَ مِنَ

الْاُمُوْرِ التَّعَبُّدِیَّۃِ الَّتِیْ اَمَرَ بِھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاَصْلُ فِیْ اَوَامِرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّعَبُّدُ وَالْوُجُوْبُ حَتّٰی یَقُوْمَ الدَّلِیْلُ عَلٰی خِلَافِ ذٰلِکَ الضیاء اللامع ص ۱۲۴، ۱۲۵

بعض تجدد زدہ اور ترقی گزیدہ لوگوں کا یہ گمان درست نہیں کہ ڈاڑھی رکھنا محض ایک عادت اور رواج تھا۔ کیونکہ یہ سراسر ایک تعبدی امر ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر تعبّد وجوب کا حکم رکھتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی مخالف دلیل موجود نہ ہو جو یہاں موجود نہیں۔ لہٰذا ڈاڑھی کا بڑھانا واجب ہے۔

بہرحال ان مسطورہ بالا احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ متصلہ سے ثابت ہُوا کہ ڈاڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے اور اس کا ترشوانا مشرکوں۔ مجوسیوں۔ یہود و ہنود اور ملنگوں کا طریقہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی

(۱) حضرت جابر بن سمرۃؓ فرماتے ہیں۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَأْسِہٖ ۔۔۔۔ وَکَانَ کَثِیْرَ شَعْرِ اللِّحْیَۃِ۔ صحیح مسلم باب اثبات خاتم النبوۃ وصفتہ ج ۲ ص ۲۵۹

کہ آپؐ کی جبین مبارک کے چند بال سفید ہو گئے تھے اور آپؐ کی ریش مبارک بھاری اور گھنی تھی۔

(۲) حضرت ہند بن ابی ہالہؓ آپ کے چہرہ کی تصویر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کَانَ کَثَّ اللِّحْیَۃِ (شمائل الترمذی ص ۲) وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَثِیْفُ اللِّحْیَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی عَظِیْمُ اللِّحْیَۃِ وَعَنْ اَنَسٍ کَانَتْ لِحْیَتُہٗ قَدْ مَلَأَتْ مِنْ ھٰھُنَا وَاَمَرَّ یَدَہٗ عَلٰی عَارِضَیْہِ کَذَا فِیْ حُکْمِ اللِّحْیَۃِ فِی الْاِسْلَامِ للشیخ محمد حامد ص ۴ وَقَالَ الْقَاضِیْ عِیَاضٌ کَانَ کَثَّ اللِّحْیَۃِ تَمْلَأُ صَدْرَہٗ۔

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک بھاری اور گھنی تھی جو آپؐ کے رخساروں اور سینہ مبارک کو پر کرتی تھی۔

صحابہ کرامؓ اور داڑھی

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی داڑھی بھاری تھی اور حضرت عثمانؓ کی داڑھی پتلی اور لمبی ہوتی تھی جبکہ حضرت علیؓ کی داڑھی چوڑی جھکی تھی جو کہ شانوں تک پھیلی ہوتی تھی وَکَذٰلِکَ کَانَ اَبُوْبَکْرٍ کَثَّ اللِّحْیَۃِ وَکَانَ عُثْمَانُ رَقِیْقَ اللِّحْیَۃِ طَوِیْلَھَا وَکَانَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ عَرِیْضَ اللِّحْیَۃِ وَقَدْ مَلَأَتْ مَا بَیْنَ مَنْکِبَیْہِ۔

حکم اللحیۃ فی الاسلام ص ۴۔

اسی طرح دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی داڑھیوں کی بھی یہی کیفیت منقول ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نُعْفِي السِّبَالَ إِلَّا فِي حَجٍّ وَعُمْرَةٍ۔ عون المعبود شرح سنن ابی داود باب اخذ الشارب ج ۴ ص ۱۳۶ وقال الحافظ ابن حجر وسندہٗ حسن فتح الباری ج ۱ ص ۲۹۵ - کہ صحابہ کرام ہمیشہ داڑھی بڑھائے رکھتے تھے مگر حج اور عمرہ کے وقت کچھ کانٹ چھانٹ کر لیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور قاضی ابن ابی لیلیٰ تو داڑھی کے بارے میں اتنے سخت تھے کہ انہوں نے اس شخص کی شہادت رد کر دی تھی جو داڑھی نوچتا تھا۔ التمہید لابن عبد البر۔ داڑھی کا وجوب ص ۲۱۔

تابعین کا عمل

جناب ملا علی قاریؒ امام غزالی کی احیاء العلوم کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت تابعینؒ بھی داڑھیاں رکھتے تھے، امام حسن بصری، حضرت قتادہ اور ان کے ہمنوا تابعین مٹھی سے زائد داڑھی کو ترشوا لینے کو ناپسند کیا کرتے تھے اگرچہ بعض تابعین اس کے قائل بھی تھے۔ ذَكَرَهُ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ وَمَنْ تَبِعَهُمَا قَالُوْا تَرْكُهَا عَافِيَةً وَ أَحَبُّ لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْفُوا اللُّحٰى الخ حَاشِيَةُ التِّرْمِذِيّ ج ۲ ص ۱۰۵ حضرت عمر بن عبد العزیز جو خلیفہ راشد ہونے کے علاوہ تابعی اور مجدد وقت تھے تو داڑھی کے متعلق اتنے حساس تھے کہ انہوں نے نچلے ہونٹ کے بال اکھاڑنے والے کی شہادت رد کر دی تھی۔ احیاء العلوم میں ہے شَهِدَ رَجُلٌ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَكَانَ نَتَفَ فَنِيْكَيْهِ فَرَدَّ شَهَادَتَهٗ۔ صاحب اتحاف السادۃ اس کی وجہ بیان کرتے ہیں قَوْلُهٗ فَرَدَّ شَهَادَتَهٗ لِأَنَّهٗ أَتٰى بِبِدْعَةٍ مُحْدَثَةٍ لَمْ تَكُنْ فِيْ زَمَنِ السَّلَفِ فَتَجَرَّهٗ فَرَدَّ شَهَادَتَهٗ ج ۲ ص ۴۲۶ آپ نے ریش بچہ کے دونوں جانب کے بال اکھاڑنے والے کی شہادت اس لیے رد کر دی تھی کہ اس نے ایک نئی بدعت ایجاد کی تھی جو کہ سلف صالحین کے زمانہ میں رائج نہ تھی۔ لہٰذا آپ نے اس کی شہادت رد کر کے اس کو اس بدعت پر تنبیہہ کی تھی۔

اجماع امت

داڑھی کی شرعی حیثیت اور صحابہؓ و تابعینؒ کے عمل کے بعد اگرچہ اجماع امت کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے

تاھم اتمامِ حجت کے طور پر ملاحظہ فرماتے چلئے کہ داڑھی منڈانے کی حرمت پر پوری امت کا اجماع ہے کوئی اہل علم اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔ جہابذہ علماء کرام کی تصریحات یہ ہیں۔

(۱) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ حرانی رقمطراز ہیں۔

اِنَّ حَلْقَ اللِّحْيَةِ حَرَامٌ۔ الضیاء اللامع ص ۱۲۶۔ کہ داڑھی منڈانا حرام ہے

(۲) امام ابن کثیرؒ ۷۶۱ھ کے واقعات کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں۔

اَلْاَمْرُ بِاِلْزَامِ الْقَلَنْدَرِيَّةِ بِتَرْكِ حَلْقِ لِحَاهُمْ وَحَوَاجِبِهِمْ وَشَوَارِبِهِمْ وَذٰلِكَ مُحَرَّمٌ بِالْاِجْمَاعِ حَسْبَ مَاحَكَاهُ ابْنُ حَازِمٍ وَاِنَّمَا ذَكَرَهُ بَعْضُ الْفُقَهَآءِ بِالْكَرَاهِيَةِ وَرَدَ كِتَابٌ مِنَ السُّلْطَانِ اَيَّدَهُ اللّٰهُ اِلٰى دِمَشْقَ فِيْ يَوْمِ الثُّلَاثَآءِ خَامِسَ عَشَرَ ذِى الْحِجَّةِ سنة ۷۶۱ بِاِلْزَامِهِمْ (اَىِ الْقَلَنْدَرِيَّة) بِزِيِّ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَرْكِ زِيِّ الْاَعَاجِمِ وَالْمَجُوْسِ فَلَا يُمَكَّنُ اَحَدًا مِنْهُمْ مِنَ الدُّخُوْلِ اِلٰى بِلَادِ السُّلْطَانِ حَتّٰى يَتْرُكَ هٰذَا الزِّيَّ الْمُبْدَعَ وَاللِّبَاسَ الْمُتَشَنَّعَ وَمَنْ لَا يَلْتَزِمُ بِذٰلِكَ يُعَزَّرُ شَرْعًا وَيُقْلَعُ مِنْ قَرَارِهٖ قَلْعًا۔

(البداية والنهاية ج ۱۴ ص ۲۷۴)

قلندریہ فرقہ کے لوگوں پر داڑھی، مونچھیں اور ابرو نہ منڈانے کا حکم اور یہ داڑھی وغیرہ منڈانا با جماع اُمت حرام ہے جیسا کہ امام ابن حازمؒ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ گو کسی ایک فقیہہ نے مکروہ بھی کہا ہے، مگر اس مکروہ سے مراد بھی حرام ہی ہے۔ مورخہ ۱۵ ذی الحجہ ۷۶۱ھ میں سلطان حسن بن محمد اَیَّدَہُ اللّٰہ کا فرمان دمشق پہنچا۔ کہ قلندریہ فرقہ کے لوگوں کو پابند کیا جائے کہ وہ مسلمانوں کا سا حلیہ اختیار کریں۔ یعنی داڑھی مونچھیں اور ابرو صاف نہ کریں۔ اور عجمیوں اور مجوسیوں کی شکل وصورت اختیار نہ کریں۔ پس اس فرقہ کے کسی آدمی کو اس وقت تک سلطانی شہروں میں داخل نہ ہونے دیا جائے جب تک وہ اس بدعت کو اور برے لباس کو نہ چھوڑ دیں۔ اور جو شخص اس فرمان کی پابندی نہ کرے تو اس کو شرعی سزا دے کر جلا وطن کر دیا جائے۔

شیخ علی محفوظ مصری ارقام فرماتے ہیں:

وَقَدِ اتَّفَقَتِ الْمَذَاهِبُ الْاَرْبَعَةُ عَلٰى وُجُوْبِ تَوْفِيْرِ اللِّحْيَةِ۔ الابداع فی مضار الابتداع

کذا فی حکم اللحیۃ ص۶۔ داڑھی بڑھانے پر چاروں مذاہب کا اجماع ہے اور اس کا منڈانا بالاتفاق حرام ہے۔

اس تحقیق سے نیمروز کی طرح ثابت ہوا کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے اور اس کے وجوب پر پوری امت کا قرناً بعد قرنٍ اجماع ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ داڑھی منڈانے والا مردود الشہادت اور مستوجب

تعزیر ہے۔ اور یہ بھی واضح ہوا کہ فرنچ کٹ اور خشخشی داڑھی وغیرہ کے جو چلن ہیں ابلیس کے ایجاد کردہ ہیں۔

ہماری رائے

اگرچہ حضرت ابن عمرؓ، عمرؓ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم، احناف، موالک، شوافع اور حنابلہ قبضہ سے فراواں داڑھی کو تر شوا لینے کو جائز کہتے ہیں۔ تاہم ہماری ناقص رائے میں مظاہر تقویٰ کے معاملے میں بھی دوسرے مسائل کی طرح خود داعی و مصلح اول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی اسوہ حسنہ کا اتباع ہی راہِ ہدایت ہے اور اسوہ حسنہ پہلے تحریر ہو چکا ہے لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ قیل و قال اور آراء رجال سے دامن کشاں داڑھی کو غیر ضروری کتر و بیونت کے بغیر اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ آپؐ کی کسی سنّت ثابتہ کے ہوتے ہوئے کسی غیر معصوم کے قول و عمل کو حجت شرعی قرار دینا باجماع امت حرام ہے چنانچہ امام شافعیؒ تصریح فرماتے ہیں أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَىٰ أَنَّ مَنِ اسْتَبَانَ لَهُ سُنَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ لَهُ أَنْ يَدَعَهَا لِقَوْلِ أَحَدٍ۔ الایقاظ ص ۵۸۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ متعدد ماہرین شریعت اور علماء امت نے قبضہ سے زائد داڑھی تر شوانے کو ناپسند قرار دیا ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

وَالْمُخْتَارُ تَرْكُ اللِّحْيَةِ عَلَىٰ حَالِهَا وَأَنْ لَا يَتَعَرَّضَ لَهَا بِتَقْصِيرِ شَيْءٍ أَصْلًا وَالْمُخْتَارُ فِي الشَّارِبِ تَرْكُ الْاِسْتِئْصَالِ۔ نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹۔ کہ راجح یہ ہے کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اور مونچھوں کا نہ نوچنا ہی بہتر ہے۔

(۲) علامہ ابن ملکؒ فرماتے ہیں:

أَمَّا الْأَخْذُ مِنْ أَطْرَافِ اللِّحْيَةِ مِنْ طُولِهَا وَعَرْضِهَا لِلتَّنَاسُبِ فَحَسَنٌ لٰكِنَّ الْمُخْتَارَ أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنْهَا شَيْئًا۔

(۳) شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

عِنْدِي أَخْذُ اللِّحْيَةِ مَا فَوْقَ الْقَبْضَةِ جَائِزٌ لٰكِنَّ الْأَوْلَىٰ تَرْكُهَا۔ أَيْضًا۔

ان دونوں عبارتوں کا ترجمہ یہ ہے اگرچہ تحسین و تزئین کے لیے قبضہ سے زائد داڑھی کٹوانا جائز ہے تاہم ہمارے نزدیک تقویٰ یہی ہے کہ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

(۴) شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کا فتویٰ۔ ہو الموفق۔ واضح ہو کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ سے جو ثابت ہے وہ یہی ہے کہ داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور اس کے طول و عرض سے کچھ تعرض نہیں

کرنا چاہیئے۔ اور کسی حدیث صحیح مرفوع میں داڑھی کا ترشوانا اور بقدر ایک قبضہ کے رکھنا ثابت نہیں۔

(فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۳۶۰)

(۵) حافظ عبدالرحمان محدث مبارک پوری ارقام فرماتے ہیں:

واما قول من قال انه اذا زاد على القبضة يؤخذ الزائد واستدل بآثار ابن عمر وعمر وابي هريرة رضي الله عنهم فهو ضعيف لان احاديث الاعفاء المرفوعة الصحيحة تنفي هذه الآثار فهذه الآثار لا تصلح للاستدلال بها مع وجود هذه الاحاديث المرفوعة الصحيحة فاسلم الاقوال هو قول من قال بظاهر احاديث الاعفاء وكره ان يؤخذ من شيء من طول اللحية وعرضها۔ والله تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(تحفة الاحوذي شرح جامع الترمذي ج ۴ ص ۱۱)

کہ حضرت ابن عمر، حضرت عمر اور حضرت ابوہریرہ کے آثار کو دلیل بناتے ہوئے قبضہ سے زائد داڑھی کٹوانے کا قول ضعیف ہے کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابلہ میں ان آثار کی کوئی حیثیت نہیں۔ لہٰذا داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دینا ہی بہتر ہے کہ ان احادیث صحیحہ کا ظاہر اسی کا مقتضی ہے۔

بہرحال رسالہ نجات المسلمین کے مضمون سے مجھے اتفاق ہے۔ اور اسی طرح دوسرے دونوں حصوں میں بھی منتشر مواد کو یکجا کر دیا گیا ہے جو خطیب حضرات اور واعظین کے لیے بہت ہی مفید ہے۔ هذا ما عندي والله تعالى اعلم بالصواب



بندۂ حقیر پُر تقصیر
(مفتی) محمد عبیداللہ خاں عفیف۔
مبعوث دارالافتاء ریاض، شیخ الحدیث
دارالحدیث چینیاں والی ــ لاہور

۶/۴/۱۴۰۷ھ الموافق ۹/۱۲/۱۹۸۶م

شیخ الحدیث مفتی عبدالعزیز صاحب علوی کا تیسرا فتویٰ

صدر مدرس جامعہ تدریس القرآن والحدیث راولپنڈی ، ۵ راگست ۱۹۸۶ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ،

اَمَّا بَعْدُ !

ڈاڑھی ان خصائل میں داخل ہے جو انسانی فطرت کا حصہ ہیں۔ اسی بنا پر اس کو تمام انبیاء نے قائم رکھا اور یہ من سنن الانبیاء ٹھہرائی اور اس کا منڈوانا تغییر خلق اللہ ٹھہرایا کہ جس حسن صورت پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ اس کا منڈوانا یا کتروانا اس حسن صورت کو خراب کرنا ہے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طریقوں سے اس کی ترغیب دلائی اور تحلیق سے روکا ، متفق علیہ روایت ہے :

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ ، اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَ اَرْخُوا اللُّحٰى ۔	مشرکوں کی مخالفت کرو، مونچھیں مبالغہ سے کترو ، اور ڈاڑھی رہنے دو۔

مسلم کی روایت ہے :

جُزُّوا الشَّوَارِبَ ، اَرْخُوا اللُّحٰى ، خَالِفُوا الْمَجُوْسَ	مونچھیں کاٹ دو ، ڈاڑھی رہنے دو (یعنی) مجوس کی مخالفت کرو۔

بزار کی روایت ہے :

اِنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ يُعْفُوْنَ شَوَارِبَهُمْ وَ يُحْفُوْنَ لِحَاهُمْ فَخَالِفُوْهُمْ فَاَعْفُوا اللُّحٰى وَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ ۔	اہل کتاب مونچھیں نہیں کاٹتے اور ڈاڑھی کاٹتے ہیں اور تم ان کی مخالفت کرو چنانچہ ڈاڑھی رہنے دیا کرو اور مونچھیں کاٹ دیا کرو۔

لیکن یہ ایک عملی کام ہے اس لیے اس کی مخالفت فسق عملی ہے اور فسق عملی سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا ، انسان کے ایمان اور اسلام میں عیب یا نقص پیدا ہوتا ہے جو کمال ایمانی کے منافی ہے اس لیے تحلیق لحیہ کا مرتکب مومن فاسق ہوگا ، کامل مومن نہیں ہوگا۔

عبدالعزیز علوی —— ۵ راگست ۱۹۸۶ء

سوال: جناب محترم! اب قابلِ غور بات یہ ہے کہ جو "لفظِ فاسق" لکھا گیا ہے اس سے مراد کیا ہے۔ لفظ فاسق قرآن پاک میں متعدد مرتبہ آیا ہے۔ درج ذیل آیات ہیں۔ مہربانی فرما کر "لفظِ فاسق" جو لاگو ہوتا ہے وہ کونسا فاسق ہے؟ سائل:۔ بندہ خدا (۱۱/۱۲/۸۵)

۱۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔

ان میں سے کوئی مر جائے تو تو اس کے جنازے کی ہرگز نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر کھڑا ہونا، یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے منکر ہو گئے اور مرتے دم تک بدکار (بے اطاعت) رہے۔

(پ۱۰، آیت ۸۴، سورۃ التوبہ)

۲۔ ایک اور جگہ پر ارشادِ ربانی ہے:

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝

لیکن جن لوگوں نے حکم عدولی کی ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جب کبھی اس سے باہر نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور کہہ دیا جائے گا کہ اپنے جھٹلانے کے بدلے آگ کا عذاب چکھو۔

۳۔ ارشادِ باری تعالیٰ:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

جو حکم نہ کرے ساتھ اس چیز کے کہ اتاری ہے اللہ نے پس یہ لوگ وہی ہیں فاسق۔

(پ۶۔ المائدۃ)

۴۔ اسی طرح خداوند قدوس ارشاد فرماتے ہیں:

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ۝ (پارہ ۲۱)

کیا مومن فاسق کی طرح ہے۔ نہیں برابر ہو سکتے۔

۵۔ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ

تھا جن سے پس نافرمانی کی اس نے حکم پروردگار اپنے کی سے کیا پس پکڑتے ہو تم اس کو اور اولاد اس

مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝

کو دوست سوائے میرے اور وہ واسطے تمہارے دشمن ہے بُرا ہے واسطے ظالموں کے بدلا۔

(سورۃ الکہف آیت ۵۰)

۶۔ اللہ تعالیٰ نے کافر اور فاجر کو ایک زمرے میں بیان کیا ہے:

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝

یہ لوگ وہی ہیں کافر بدکار۔

(سورۃ عبس)

۷۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۔

(اے پیغمبر انہیں) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے کنبے دار اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہو اور مکانات جن (میں رہنے) کو تمہارا جی چاہتا ہے (اگر یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کے رستے میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ عزیز ہوں تو (ذرا) صبر کرو، یہاں تک کہ جو کچھ خدا کو کرنا ہے وہ (تمہارے سامنے) لا موجود کرے اور اللہ ان لوگوں کو جو ان کے حکم سے) سرتابی کریں ہدایت نہیں دیا کرتا۔

(پ۱۰، توبہ ۲۴)

۸۔ فاسق کی تعریف پر خدا کی ناراضی

اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالٰى وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ ط

جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غصے ہوتا ہے اور اس کی تعریف کے سبب عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔

(شعب الایمان بحوالہ بستان الاربعین)

از مولانا محمد صادق سیالکوٹی

جواب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ (پ۱۰ ۔ سورہ توبہ)

یہ اللہ کو بھول گئے اللہ نے بھی انہیں بھلادیا ، بیشک منافق ہی فاسق و بدکردار ہیں ۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۔ پ۱۰ ۔ سورۃ توبہ ۵۳)

تم خوشی یا ناخوشی کسی طرح بھی خرچ کرو قبول تو ہرگز نہ کیا جائے گا ، یقیناً تم بے حکم لوگ ہو

نفاق کی دو قسمیں ہیں :۔ اعتقادی اور عملی

پہلی قسم کے منافق تو ابدی جہنمی ہیں اور دوسری قسم کے بدترین مجرم ہیں

اللہ تعالیٰ نے کافر اور فاجر کو ایک زمرے میں بیان کیا ہے ۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝ (سورۃ عبس)

یہ لوگ وہی ہیں کافر بدکار

یعنی فسق عملی سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوجاتا ۔ حدیث ملاحظہ ہو

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور مسلمان سے جنگ کرنا کافرانہ عمل ہے ۔

فاسق کے متعلق خالق کائنات کا فرمان

مِنۡهُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ اَكۡثَرُهُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔ پ۴ سورت ال عمران آیت ۱۱۰

بعضے ان میں سے ایمان والے ہیں اور اکثر ان کے فاسق ہیں۔

اور جو کوئی ایمان نہیں لاتا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَمَنۡ تَوَلّٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔

پ۳ سورت ال عمران آیت ۸۲

پس جو کوئی پھر جاوے پیچھے اس کے پس یہ لوگ وہی ہیں بدکار

بعض لوگ کنارے پر عبادت کرتے ہیں خالق کائنات کا فرمان ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ‌ۚ فَاِنۡ اَصَابَهٗ خَيۡرُ ۨاطۡمَاَنَّ بِهٖ‌ۚ وَاِنۡ اَصَابَتۡهُ فِتۡنَةُ ۨانقَلَبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ ‌ۚ خَسِرَ الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةَ‌ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِيۡنُ (پ۱۷ رکوع ۹ حج آیت ۱۱)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر کوئی نفع مل گیا تو دل چسپی لینے لگتے ہیں۔ اور اگر کوئی آفت آگئی تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں انہوں نے دونوں جہانوں کا نقصان اٹھالیا۔ واقعی یہ کھلا نقصان ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو کچھ نفع حاصل ہو تو وہ پھر کام کرتا ہے۔ سختی کے وقت خدا کے دین پر قائم نہیں رہتا۔ رسولوں کی پیروی سے انکار کرتا ہے جہاد سے جی چراتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے متعلق قرآن میں آیا ہے۔

حضرت موسیٰ کی قوم کی دعوت

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ان الفاظ میں دعوت دیتے ہیں:

يٰقَوۡمِ ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَةَ الَّتِىۡ كَتَبَ اللّٰهُ لَـكُمۡ وَلَا تَرۡتَدُّوۡا عَلٰٓى اَدۡبَارِكُمۡ فَتَـنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِيۡنَ ۔(پ۶ مائدہ آیت ۲۱)

اے میری قوم والو! اس مقدس زمین میں جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نام لکھ دی ہے اور اپنی پشت کے بل روگردانی نہ کرو کہ پھر نقصان میں جا پڑو۔

یعنی خدا کی اس نعمت کو یاد کرو جس نے تمہیں خادم دیے۔ بیویاں دیں۔ گھر بار دیا۔ سب سے زیادہ نعمتیں تمہیں عطا فرمائیں۔ دولت، مال اور اولاد وغیرہ سے نوازا۔

قوم کا حضرت موسیٰؑ کو جواب

قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان الفاظ میں جواب دیا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ۔
(پ۶ سورۃ مائدہ آیت ۲۲)

انہوں نے جواب دیا کہ موسیٰؑ وہاں تو زور آور سرکش لوگ ہیں اور جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں ہم ہرگز وہاں نہ جائیں گے۔ ہاں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں پھر تو ہم بخوشی چلے جائیں گے۔

یعنی اپنی بزدلی میں مرے جا رہے ہیں اور صرف انکار نہیں بلکہ ہولناکی کے ساتھ انکار کرتے ہیں اللہ اور نبی کی بے ادبی کرتے ہیں اور صاف جواب دے دیتے ہیں۔

قوم کو دو صالحین کی ترغیب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔
(پ۶ سورۃ مائدہ آیت ۲۳)

دو شخصوں نے جو خدا ترس لوگوں میں سے تھے جن پر خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہا کہ تم ان کے پاس دروازے میں تو پہنچ جاؤ۔ دروازے میں قدم رکھتے ہی یقیناً تم غالب آ جاؤ گے تم اگر مومن ہو تو تمہیں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو گے۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان دشمنوں پر غالب کر دے گا اور وہ خود تمہاری مدد اور تائید کرے گا۔

قوم کا حضرت موسیٰؑ کو جواب

قوم نے حضرت موسیٰ کو جواب دیا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝

(۶پ مائدہ آیت ۲۴)

قوم نے جواب دیا کہ اے موسیٰؑ! جب تک وہ وہاں ہیں تب تک تو ہم ہرگز وہاں جائیں گے ہی نہیں تو آپ اور تمہارا پروردگار جا کر دونوں ہی لڑ بھڑ لو ہم یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔

یعنی سختی کے وقت خدا کے دین پر قائم نہیں رہتے رسولوں کی پیروی سے انکار کر جاتے ہیں جہاد سے جی چراتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کی دُعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان الفاظ میں دُعا فرمائی:

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

(۶پ سورہ مائدہ آیت ۲۵)

موسیٰ کہنے لگے خدایا! مجھے تو بجز اپنے اور میرے بھائی کے کسی اور پر کوئی اختیار نہیں بس تو ہم میں اور ان نافرمانوں میں فیصلہ اور فرق کر دے۔

دُعا کی قبولیت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر کہا:

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

(۶پ سورۂ مائدہ آیت نمبر ۲۶)

ارشاد ہوا کہ اب زمین ان پر چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے۔ یہ خانہ بدوش اِدھر اُدھر سرگرداں پھرتے رہیں گے۔ سو تو ان فاسقوں کے بارے میں غمگین نہ ہونا۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ تو اپنی قوم بنی اسرائیل پر غم و رنج نہ کر وہ اسی جیل خانہ کے مستحق ہیں۔ چنانچہ امام ابن جریرؒ نے بھی اسی قول کو پسند کیا ہے۔ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً میں فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عامل ہے اور بنی اسرائیل کی یہ جماعت چالیس برس تک اسی میدانِ تیہ میں سرگرداں رہی۔

فاسق کے متعلق مزید تحقیق کے لیے حصہ دوم اور حصہ سوم ملاحظہ فرمائیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ

پس بعض ان میں سے ظلم کرنے والا واسطے جان اپنی کے اور بعض ان میں میانہ رو ہے اور بعض ان میں سے آگے نکل جانے والا ہے ساتھ بھلائیوں کے ساتھ اللہ کے حکم کے

فاسق اور فاجر مجرم ہیں

حصّہ دوم

جنھوں نے ملے جلے عمل کیے تھے
کچھ بھلے اور کچھ بُرے

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن سے مومن
ایمان سے خارج نہیں ہوتا

جمع و ترتیب :- عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی ، جی ٹی روڈ ، گوجرانوالہ

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

فاسق کے متعلق مزید تحقیق

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں گناہ بھی کرتے ہیں اور عمل بھی کرتے ہیں اور اللہ سے امید بھی رکھتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت فرمانے والے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَاٰخَرُوۡنَ اعۡتَرَفُوۡا بِذُنُوۡبِهِمۡ خَلَطُوۡا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝

(پ ۱۱، سورت توبہ آیت ۱۰۲)

اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے جنہوں نے ملے جلے عمل کیے تھے کچھ بھلے اور کچھ برے۔ اللہ سے امید ہے کہ ان پر توجہ فرمائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت فرمانے والے ہیں۔

امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کی رات دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھے ایک ایسے شہر تک لے آئے جو چاندی اور سونے کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا وہاں ہمیں بعض ایسے آدمی دکھائی دیے کہ ان کا آدھا حصۂ جسم نہایت ہی خوش منظر تھا اور دوسرا آدھا حصۂ جسم نہایت ہی بدصورت کہ دیکھنے کو جی نہ چاہے۔ میرے ان ساتھیوں نے ان سے کہا کہ تم اس نہر میں غوطہ لگاؤ! وہ غوطہ لگا کر جب باہر نکلے تو ان کا یہ عیب جاتا رہا اور ان کے اجسام سب کے سب حسین دکھائی دیتے تھے۔ میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ "یہ جنت عدن ہے اور یہی تمہاری منزل ہے" اور کہا کہ وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت سا تھا، اور آدھا جسم نہایت بدصورت سا، سو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اعمالِ نیک کے ساتھ اعمالِ بد بھی ملا رکھے تھے اور خدا کی حدود سے تجاوز کر گئے تھے۔ اس آیت کی تفسیر میں بخاریؒ نے مختصراً اسی طرح روایت کی ہے۔ (ابن کثیرؒ ص ۸ سورۃ توبہ ج ۲)

اس کے علاوہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں میں بخشش کی امید ہے خواہ سزا پا کر، یا سزا کے بغیر

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ اور اس سے کم درجہ گناہوں میں سے جس کو چاہے بخش دے۔
(پ۵، سورۃ نساء آیت ۱۱۶)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور عذاب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

الغرض بعض گناہوں کی حدیں مقرر ہیں

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۚ

چوری کرنے والے مرد عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو بدلہ اس کا جو انہوں نے کیا تنبیہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اور اللہ تعالیٰ قوت و حکمت والا ہے۔

امام شافعیؒ کے نزدیک پاؤ دینار یا اس سے زیادہ قیمت کی چیز چرانے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ ان کی دلیل صحیحین کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور کا ہاتھ کاٹا جائے پاؤ دینار میں پھر جو اس سے اُوپر ہو۔ مسلم کی ایک حدیث میں ہے، چور کا ہاتھ کاٹا جائے پاؤ دینار میں پھر اس سے اُوپر میں۔

ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت ابن عمرو بن سمرہؓ حضورؐ کے پاس آکر کہتے ہیں کہ حضرتؐ مجھ سے چوری ہوگئی ہے۔ تو آپ مجھے پاک کیجئے فلاں قبیلے والوں کا اُونٹ میں نے چرایا ہے۔ آپؐ نے اس قبیلے والوں کے پاس آدمی بھیجکر دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا ایک اُونٹ تو ضرور گم ہوگیا ہے، آپ نے حکم دیا اور اُن کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا، وہ ہاتھ کٹنے پر کہنے لگے خدا کا شکر ہے جس نے تجھے میرے جسم سے الگ کر دیا، تو نے میرے سارے جسم کو جہنم میں لے جانا چاہا تھا (رضی اللہ عنہ) (ص ۱۸۹ ج ۱)

تفسیر ابن جریرؒ میں ہے کہ ایک عورت نے کچھ زیور چرا لیے، ان لوگوں نے حضور صلی علیہ وسلم کے پاس اُسے پیش کیا۔ آپؐ نے اس کا داہنا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ جب کٹ چکا تو اس عورت نے کہا " یا رسول اللہؐ! کیا میری توبہ بھی ہے؟ " آپؐ نے فرمایا " تم ایسی پاک صاف ہوگئیں کہ گویا آج ہی پیدا ہوئی ہو " اس پر آیت، فَمَنْ تَابَ الخ نازل ہوئی۔ مسند احمد میں اتنا اور بھی ہے کہ اس وقت اس عورت والوں نے کہا ہم اس کا فدیہ دینے کو تیار ہیں، لیکن آپؐ نے اُسے قبول نہ فرمایا اور ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ یہ عورت بنو مخزوم قبیلے کی تھی اور اس کا یہ واقعہ صحیحین میں بھی موجود ہے کہ چونکہ یہ بڑے گھرانے کی عورت تھی لوگوں میں بڑی تشویش پھیلی اور ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں کچھ کہیں سنیں، یہ واقعہ فتح مکہ میں ہوا تھا۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ حضرت اُسامہ بن زیدؓ جو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پیارے ہیں، وہ ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کریں، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جب ان کی سفارش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ناگوار گزرا، اور غصے سے فرمایا "اسامہ! تو خدا تعالےٰ کی حدوں میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہا ہے؟" اب تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بہت گھبرائے اور کہنے لگے مجھ سے بڑی خطا ہوئی میرے لیے آپ استغفار کیجیے، شام کے وقت اللہ تعالےٰ کے رسول ﷺ نے ایک خطبہ دیا جس میں خدا تعالےٰ کی پوری حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ اسی خصلت پر تباہ و برباد ہو گئے کہ ان میں سے جب کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی معمولی آدمی ہوتا تو اس پر حد جاری کرتے، اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کریں، تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دوں، پھر حکم دیا اور اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں، پھر اس صحابیہ رضی اللہ عنہا نے توبہ کی اور پوری اور پختہ توبہ کی اور نکاح کر لیا پھر وہ میرے پاس اپنے کسی کام کاج کے لیے آتی تھیں اور میں ان کی حاجت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا کرتی تھی۔ (رضی اللہ عنہا)۔

نماز بھی پڑھتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے

مسند بزار میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کہا کہ حضور! فلاں شخص نماز پڑھتا ہے لیکن چوری نہیں چھوڑتا۔ آپ نے فرمایا۔ عنقریب اس کی نماز اس کی یہ برائی چھڑا دے گی۔ ابن کثیر

اس حدیث سے معلوم ہوا چوری کا گناہ الگ ہے نماز کا ثواب الگ۔ قیامت کے دن ہر انسان کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ پ ۳۰ سورۃ القارعۃ

پھر جس کا پلہ بھاری ہوگا وہ تو خاطر خواہ آرام کی زندگی میں ہوگا اور جس کی تول ہلکی ہوگی اس کا ٹھکانا ہاویہ ہے تجھے کون بتائے کہ وہ کیا ہے؟ وہ تیز دہکتی آگ ہے

اس دن ہر نیک و بد کا انجام ظاہر ہو جائیگا، نیکوں کی بزرگی اور بروں کی اہانت کھل جائے گی، جس کی نیکیاں وزن میں برائیوں سے بڑھ گئیں وہ عیش و آرام سے جنت میں بسر کریگا اور جس کی بدیاں نیکیوں پر چھا گئیں بھلائیوں کا پلڑا ہلکا ہو گیا وہ جہنمی ہو جائیگا۔ وہ منہ کے بل اوندھا جہنم میں گرا دیا جائے گا۔ (ابن کثیر)

نظر نیچی رکھو

فرمان الٰہی ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ پ ۱۸ سورہ نور

مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کیلئے پاکیزہ تر ہے لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالےٰ سب سے خبردار ہے۔

حکم ہوتا ہے کہ جن چیزوں کا دیکھنا میں نے حرام کر دیا ہے ان پر نگاہیں نہ ڈالو۔ حرام چیزوں سے آنکھیں نیچی کر لو، اگر بالفرض اچانک نظر پڑ جائے تو پھر دوبارہ نظر بھر کر نہ دیکھو۔

خدا تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو نہ دیکھنا آیت کا مقصود ہے

حضورؐ سے اچانک نگاہ کے پڑ جانے کی بابت پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا اپنی نگاہ فوراً ہٹا لو۔ نیچی نگاہ کر نا یا ادھر اُدھر دیکھنے لگ جانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ ص ۲۶۸ ج ۲)

حضرت جریرؓ بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے اجنبی عورت پر ناگہاں نظر پڑ جانے کی بابت پوچھا آپ نے فرمایا فوراً نظر پھیر لو (مسلم)

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالدَّارِمِيُّ (مشکوٰۃ ص ۲۶۹ ج ۲)

حضرت بریدہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے جناب علیؓ سے فرمایا علیؓ! نظر پڑنے کے بعد دوبارہ نظر نہ ڈال پہلی نظر تیرے لیے جائز ہے دوبارہ دیکھنا جائز نہیں۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ دارمی)

نظر پر نظر نہ جماؤ اچانک جو پڑ گئی وہ تو معاف ہے قصداً معاف نہیں حضورؐ نے ایک مرتبہ فرمایا:۔

راستوں پر بیٹھنے سے بچو لوگوں نے کہا حضور کام کاج کے لیے وہ تو ضروری ہے آپ نے فرمایا اچھا تو راستوں کا حق ادا کرتے رہو۔ انہوں نے کہا وہ کیا؟ فرمایا نگاہ نیچی رکھنا، کسی کو ایذا نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کا تعلیم کرنا، بُری باتوں سے روکنا۔ (بخاری شریف ص ۳۲۳ ج ۱)

زنا کی تہمت اور اس کی سزا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ پارہ ۱۸ سورۃ النور ۔ آیت ۴۔

جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ لوگ فاسق ہیں۔

جو لوگ کسی عورت پر یا کسی مرد پر زنا کاری کی تہمت لگائیں اور ثبوت نہ دے سکیں تو انہیں اسی کوڑے لگائے جائیں گے ہاں اگر شہادت پیش کر دیں تو حد سے بچ جائیں گے اور جن پر جرم ثابت ہوا ہے انہیں ان کی حد ماری جائے گی۔ اگر شہادت پیش نہ کر سکے تو اسی کوڑے بھی لگیں گے۔ اگر اس نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ اس نے بہتان باندھا اور پھر توبہ بھی پوری کی تو اس کی شہادت اس کے بعد مقبول ہے۔ (واللہ اعلم) تفسیر ابن کثیر۔

شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی سزا الگ الگ ہے

حدیث میں ہے :

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوْا عَنِّيْ، خُذُوْا عَنِّيْ فَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (احکام شریعت) مجھ سے حاصل کرو، مجھ سے حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کیلئے راستہ پیدا فرما دیا ہے۔ غیر شادی شدہ غیر شادی شدہ کے ساتھ جب زنا کرے تو دونوں پر سو کوڑوں کی سزا جاری ہوگی اور ایک سال کیلئے جلا وطن کر دیے جائیں گے اور شادی شدہ ہونے کی صورت میں سو کوڑے اور سنگساری کی سزا ہوگی (بروایت مسلم شریف)

فعل لواطت کی سزا

حدیث میں ہے :

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو تم قوم لوط کا عمل کرتے دیکھو

مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ وَمَنْ وَجَدْتُمُوْهُ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوا الْبَهِيْمَةَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْاَرْبَعَةُ وَرِجَالُهُ مُوَثَّقُوْنَ۔

فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کردو اور جس شخص کو کسی جانور کے ساتھ یہ فعل کرتے پاؤ تو اس شخص کو مع جانور کے قتل کردو۔ بروایت امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ۔ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

جنّت کی ضمانت چھ چیزوں میں ہے

حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِضْمَنُوْا لِيْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُمْ وَاَدُّوْا اِذَا اؤْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ۔ بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِيْبَةِ وَالشَّتْمِ مشکوٰۃ شریف ج

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلعم نے فرمایا ہے تم چھ باتوں کا میرے سامنے عہد کرو میں تمہارے لیے جنت کا ضامن بن جاؤں گا (۱) بات کرو تو سچ بولو (۲) وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو (۳) تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو امانت کو ادا کرو (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵) نگاہ کو نیچا رکھو (۶) اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھو۔ (احمد، بیہقی)

عبیدہؓ کا قول ہے کہ جس چیز کا نتیجہ نافرمانی خدا تعالےٰ ہو وہ کبیرہ گناہ ہے چونکہ نگاہ پڑنے کے بعد دل میں فساد کھڑا ہوتا ہے اس لیے شرمگاہ کو بچانے کے لیے نظریں نیچی رکھنے کا فرمان ہوا۔ نظر بھی ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے پس زنا سے بچنا بھی ضروری ہے اور نگاہ نیچی رکھنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے اجنبی عورتوں کو نہ دیکھنے سے دل پاک ہوتا ہے اور دین صاف ہوتا ہے جو لوگ اپنی نگاہ حرام چیزوں پر نہیں ڈالتے اللہ تعالےٰ ان کی آنکھوں میں نور بھر دیتا ہے اور ان کے دل بھی نورانی کر دیتا ہے۔

ابن کثیر ص ۵۶ ج ۴ سورۂ نور

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے جو شخص مجھ سے اس کا عہد کرے کہ وہ

ـــــ

ؔ معلوم ہوا کہ جس جانور کے ساتھ بدفعلی کی جائے اس کا گوشت کھانا یا دودھ پینا مکروہ ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ شریف جلد دوم)

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِيْبَةِ وَالشَّتْمِ مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۱ ج ۲)۔

اپنے دونوں کلوں کے درمیان چیز اور اپنے دونوں پاؤں کی درمیانی چیز کی حفاظت کریگا تو میں اسکے لیے جنت کی ضمانت کرلونگا ۔۔۔۔ (یعنی زبان اور شرمگاہ)

حدیث میں ہے:

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ إِلَّا أَحْدَثَ اللّٰهُ لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ (مشکوٰۃ ص ۲۷۰ ج ۱)

حضرت ابی امامہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس مسلمان بندہ کی نظر کسی حسین عورت پر پڑ جائے اور وہ فوراً نظر کو پھیرے تو اس کے لیے خداوند تعالےٰ ایک ایسی عبادت عنایت فرمائے گا جس کا لطف اس کو حاصل ہوگا (احمد)

نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے

طبرانی میں ہے کہ یا تو تم اپنی نگاہیں نیچی رکھو گے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو گے اور اپنے منہ سیدھے رکھو گے یا اللہ تعالےٰ تمہاری صورتیں بدل دے گا (اعاذنا اللہ من کل عذابہ) (اللہ ہمیں اپنے ہر عذاب سے اپنی پناہ میں رکھے) نظر ابلیسی تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص خوفِ خدا تعالےٰ سے اپنی نگاہ روک رکھے اللہ تعالےٰ اس کے دل میں ایسا نور ایمان پیدا کر دیتا ہے کہ اسے مزہ آنے لگتا ہے۔ لوگوں کا کوئی عمل اللہ تعالےٰ پر پوشیدہ نہیں وہ آنکھوں کی خیانت کو دل کے بھیدوں کو جانتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر آنکھ قیامت کے دن روئے گی مگر ۱ وہ آنکھ جو خدا تعالےٰ کی حرام کردہ چیزوں کے دیکھنے سے بند رہے اور ۲ وہ آنکھ جو خدا تعالےٰ کی راہ میں جاگتی رہے اور ۳ وہ آنکھ جو خوفِ خدا تعالےٰ سے روئے گو اس میں سے آنسو صرف مکھی کے سر کے برابر ہی نکلا ہو۔ ابن کثیر مترجم ص ۵۶ ج ۳)

وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ إِلَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَخْطُوْبَةِ وَبَيَانِ الْعَوْرَاتِ مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۰ ج ۲ (بیہقی)

حضرت حسن بصری سے مرسلاً روایت ہے انہوں نے بیان کیا مجھ کو صحابہؓ سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے خدا کی اس شخص پر لعنت ہو جو دیکھے اور اس پر بھی لعنت جسے دیکھا گیا۔ (بیہقی)

زنا کی مختلف اقسام

حدیث ملاحظہ کریں

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيْبُهُ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذَالِكَ لَا مَحَالَةَ الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰى وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذَالِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰ ج ۲)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ انسان پر اسکے زنا کا حصہ (تقدیر میں) لکھا گیا ہے جس کو وہ ضرور عمل میں لائیگا۔ دونوں آنکھوں کا زنا (نامحرم کو) دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا (نامحرم عورت کی شہوت انگیز باتوں کا) سننا ہے اور زبان کا زنا (شہوت انگیز) باتیں کرنا ہے۔ اور ہاتھ کا زنا عورت کو (برے ارادہ سے) چھونا (اور مساس کرنا) ہے۔ اور پاؤں کا زنا (بدکاری کی طرف) اسکا جانا ہے اور دل خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ بَابُ الْإِيْمَانِ بِالْقَدْرِ فصل اوّل مشکوٰۃ شریف

زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۝۳۲ پ ۱۵	خبردار زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے

زناکاری اور اس کے گرد کی تمام سیاہ کاریوں سے قرآن روک رہا ہے زنا کو شریعت نے کبیرہ اور بہت سخت گناہ بتلایا ہے وہ بدترین طریقہ اور نہایت بُری راہ ہے۔

بخاری و مسلم میں ہے جو مسلمان خدا کے واحد ہونے کی اور محمد صلعم کے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہو، اُس کا قتل تین باتوں میں سے ایک کے سوا حلال نہیں۔ یا تو اس نے کسی کو قتل کیا ہو یا شادی شدہ ہو اور پھر زنا کیا ہو یا دین کو چھوڑ کر جماعت کو چھوڑ دیا ہو (یعنی مرتد ہو گیا ہو)

مسند احمد میں ہے کہ ایک نوجوان نے زناکاری کی اجازت آپ سے چاہی۔ لوگ اس پر جھک پڑے کہ چپ رہ کیا کہہ رہا ہے کیا کر رہا ہے آپ نے اُسے اپنے قریب بلا کر فرمایا بیٹھ جا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا کیا تو اس کام کو اپنی ماں کے لیے پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم نہیں یا رسول اللہ مجھے آپ پر اللہ فدا کرے ہرگز نہیں آپ نے فرمایا پھر سوچ لے کہ کوئی اور کیسے پسند کرے گا؟ آپ نے فرمایا اچھا تو اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتا ہے؟ اس نے اسی طرح تاکید سے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک اسی طرح کوئی بھی اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتا، اچھا اپنی بہن کے لیے اسے تو پسند کرے گا؟ اس نے اسی طرح انکار کیا۔ آپ نے فرمایا اسی طرح دوسرے بھی اپنی بہنوں کے لیے اُسے مکروہ سمجھتے ہیں۔ بتا کیا تو چاہے گا کہ کوئی تیری پھوپھی سے ایسا کرے؟ اس نے اسی سختی سے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا اسی طرح کوئی اور بھی اسے اپنی پھوپھی کے لیے نہ چاہے گا۔ اچھا اپنی خالہ کے لیے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ فرمایا اسی طرح اور سب لوگ بھی۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ کر دعا کی کہ الٰہی اس کے گناہ بخش، اس کے دل کو پاک کر، اسے عصمت والا بنا۔ پھر تو یہ حالت تھی کہ یہ نوجوان کسی کی طرف نظر بھی نہ اُٹھاتا تھا۔ ابن ابی الدنیا میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شرک کے بعد کوئی گناہ زناکاری سے بڑھ کر نہیں کہ آدمی اپنا نطفہ کسی ایسے رحم میں ڈالے جو اُس کے لیے حلال نہیں۔ (ابن کثیر مترجم ص ۴۲ ج ۳)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ	عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ

اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰہِ؟ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدًّا وَّھُوَ خَلَقَکَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ خَشْیَۃَ اَنْ یَّطْعَمَ مَعَکَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَۃَ جَارِکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَصْدِیْقَھَا وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ۔ اَلْاٰیَۃ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶ ج ۱)

کسی اور کو پکارنا حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے اس نے کہا پھر اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ بیٹھ کر کھائے گا اس نے کہا پھر کونسا آپ نے فرمایا پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرنا اللہ تعالٰی نے اس کی تصدیق فرمائی وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ ہی کسی جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا مگر حق کے ساتھ اور نہ ہی زنا کرتے ہیں الآیۃ ($\frac{25}{18}$ بخاری مسلم)

زنا اور چوری سے بچو

جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَنْتَھِبُ نُھْبَۃً یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْہِ فِیْھَا اَبْصَارَھُمْ حِیْنَ یَنْتَھِبُھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَغُلُّ

۴۸۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا جب زانی زنا کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا جب چور چوری کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا نہ شرابی شراب پیتے وقت مومن ہوتا ہے۔ لوٹنے والا جب ایسی چیز لوٹے جس کی طرف لوگ توجہ کریں وہ مومن نہیں ہوتا اور خائن جب خیانت کرتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔ ان برائیوں

اَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ اِيَّاكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ ص ۱۷ ج ۱)

برائیوں سے بچو بچو (بخاری ومسلم)

اسی طرح دوسری حدیث میں مذکور ہے

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَأْسِهٖ كَالظُّلَّةِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ رَجَعَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸ ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان نکل کر سر پر سایہ کی طرح قائم رہتا ہے۔ اور جب وہ اس عملِ بد سے فارغ ہو جاتا ہے۔ تو ایمان واپس چلا آتا ہے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

تیسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا يَقْتُلُ حِيْنَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنْزَعُ الْاِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ اَخْرَجَهَا قَالَ فَاِنْ تَابَ عَادَ اِلَيْهِ هٰكَذَا۔ وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔ وَقَالَ اَبُوْعَبْدِ اللهِ لَا يَكُوْنُ هٰذَا مُؤْمِنًا تَامًّا وَلَا يَكُوْنُ لَهٗ نُوْرُ الْاِيْمَانِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔ بَابُ الْكَبَائِرِ

اور ابن عباس کی روایت میں یہ لفظ بھی ہیں اور قاتل جس وقت کہ کسی کو قتل کرتا ہے مومن نہیں رہتا۔ عکرمہؒ راوی کا بیان ہے کہ یہ روایت سن کر میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ ایمان کس طرح (لوگوں کے دلوں سے) نکال لیا جاتا ہے ابن عباس نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر اور کھینچ کر بتایا اور فرمایا۔ اس طرح ایمان کھینچ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ابن عباسؓ نے فرمایا اور جب آدمی ان تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو اسی طرح ایمان دلوں میں واپس چلا جاتا ہے اور ابوعبداللہ (یعنی امام بخاری) کہتے ہیں کہ قاتل (اور اسی طرح دوسرے گناہوں کا مرتکب) پورا مومن

وعلامات النفاق فصل اول۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۷ ج ۱) نہیں ہوتا۔ اور نور ایمان اس میں نہیں رہتا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

زنا کرنے سے ساٹھ سال کی عبادت ضائع

بنی اسرائیل کے ایک عابد کا قصہ

ترغیب و ترہیب میں ایک حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جس نے ساٹھ برس تک اللہ کی عبادت تنہائی میں کی تھی ایک دن بارش ہوئی اس کے دل میں خیال آیا کہ آج اپنے حجرے سے باہر نکلوں۔ قدرت خدا کا تماشا دیکھوں اور اللہ کی حمد و ثنا زیادہ کروں چنانچہ وہ حجرے سے باہر آیا۔ وہیں ایک عورت اُسے مل گئی اُس سے بات چیت کرنے لگا۔ اسی میں شیطان نے غفلت کھلادی اور اس سے بدکاری کر بیٹھا۔ جب فارغ ہوا تو سخت نادم ہوا توبہ کرنے لگا گھبرانے لگا کہ اب کیا ہوگا؟ دوڑ کر پاس کے ایک جوہڑ میں نہانے کو اتر گیا اپنے ساتھ جو دو روٹیاں تھیں انہیں کنارے پر رکھ دیا۔ یہ نہا رہا ہے جو ایک سائل آیا اور اس سے راہ للہ کچھ طلب کیا اس نے ان روٹیوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ لیجاؤ نہا کر نکلا ہی تھا کہ موت آگئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کی ساٹھ سال کی عبادتیں نیکی کے پلڑے میں رکھی گئیں اور ایک زنا کاری کا گناہ بدی کے پلڑے میں رکھا گیا لیکن گناہ کا بوجھ بڑھ گیا۔ اب اس کی آخری خیرات کام آگئی اور وہ جو دو ایک روٹیاں اس نے خدا کے نام پر دی تھیں وہ جب اس کی نیکیوں کے ترازو میں ڈالدی گئیں تو اس کی بخشش ہوگئی۔ (خطبات محمدی ج ۱ صـ ۸۱ از مولانا محمد جوناگڑھی رح)

زنا کاری کی سزا

حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا جاتا ہے

فَانْطَلَقْنَا حَتّٰی اَتَیْنَا اِلٰی نَقْبٍ مِّثْلِ التَّنُّوْرِ اَعْلَاہُ ضَیِّقٌ

یہاں تک کہ ہم ایک گڑھے پر پہنچے جو تنور کی مانند تھا یعنی اس کا اوپر کا حصہ تنگ تھا اور اندر کا

وَاَسْفَلُهُ وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارٌ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ اِرْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا وَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ عُرَاةٌ۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الرؤیا فصل اوّل ص۳۹۵ ج ۲۔

حصّہ وسیع وکشادہ اس کے اندر آگ بھڑک رہی تھی جب اس گڑھے کی آگ بھڑکتی تو وہ آدمی جو آگ کے اندر تھے شعلوں کے ساتھ اوپر آجاتے یہاں تک کہ گڑھے سے نکل پڑنے کے قریب ہو جاتے اور جب شعلہ کا زور گھٹ جاتا تو وہ آدمی پھر اندر چلے جاتے اس آگ میں بہت سے مرد تھے اور بہت سی عورتیں اور یہ سب ننگے تھے۔

جو بدکاری پر مجبور کرے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِھْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ -(سورۃ توبہ پ۱۸ آیت ۳۳)

تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انہیں دنیا کی زندگی کے فائدے کی غرض سے بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ اور جو انہیں مجبور کرے تو اللہ تعالیٰ ان کو جبر کے بعد بخش دینے والا اور مہربانی کرنے والا ہے

حدیث نبوی

۱۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگانے کی اجرت، بدکاری کی اُجرت اور کاہن کی اجرت سے منع فرمادیا اور روایت میں ہے کہ زنا کی خرچی اور پچھنے لگانے والے کی کمائی اور کتے کی قیمت خبیث ہے۔ جو شخص ان لونڈیوں پر جبر کرے تو انہیں تو خدا تعالیٰ بوجہ ان کی مجبوری کے بخش دے گا۔ اور ان کے مالکوں کو جنھوں نے ان پر دباؤ زر زبردستی ڈالی تھی انہیں پکڑے گا۔ اس صورت میں یہی گنہگار رہیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲۔ وَعَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً خَرَجَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرِيْدُ الصَّلٰوةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَهَا

حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت نماز کے ارادے سے باہر نکلی ایک مرد نے اس کو پکڑ لیا، اور اس پر

فَقَضٰی حَاجَتَهٗ مِنْهَا فَصَاحَتْ وَانْطَلَقَ وَمَرَّتْ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ اِنَّ ذَالِكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَا وَكَذَا فَاَخَذُوا الرَّجُلَ فَاَتَوْا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا اِذْهَبِيْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا ارْجُمُوْهُ وَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

کپڑا ڈال کر اس سے اپنی حاجت پوری کر لی (یعنی اس کے ساتھ زنا کیا) وہ عورت چلائی اور مرد اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔ مہاجرین کی ایک جماعت اس عورت کے قریب سے گزری، عورت نے ان سے کہا کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا۔ انہوں نے اس مرد کو پکڑ لیا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپ نے عورت سے فرمایا تو جا، خدا نے تجھ کو بخش دیا (اس لیے کہ تو نے اپنی خواہش سے یہ کام نہیں کیا) اور اس مرد کی نسبت جس نے زنا کیا تھا یہ فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دیا گیا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس نے توبہ کی (یعنی سزا بھگت کر) ایسی توبہ کہ اگر مدینہ والے ایسی توبہ کرتے تو ان کی توبہ قبول کی جاتی۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

جو زبان سے کفر کا کلمہ بولے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ

(پ ۱۴، آیت ۱۰۶، سورۃ النحل)

جو شخص اپنے ایمان کے بعد خدا سے کفر کرے بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں اتری ہے جبکہ آپ کو مشرکین نے عذاب کرنا شروع کیا جب تک کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کریں پس بادل ناخواستہ مجبوراً اور کرہاً آپ نے ان کی موافقت کی پھر اللہ تعالیٰ کے نبی کے پاس آکر عذر بیان کرنے لگے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ شعبی قتادہؒ اور ابو مالک بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن جریر میں ہے کہ مشرکین نے آپ کو پکڑا اور عذاب دینے شروع کیے یہاں تک کہ آپ ان کے ارادوں کے قریب ہو گئے پھر حضور علیہ السلام کے پاس آکر اس کی شکایت کرنے لگے تو آپ نے پوچھا تم اپنے

دل کا حال کیسا پاتے ہو؟ جواب دیا وہ تو ایمان پر مطمئن ہے، جما ہوا ہے، آپ نے فرمایا اگر وہ پھر لوٹیں تو تم بھی لوٹنا۔ بیہقی میں اس سے بھی زیادہ تفصیل سے ہے اس میں ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہا اور ان کے معبودوں کا ذکر خیر سے کیا پھر آپ کے پاس آکر اپنا یہ دکھ بیان کیا کہ یا رسول اللہ میں عذابوں سے نہ چھوڑا گیا جب تک کہ میں نے آپ کو برا بھلا نہ کہہ لیا اور ان کے معبودوں کا ذکر خیر سے نہ کیا۔ آپ نے فرمایا تم اپنا دل کیسا پاتے ہو جواب دیا کہ ایمان پر مطمئن۔ فرمایا اگر وہ پھر کریں تو تم بھی پھر کر لینا۔ اسی پر یہ آیت اتری۔ پس علماء کرام کا اتفاق ہے کہ جس پر جبر و اکراہ کیا جائے اسے جائز ہے کہ اپنی جان بچانے کے لیے ان کی موافقت کر لے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایسے موقعہ پر بھی ان کی نہ مانے جیسے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کر کے دکھایا۔ کہ مشرکوں کی ایک نہ مانی حالانکہ وہ انہیں سخت ترین تکلیفیں دیتے تھے یہاں تک کہ سخت گرمیوں میں پوری تیز دھوپ میں آپؓ کو لٹا کر آپؓ کے سینے پر بھاری وزنی پتھر رکھ دیا کہ اب بھی شرک کرو تو نجات پاؤ لیکن آپؓ نے پھر بھی ان کی نہ مانی صاف انکار کر دیا اور خدا تعالیٰ کی توحید احد احد کے لفظ سے بیان فرماتے رہے بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ اگر اس سے بھی زیادہ تمہیں چبھنے والا کوئی لفظ میرے علم میں ہوتا تو میں وہی کہتا۔ اللہ ان سے راضی رہے اور انہیں بھی ہمیشہ راضی رکھے۔ آمین۔ اسی طرح حضرت خبیب بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ جب ان سے مسیلمہ کذاب نے کہا کیا تو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی گواہی دیتا ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا میرے رسول اللہ ہونے کی بھی گواہی دیتا ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا میں نہیں سنتا، اس پر اس جھوٹے مدعی نبوت نے ان کے جسم کے ایک عضو کو کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ پھر یہی سوال و جواب ہوا، دوسرا عضو جسم کٹ گیا، یونہی ہوتا رہا لیکن آپؓ آخر دم تک اسی پر قائم رہے۔ خدا تعالیٰ آپؓ سے خوش ہو اور آپ کو بھی خوش رکھے۔ آمین

(تفسیر ابن کثیر زیر تحت آیت مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ)

بھوک سے مجبور ہونے کی حالت میں حرام کھانے کے متعلق

فرمان باری تعالیٰ:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ

تم پر صرف مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جو خدا کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو

إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ (پ - آیت ۱۷۳)

اُس پر ان کے کھانے میں) کوئی گناہ نہیں اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ (پ آیت ۱۷۳)

ایک حدیث ہے جو ابن ماجہ میں ہے، حضرت عباد بن شرجبیل غبری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمارے ہاں ایک سال قحط سالی پڑی، میں مدینہ گیا اور ایک کھیت میں سے کچھ بالیں توڑ کر چھیل کر چبانے لگا اور تھوڑی سی بالیں اپنی چادر میں باندھ کر لے چلا۔ کھیت والے نے دیکھ لیا اور مجھے پکڑ کر مارا پیٹا اور میری چادر چھین لی۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا تو آپ نے اُس شخص کو کہا اس بھوکے کو نہ تو تو نے کھانا کھلایا نہ اس کے لیے کوئی اور کوشش کی نہ اسے کچھ سمجھایا سکھایا۔ یہ بے چارہ بھوکا تھا نادان تھا، جاؤ اس کا کپڑا واپس کرو اور ایک وسق یا آدھا وسق غلہ اسے دیدو ایک وسق چار من کے قریب ہوتا ہے (تفسیر ابن کثیر)

مسلمان کی عزت پر حملہ کرنا سود خوری سے بڑھ کر ہے

حدیث ملاحظہ ہو:۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَمْرَ الرِّبٰوا وَعَظَّمَ شَانَهُ وَقَالَ۔ إِنَّ الدِّرْهَمَ يُصِيْبُهُ الرَّجُلُ مِنَ الرِّبَا أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ فِي الْخَطِيْئَةِ مِنْ سِتٍّ وَّثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً يَزْنِيْهَا الرَّجُلُ۔ وَإِنَّ أَرْبَى الرِّبٰو عِرْضُ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ (رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي كِتَابِ ذَمِّ الْغِيْبَةِ)

یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ سنایا جس میں سود کا ذکر کر کے اس کے گناہ کو بہت بڑا عظیم الشان گناہ بتلایا۔ پھر فرمایا سنو! سود کا ایک درہم حاصل کرنا چھتیس مرتبہ کی زنا کاری سے بڑھ کر گناہ ہے ساتھ ہی یہ بھی سن رکھو کہ سب سے بڑا سود خوار وہ ہے جو کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرے خطبات محمدی از مولانا محمد جوناگڑھی رح جلد ۱۔ ص ۸۱

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے والا اس کلمہ پر مر گیا تو وہ جنت میں جائے گا

جیسا کہ ارشاد نبوی ہے

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ ثَوْبٌ اَبْیَضُ وَھُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ وَقَدِ اسْتَیْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِکَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ وَکَانَ اَبُوْ ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِھٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

مشکوٰۃ شریف ص ۱۴ ج ۱

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سفید کپڑا اوڑھے ہوئے سو رہے تھے میں واپس چلا گیا۔ دوبارہ حاضر ہوا تو آپ جاگ رہے تھے آپ نے فرمایا جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر آنحضرت صلعم سے عرض کیا خواہ وہ شخص زنا اور چوری کرے آپ نے فرمایا خواہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ میں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ شخص زانی ہو اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زانی ہو اور چوری کرے۔ میں نے پھر عرض کیا۔ اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کی ناک خاک آلودہ ہونے پر بھی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ بھی ابوذر کی ناک خاک آلودہ ہونے پر بھی بیان کر دیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

ناحق قتل کیا گیا ہے تو اس کے وارثوں کو طاقت دے رکھی ہے

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ۭ اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا ۔

(پ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۳)

اور کسی جان کا جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ہرگز ناحق نہ قتل کرنا اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے ہم نے اس کے وارثوں کو طاقت دے رکھی ہے پس اسے چاہیے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے بیشک وہ مدد کیا گیا ہے۔

بغیر حق شرعی کے کسی کو قتل کرنا حرام ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے جو مسلمان خدا کے واحد ہونے کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہو' اس کا قتل تین باتوں میں سے ایک کے سوا حلال نہیں یا تو اس نے کسی کو قتل کیا ہو یا شادی شدہ ہو اور پھر زنا کیا ہو ——— یا دین کو چھوڑ کر جماعت کو چھوڑ دیا ہو۔ سنن میں ہے ساری دنیا کا فنا ہو جانا اللہ کے نزدیک ایک مومن کے قتل سے زیادہ آسان ہے۔ اگر کوئی شخص ناحق دوسرے کے ہاتھوں قتل کیا گیا ہے تو اس کے وارثوں کو اللہ تعالیٰ نے قاتل پر غالب کر دیا ہے' اسے قصاص لینے اور دیت لینے اور بالکل معاف کر دینے میں سے ایک کا اختیار ہے۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے عموم سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت پر استدلال کیا ہے کہ وہ بادشاہ بن جائیں گے اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ولی آپ ہی تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انتہائی مظلومی کے ساتھ شہید کیے گئے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ قاتلان حضرت عثمان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے طلب کرتے تھے کہ ان سے قصاص لیں اس لیے کہ یہ بھی اُموی تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اموی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس میں ذرا ڈھیل کر رہے تھے۔ ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مطالبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ تھا کہ ملک شام ان کے سپرد کر دیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "تاوقتیکہ آپ قاتلانِ عثمان نہ دیں میں ملک شام کو آپ کی زیرِ حکومت نہ کروں گا۔ چنانچہ آپ نے مع کل اہلِ شام کے بیعتِ علی رضی اللہ عنہ سے انکار کر دیا۔ اس جھگڑے نے طول پکڑا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے حکمران بن گئے۔ معجم طبرانی میں یہ روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رات کی گفتگو میں ایک دفعہ فرمایا کہ آج میں تمہیں ایک بات سناتا ہوں نہ تو وہ ایسی پوشیدہ ہے نہ ایسی علانیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا گیا اس وقت میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ یکسوئی اختیار کر لیں واللہ اگر آپ کسی پتھر میں بھی چھپے ہوئے ہوں گے تو نکال لیے جائیں گے لیکن انہوں نے میری نہ مانی اب ایک اور سنو: خدا کی قسم معاویہ تم پر بادشاہ ہو جائیں گے اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے جو مظلوم مار ڈالا جائے ہم اس کے وارثوں کو غلبہ اور طاقت دیتے ہیں پھر انہیں قتل کے بدلے میں قتل میں حد سے نہ گزرنا چاہیے۔ (ابن کثیر)

مُسلمان کا قتلِ عمد کے بارہ میں اِرشادِ ربّانی

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝ ٩٣

اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے اُس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اُس پر اللہ کا غضب ہے اُسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور ان کیلئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور قاتل کے جہنم میں جانے کی تقدیر پر بھی۔ خواہ وہ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ توبہ نہ ہونے کی وجہ سے ہو

خواہ بقول جمہور دوسرا نیک عمل نجات دہندہ نہ ہونے کی وجہ سے ہو۔ وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ یہاں خلود سے مراد بہت دیر تک رہنا ہے۔ جیسا کہ متواتر حدیثوں سے ثابت ہے کہ جہنم میں سے وہ بھی نکل آئیں گے جن کے دل میں رائی کے چھوٹے سے چھوٹے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔

وضاحت

اوپر جو ایک حدیث بیان ہوئی کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بجز کفر اور قتل مومن کے معاف فرما دے۔ اس میں عسیٰ ترجی کا ہے تو ان دونوں صورتوں میں ترجی یعنی امید گو اٹھ جائے پھر بھی وقوع یعنی ایسا ہونا ان دونوں میں سے ایک میں نہیں اٹھتا اور وہ قتل ہے۔ کیونکہ شرک و کفر کا معاف نہ ہونا تو الفاظ قرآن سے ثابت ہو چکا۔ اور جو حدیثیں گذریں جن میں ہے کہ قاتل کو مقتول لے کر آئے گا۔ یہ بالکل ٹھیک ہیں۔ چونکہ اس میں انسانی حق ہے۔ وہ توبہ سے ٹل نہیں جاتا۔ بلکہ انسانی حق تو توبہ ہونے کی صورت میں بھی حقدار کو پہنچانا ضروری ہے۔ اس میں جس طرح قتل ہے اسی طرح چوری ہے، غصب ہے، تہمت ہے اور دوسرے حقوقِ انسانی ہیں جن کا توبہ سے معاف نہ ہونا اجماعاً ثابت ہے بلکہ توبہ کی صحت کی شرط ہے کہ ان حقوق کو ادا کرے۔ اور جب ادائیگی محال ہے تو قیامت کے روز اس کا مطالبہ ضروری ہے لیکن مطالبہ سے سزا کا واقع ہونا ضروری نہیں، ممکن ہے کہ قاتل کے اور سب اعمالِ صالحہ مقتول کو دیدیئے جائیں اور اس کے پاس پھر بھی کچھ رہ جائیں اور یہ بخش دیا جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مقتول کا مطالبہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے پاس سے اور اپنی طرف سے حور و قصور اور بلند درجاتِ جنت دے کر پورا کر دے اور اس کے عوض وہ اپنے قاتل سے درگزر کرنے پر خوش ہو جائے اور قاتل کو خدا بخش دے وغیرہ۔ واللہ اعلم۔ (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ اس مظلوم کو راضی کر دیگا جب اللہ تعالیٰ کا ملزم کو بخشنے کا ارادہ ہوگا

جیسا کہ حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ إِذْ رَأَيْنَاهُ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ ثَنَايَاهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي قَالَ رَجُلَانِ مِنْ أُمَّتِي جَثَيَا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعِزَّةِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَبِّ خُذْ لِي مَظْلَمَتِي مِنْ أَخِي فَقَالَ اللّٰهُ كَيْفَ تَصْنَعُ بِأَخِيكَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَيْءٌ قَالَ يَا رَبِّ فَلْيَحْمِلْ مِنْ أَوْزَارِي وَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُكَاءِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ ذٰلِكَ لَيَوْمٌ عَظِيمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ أَنْ يُحْمَلَ عَنْهُمْ مِنْ أَوْزَارِهِمْ فَقَالَ اللّٰهُ لِلطَّالِبِ ارْفَعْ بَصَرَكَ فَانْظُرْ فَرَفَعَ فَقَالَ يَا رَبِّ أَرٰى مَدَائِنَ مِنْ ذَهَبٍ وَقُصُورًا مِنْ ذَهَبٍ مُكَلَّلَةً بِاللُّؤْلُؤِ لِأَيِّ نَبِيٍّ هٰذَا أَوْ لِأَيِّ صِدِّيقٍ هٰذَا أَوْ لِأَيِّ شَهِيدٍ هٰذَا قَالَ لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ قَالَ يَا رَبِّ وَمَنْ يَمْلِكُ

یعنی ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے، آپ ہنسے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، حضور! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اس وقت آپ کس بات پر ہنسے؟ فرمایا کہ میری امت کے دو شخص اللہ کے رُوبرو حاضر ہوں گے۔ ان میں سے ایک کہے گا، یا اللہ میرے اس بھائی سے میرا حق دلوا۔ اللہ فرمائے گا تو اس سے کیا لے گا، اس کی تو نیکیاں سب دُوسرے حقدار لے گئے اب کچھ باقی نہیں رہا۔ وہ شخص کہے گا کہ پھر میرے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں۔ اس بات کو کہہ کر حضور رونے لگے اور فرمایا کہ بڑا بھاری دن ہوگا جس میں آدمی یہ آرزو کرے گا کہ اس کے گناہ کسی اور کے اُوپر ڈال دیے جائیں۔ پھر اللہ حقدار سے فرمائے گا کہ اُوپر کو نگاہ کر۔ وہ اُوپر نگاہ اٹھائے گا تو سونے کے شہر اور محل موتیوں سے جڑے ہوئے نظر آئیں گے، وہ پوچھے گا کہ یا اللہ یہ سامان کس نبی کے واسطے ہے یا کس صدیق یا شہید کے واسطے ہے؟ اللہ فرمائے گا کہ جو کوئی اس کی قیمت ادا کرے اس کے لیے ہے وُہ کہے گا بھلا اس کی قیمت کس سے ادا ہوسکتی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تُو ادا کر سکتا ہے، وہ پوچھے گا

ذٰلِكَ قَالَ اَنْتَ تَمْلِكُهُ قَالَ بِمَاذَا قَالَ بِعَفْوِكَ عَنْ اَخِيْكَ قَالَ يَا رَبِّ فَاِنِّيْ قَدْ عَفَوْتُ عَنْهُ قَالَ اللّٰهُ فَخُذْ بِيَدِ اَخِيْكَ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُصْلِحُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (ترغیب ص ۴۵۷) قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ۔

میں کیونکر ادا کر سکتا ہوں؟، اللہ تعالےٰ فرمائے گا، تو اپنے بھائی کو معاف کر دے، یہی اس کی قیمت ہے! وہ شخص کہے گا، یا رب میں نے معاف کر دیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا کہ اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کر دے۔ پھر آپ نے فرمایا، لوگو، اللہ سے ڈرو، آپس میں صلح کراؤ۔ دیکھو اللہ بھی مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔ امام حاکمؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح سند والی ہے

سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ اور بخشش

وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَاَتٰى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ اَلَهُ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَقَتَلَهُ وَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَاَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بنو اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمی قتل کیے تھے۔ پھر وہ بنو اسرائیل میں سے یہ پوچھتا ہوا نکلا کہ اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں وہ ایک عابد کے پاس پہنچا کہ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ عابد نے کہا نہیں، اس نے عابد کو (بھی) مار ڈالا اور پھر اس طرح لوگوں سے پوچھتا رہا پھر ایک شخص نے اس سے کہا تو فلاں آبادی میں چلا جا اور نام و پتہ بتایا، راستہ میں اس کو معلوم ہوا کہ موت قریب ہے۔ اس نے

فِيهِ مَلٰئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰئِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِيْ وَإِلٰى هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِيْ فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلٰى هٰذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ.

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص ۲۰۳)

اپنا سینہ آبادی کی طرف بڑھا دیا یعنی جب موت نے اس کو آلیا تو وہ لیٹ گیا اور سرک کر اپنے اور سینہ کے بل سرکتا ہوا آبادی کی طرف بڑھتا گیا، گویا اس نے آدھے راستہ سے زیادہ طے کر لیا، موت کے فرشتے جن میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں تھے۔ اس کی روح قبض کرنے آئے۔ اور دونوں میں جھگڑا ہوا کہ کون اس کی روح قبض کرے، خدا تعالےٰ نے اس بستی کو جدھر وُہ توبہ کے ارادہ سے جا رہا تھا، حکم دیا کہ وُہ میّت کو اپنے سے قریب کر لے یا میّت کے قریب ہو جائے۔ اور جس آبادی سے وہ چلا تھا اس کو حکم دیا کہ تُو میّت سے دُور ہو جا۔ پھر خداوند تعالےٰ نے جھگڑا کرنے والے فرشتوں سے کہا کہ تم دونوں کا فاصلہ ناپو، ناپنے سے معلوم ہوا کہ جدھر وُہ جا رہا تھا ادھر کا فاصلہ ایک بالشت کم ہے۔ پس خدا نے اس کو بخش دیا۔ (بخاری ص ۴۹۳ ومسلم)

درجِ ذیل حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاجر کے جنّت میں جانے کا اظہار فرمایا ہے

وَعَنِ ابْنِ عَائِذٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وُضِعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُصَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَاٰهُ أَحَدٌ مِّنْكُمْ عَلٰى عَمَلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَرَسَ لَيْلَةً

حضرت ابن عائذؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم ایک شخص کے جنازہ کے ہمراہ تشریف لے چلے (تاکہ اس پر نماز پڑھیں) جب جنازہ کو رکھا گیا تو عمر بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اسکی نماز نہ پڑھیئے اس لیے کہ یہ شخص فاسق تھا رسول اللہ صلعم نے (یہ سُنکر) لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ تم میں سے کسی نے اس کو اسلام کا کوئی کام کرتے دیکھا ہے ایک شخص نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ اس نے ایک رات خدا کی راہ میں پاسبانی کی تھی رسول اللہ صلعم نے اس پر نماز پڑھی

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَثٰى عَلَيْهِ التُّرَابَ وَقَالَ اَصْحَابُكَ يَظُنُّوْنَ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَقَالَ يَا عُمَرُ اِنَّكَ لَا تُسْئَلُ عَنْ اَعْمَالِ النَّاسِ وَلٰكِنْ تُسْاَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مشکوٰۃ ص۳۳۶ ج۲۔

اور اپنے ہاتھوں سے مٹی دی اور پھر فرمایا تیرے دوست واحباب خیال کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہے اور میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے اس کے بعد آپ نے عمر کو مخاطب کر کے فرمایا عمر رضؓ تجھ سے لوگوں کے اعمال کا سوال نہ کیا جائے گا بلکہ دین اسلام کی بابت پوچھا جائے گا۔ (بیہقی) بحوالہ مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الجہاد

ایک اور حدیث یوں ذکر کیا گیا۔

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مشکوٰۃ ص۴۱۱ ج۲

حضرت ابی ذر رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کوئی شخص کسی شخص پر نہ تو فسق کی تہمت لگائے اور نہ کفر کی اس لیے کہ اگر وہ شخص ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے (بخاری)

ہر ایک مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم اگرچہ نیک ہو یا فاجر

حدیث ملاحظہ ہو

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ اَمِيْرٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جہاد واجب ہے تم پر ہر امیر کے ساتھ خواہ وہ نیک ہو یا بد اور اگرچہ وہ گناہ کبیرہ بھی کرتا ہو اور نماز جائز ہے تمہارے بیے ہر مسلمان کے پیچھے وہ نیک ہو یا بد اگرچہ گناہ کبیرہ کرتا ہو

كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْفَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ وَالصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْفَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ

(ابوداؤد ص ۳۴۳ ج ۲)

اور ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنی واجب ہے تم پر یعنی ہر مسلمان پر خواہ نیک ہو یا بد اور اگرچہ وہ گناہ کبیرہ کرتا ہو (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا۔ جو کبیرہ گناہ کرتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی واجب ہے۔

ایک اور حدیث میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ سے پوچھا گیا کہ ہم کو فتنہ باز امام نماز پڑھاتا اور ہم اس کو گناہ سمجھتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نماز انسان کے تمام اعمال سے افضل ہے۔ پس جب بھلائی کریں لوگ تو بھی ان کے ساتھ بھلائی کر اور جب برائی کریں پس بچا اپنے آپ کو ان کی برائی سے۔

ملاحظہ ہو حدیث

وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ رضی وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ اِنَّكَ اِمَامُ عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرٰى وَيُصَلِّيْ لَنَا اِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَهُمْ وَاِذَا اَسَاءُوْا فَاجْتَنِبْ اِسَاءَتَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ص ۹۶ ج ۱۔

حضرت عبیداللہ بن عدی بن الخیار نے بیان کیا کہ میں عثمانؓ کے پاس گیا جبکہ وہ محاصرہ میں تھے۔ میں نے کہا تم امام ہو تمام لوگوں کے۔ اور نازل ہوئی تم پر وہ مصیبت جس میں تم مبتلا ہو اور نماز پڑھاتا ہے ہم کو امام فتنہ کا اور ہم اس کو گناہ سمجھتے ہیں۔ پس کہا عثمانؓ نے کہ نماز انسان کے تمام اعمال میں افضل ہے پس جب بھلائی کریں لوگ تو بھی ان کے ساتھ بھلائی کر اور جب برائی کریں پس بچا اپنے آپ کو ان کی برائی سے۔ (بخاری) بحوالہ باب تعجیل الصلوٰۃ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام گناہ کرتا ہے تو مقتدی اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے کہ سردار ایسے لوگ ہوں گے جو نمازیں دیر کریں گے وہ نماز تمہارے لیے فائدہ ہے اور ان کے لیے وبال۔

ملاحظہ ہو حدیث

وَعَنْ قَبِيصَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِي يُؤَخِّرُونَ الصَّلٰوةَ فَهِيَ لَكُمْ وَهِيَ عَلَيْهِمْ فَصَلُّوا مَعَهُمْ مَا صَلَّوا الْقِبْلَةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔ (باب تعجیل الصلوۃ)

ابو داؤد بحوالہ مشکوۃ شریف ص ۶۲ ج ۱۔

حضرت قبیصہ بن وقاص نے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ میرے بعد تمہارے سردار ایسے لوگ ہوں گے۔ جو نمازیں دیر کریں گے۔ پس وہ نماز تمہارے لیے فائدہ ہے اور ان کے لیے وبال۔ پس پڑھو تم ان کے ساتھ نماز جب تک وہ قبلہ کی طرف پڑھیں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو دیر کر کے نماز پڑھیں ان کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور وہ نماز ان کے لیے وبال اور تمہارے لیے فائدہ ہوگی۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

ان میں سے ایک شخص وہ ہے۔ جو کسی قوم کا امام ہو۔ اور اس کی قوم اس سے ناخوش ہو۔

دوسرا وہ شخص جو نماز کو وقت سے پیچھے ڈال دے۔

حدیث ملاحظہ کریں

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلٰوتُهُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَرَجُلٌ أَتَى الصَّلٰوةَ دِبَارًا وَالدِّبَارُ أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَفُوتَهُ وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَةً رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ص ۸۸ ج ۱ وَابْنُ مَاجَةَ ص ۶۹ ج ۱

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ نے کہ تین شخص ہیں جن کی نماز قبول نہیں کی جاتی ایک تو وہ جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ قوم اس سے ناخوش ہو دوسرے وہ شخص جو نماز کو وقت سے پیچھے ڈالدے تیسرے وہ شخص جو آزاد کو غلام بنا لے۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

باب الایمان بحوالہ مشکوۃ شریف

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امام کی نماز قبول نہیں جس پر اس کی قوم ناخوش ہو۔
ایک اور حدیث میں ہے کہ امام اگر غلطی کرے تو تمہارے لیے ثواب ہے۔ اور ان پر ذمہ داری ہے
حدیث ملاحظہ کریں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلُّوْنَ لَکُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَکُمْ وَاِنْ اَخْطَاُوْا فَلَکُمْ وَعَلَیْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ص ۹۶ ج ۱

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ تم کو امام نماز پڑھائیں گے پس اگر وہ نماز کو ٹھیک پڑھائیں تو اس کا فائدہ تمہارے لیے ہے اور اگر وہ غلطی کریں تو بھی تمہارے لیے ثواب ہے اور ان پر اس کی ذمہ داری ہے۔ (بخاری) باب الامامۃ بحوالہ مشکوٰۃ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدیوں کی ذمہ داری امام پر ہے۔

مقروض کی نمازِ جنازہ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰی عَلَیْهِ الدَّیْنُ فَیَسْئَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَیْنِهٖ قَضَاءً فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَكَ وَفَاءً صَلّٰی عَلَیْهِ وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِیْنَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْفُتُوْحَ فَاِنَّهٗ قَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَرَكَ دَیْنًا فَعَلَیَّ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم کے پاس اس شخص کے جنازہ کو لایا جاتا جس پر قرض واجب ہوتا تو آپ پوچھتے کیا قرض ادا کرنے کیلئے یہ شخص کچھ چھوڑ مرا ہے اگر بیان کیا جاتا کہ اتنا مال چھوڑ مرا ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے تو اس کے جنازہ پر آپ نماز پڑھ لیتے اور اگر اتنا مال نہ بتایا جاتا تو آپ صحابہ سے فرما دیتے تم اپنے دوست کے جنازہ پر نماز پڑھ لو۔ پھر جب خدا نے فتوحات بخشیں اور کشادگی نصیب ہوئی تو آپ نے فرمایا میں مسلمانوں کے لیے ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں پس جو شخص مسلمانوں میں سے مر جائے

قَضَاءُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
(مشکوٰۃ شریف بَابُ الْاِفْلَاسِ وَالْاِنْظَارِ)

اور اس پر قرض ہو تو اس کے قرض کو ادا کرنے کا میں ذمہ دار ہوں اور جو مال وہ چھوڑ مرے وہ اسکے وارثوں کا ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم اپنے دوست کے جنازہ پر نماز پڑھ لو۔

خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ؟

جواب: ۔ اس کے متعلق چند احادیث درج ہیں ۔

مسلم میں ہے۔

(۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ
(فصل رابع مشکوٰۃ باب المشی بالجنازہ)

جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا جس نے تیر کے پھل سے یا چاقو سے خودکشی کر لی۔ آپؐ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔

(۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيْهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسَمُّهُ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں (پہاڑ) سے گرے گا یعنی جو زہر پی کر خودکشی کرے اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ ہمیشہ جہنم میں اس کو گھونٹ گھونٹ پئے گا۔ اور جو شخص کسی ہتھیار سے خودکشی کرے وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا ہمیشہ جہنم

قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا۔ متفق علیه
(مشکوۃ کتاب القصاص ص ۲۹۹ ج ۲)

میں اپنے پیٹ میں گھونپے گا۔

(۳) وعنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَطْعَنُهَا يَطْعَنُهَا فِي النَّارِ
(مشکوۃ ص ۳۰۰ ج ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرے وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹے گا اور جو برچھی وغیرہ گھونپ کر خودکشی کرے وہ جہنم میں برچھی وغیرہ گھونپے گا۔

(۴) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔ متفق علیه۔
(مشکوۃ ۳۰۰ ج ۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گذشتہ لوگوں سے ایک شخص کے زخم تھا۔ اس سے بے قرار ہوگیا۔ چاقو لے کر اپنا ہاتھ کاٹ دیا۔ خون بند نہ ہوا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے اپنی جان تلف کرنے میں مجھ سے جلدی کی پس میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔

(۵) وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ لَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ

جابرؓ فرماتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو دوسی رضؓ نے اور اس کے ساتھ ایک اور شخص نے بھی ہجرت کی وہ بیمار ہو کر بے چین ہوگیا۔ چاقو لے کر اپنی

مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَ لِي بِهِجْرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيلَ لِي لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ

رَوَاهُ مُسْلِمٌ مشکوٰۃ ص ۳۰۰ ج ۲

انگلیاں جوڑوں سے کاٹ دیں۔ خون نے جوش مارا۔ یہاں تک کہ وہ مرگیا طفیل بن عمروؓ نے اس کو خواب میں اچھی ہیئت میں دیکھا۔ پوچھا خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہا میری ہجرت کی برکت سے خدا نے معافی دے دی طفیل بن عمروؓ نے کہا تو نے اپنے ہاتھ کیوں ڈھانپے ہوئے ہیں۔ کہا خدا کی طرف سے مجھے کہا گیا ہے کہ جو تو نے خود بگاڑا ہے اُس کو ہم ٹھیک نہیں کریں گے طفیل نے یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔

خلاصہ

یہ پانچ احادیث ہیں۔ پہلی چار سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے لیے بخشش نہیں۔ نہ اس کا جنازہ پڑھنا چاہیئے۔ پانچویں حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی معافی ہو سکتی ہے۔ اس بناء پر اس کی نماز جنازہ بھی درست ہے۔ کیونکہ نماز جنازہ میں میت کے لیے معافی وغیرہ ہی کی درخواست ہوتی ہے۔ ہاں اس میں شبہ نہیں کہ گناہ بہت بڑا ہے جس کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ جہنم میں اس عذاب میں مبتلا رہے جس سے اس نے اپنی جان تلف کی ہے۔ اللہ تعالےٰ کسی عمل کی برکت سے معافی دے دے تو علیحدہ بات ہے ورنہ سزا یہی ہے۔ اور اسی تنبیہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ چنانچہ پہلی حدیث میں ذکر ہے حالانکہ وہ مسلمان ہے۔ اسلام سے خارج نہیں۔ اور مسلمان پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے مگر تنبیہ کے لیے آپ نے نہیں پڑھی۔ اس طرح جس مقروض نے ادائیگی قرض کے لیے مال نہ چھوڑا ہو جس سے

اس کا قرض ادا نہ ہو سکے اس کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ حالانکہ وہ بھی بالاتفاق مسلمان ہے پس شخص مذکور فی السوال پر بڑا آدمی پرہیزگار متقی، عالم فاضل جس کے نماز جنازہ نہ پڑھنے سے تنبیہ ہو جائے نماز جنازہ نہ پڑھے اور باقی لوگ پڑھ لیں یا کوئی بھی نہ پڑھے تاکہ زیادہ تنبیہ ہو جائے۔ اس طرح مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرنا یہ بھی نماز جنازہ کی طرح بطور تنبیہ ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ آخر مسلمان ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے۔

فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۵۰-۴۹-۴۴۸ (حافظ عبداللہ روپڑیؒ)

نیکیاں برائیوں کو دور کر دیا کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ط ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ھود پ ۱۲ آیت ۱۱۵۔

دن کے دونوں سروں میں نماز برپا رکھ اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیا کرتی ہیں، یہ ہے نصیحت نصیحت پکڑنے والوں کے لیے، تو صبر کرتا رہ یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

یعنی نیکیوں کا کرنا گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مشکوٰۃ ص ۳۸ ج ۱

حضرت عثمانؓ کا بیان ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول صلعم نے کہ جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضو کا ارادہ کرتا ہے اور اپنے منہ کو دھوتا ہے۔ تو پانی کے ساتھ

فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ ص۳۸ ج ۱)

اس کے وہ تمام گناہ جن کو آنکھوں نے کیا تھا دُھل جاتے اور خارج ہو جاتے ہیں یا اس پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ خارج ہو جاتے ہیں۔ پھر جب دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے۔ تو ہاتھوں کے وہ تمام گناہ جن کو انہوں نے کیا تھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ خارج ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ دونوں پاؤں کو دھوتا ہے۔ تو اس کے پاؤں کے وہ تمام گناہ جن کی طرف وہ چلے تھے پانی یا اس کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جاتا ہے گناہوں سے (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَأَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ كَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ ص۵۷ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے تم میں سے کوئی یہ بتائے کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل باقی رہے گا صحابہ نے عرض کیا اس کے بدن پر ایسی حالت میں میل باقی نہ رہے گا۔ آپ نے فرمایا بس یہی کیفیت ہے پانچوں نمازوں کی معاف کرتا ہے اللہ تعالےٰ ان کے سبب سے گناہوں (صغیرہ) کو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لیا اور پھر وہ نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو واقعہ سے آگاہ کیا آپ واقعہ سن کر

فَاَخْبَرَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِیْ هٰذَا قَالَ لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ كُلِّهِمْ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ (کتاب الصلٰوۃ مشکوٰۃ شریف ص ۵۸ ج ۱)

خاموش رہے یعنی وحی کا انتظار کیا پس نازل کیا اللہ تعالٰی نے اس آئیت کو وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ الخ یعنی قائم رکھ تو نماز کو دن کے دونوں طرفوں میں صبح وشام اور چند ساعتیں رات میں البتہ نیکیاں مٹاتی ہیں۔ برائیوں کو پس کہا اس شخص نے یا رسول اللہ کیا یہ حکم میرے ہی لیے ہے؟ آپ نے فرمایا میری ساری امت کے لیے (اور ایک روائیت میں یہ الفاظ ہیں جو شخص میری امت میں اس پر عمل کرے اسکے لیے یہ حکم ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ مُقْبِلًا عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ ص ۳۹ ج ۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جو مسلمان وضو کرے اور اچھا وضو کرے۔ پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے۔ دل اور منہ سے متوجہ ہو کر (یعنی ظاہر وباطن کو یکسو کرکے) تو اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔ جنت (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰی طُهْرٍ كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص ۶۲ ج ۱)

حضرت ابن عمر سے روائیت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جو شخص وضو کرے وضو پر۔ لکھی جاتی ہیں اس کے لیے دس نیکیاں (ترمذی)

چھوٹے بڑے گناہوں سے بچو

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ج وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ط وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (۴۹) (الکہف: ۴۹)

کہ اور نامۂ اعمال درمیان میں رکھ دیئے جائیں گے پس تو دیکھے گا کہ گنہگار اس کی تحریر سے خوف زدہ ہو رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے؟ جس نے کوئی چھوٹا بڑا عمل بغیر گھیرے باقی ہی نہیں چھوڑا جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے تیرا رب کسی پر ظلم وستم نہ کرے گا۔ پ ۱۵

نامۂ اعمال سامنے کر دیئے جائیں گے جس میں ہر چھوٹا بڑا کھلا چھپا عمل لکھا ہوگا۔ اپنی بداعمالیوں کو دیکھ دیکھ کر گنہگار خوف وحیرت زدہ ہو جائیں گے اور افسوس ورنج سے کہیں گے کہ ہائے ہم نے اپنی عمر کیسی غفلت میں بسر کی، افسوس بدکرداریوں میں لگے رہے اور دیکھو تو اس کتاب نے ایک معاملہ بھی ایسا نہیں چھوڑا جسے لکھا نہ ہو چھوٹے بڑے تمام گناہ اس میں لکھے ہوئے ہیں طبرانی میں ہے کہ غزوۂ حنین سے فارغ ہو کر ہم چلے۔ ایک میدان میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منزل کی۔ ہم سے فرمایا جاؤ جسے کوئی لکڑی کوئی لکڑی کوئی کوڑا کوئی گھانس پھونس جو مل جائے لے آؤ۔ ہم سب اِدھر اُدھر ہو گئے چھپٹیاں چھول لکڑی پتے کانٹے درخت جھاڑ جھنکار جو ملا لے آئے۔ ڈھیر لگ گیا تو آپ نے فرمایا دیکھ رہے ہو؟ اسی طرح گناہ جمع ہو کر ڈھیر لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو چھوٹے بڑے گناہوں سے بچو کیونکہ سب لکھے جاتے ہیں اور شمار کئے جا رہے ہیں جو خیر وشر بھلائی برائی جس نے کسی کی کی ہوگی اُسے موجود پائے گا جیسے آیت يَوْمَ تَجِدُ الخ اور آیت يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ الخ اور آیت يَوْمَ تَجِدُ الخ میں ہے تمام پوشیدگیاں کھل پڑیں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر بدعہد کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا اس کی بدعہدی کے مطابق جس سے اس کی پہچان ہو جائے گی۔ اور حدیث میں ہے کہ یہ جھنڈا اس کی رانوں کے پاس ہوگا اور اعلان ہوگا کہ یہ فلاں بن فلاں کی بدعہدی ہے۔ تیرا رب ایسا نہیں ہے کہ مخلوق میں سے کسی پر بھی ظلم کرے ہاں البتہ درگزر کرنا معاف فرما دینا یہ اس کی صفت ہے ہاں بدکاروں کو اپنی قدرت وحکمت عدل وانصاف سے وہ سزا بھی دیتا ہے جہنم گنہگاروں اور نافرمانوں سے بھر جائے گی پھر کافروں اور مشرکوں کے سوا اور مومن گنہگار چھوٹ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک ذرے کے برابر بھی ناانصافی نہیں کرتا نیکیوں کو بڑھاتا ہے گناہوں کو برابر ہی رکھتا ہے عدل کی ترازو اس دن سامنے ہوگی کسی کے ساتھ کوئی

بدسلوکی نہ ہوئی الخ۔ مسند احمد میں ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے روایت پہنچی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سُنی ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے اُس حدیث کو خاص اُن سے سننے کے لیے ایک اونٹ خریدا سامان کس کر سفر کیا۔ مہینہ بھر کے بعد شام میں ان کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ عبداللہ بن اُنیس رضؓ ہیں میں نے دربان سے کہا جاؤ خبر کرو کہ جابر دروازے پر ہے۔ اُنھوں نے پوچھا کیا جابر بن عبداللہ رضؓ؟ میں نے کہا جی ہاں، یہ سُنتے ہی جلدی کے مارے چادر سنبھالتے ہوئے جھٹ سے باہر آگئے اور مجھے لپٹ گئے معانقہ سے فارغ ہو کر میں نے کہا مجھے یہ روایت پہنچی کہ آپ نے قصاص کے بارے میں کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے تو میں نے چاہا کہ خود آپ سے میں وہ حدیث سُن لوں اس لیے یہاں آیا، اور سنتے ہی سفر شروع کر دیا اس خوف سے کہ کہیں اس حدیث کے سُننے سے پہلے میں مر نہ جاؤں یا آپ کو موت نہ آجائے۔ اب آپ سنائیے وہ حدیث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن اپنے تمام بندوں کا اپنے سامنے حشر کرے گا ننگے بدن بے ختنہ بے سر و سامان۔ پھر انہیں ندا کرے گا جسے دُور نزدیک والے سب یکساں سُنیں گے فرمائے گا کہ میں مالک ہوں میں بدلے دلوانے والا کوئی جہنمی اس وقت تک جہنم میں نہ جائے گا جب تک اس کا جو حق کسی جنتی کے ذمّہ ہو میں نہ دلوادوں اور نہ کوئی جنتی جنت میں داخل ہو سکتا ہے جب تک اُس کا حق جو جہنمی پر ہے، میں نہ دلوا دوں گو ایک تھپڑ ہی ہو۔ ہم نے کہا حضورؐ یہ حق کیسے دلوائے جائیں گے حالانکہ ہم سب تو وہاں ننگے پاؤں ننگے بدن بے مال و اسباب ہوں گے آپ نے فرمایا، ہاں اُس دن حق نیکیوں اور برائیوں سے ادا کئے جائیں گے۔ ابن کثیر۔

اور حدیث میں ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقُ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ ص ۴۳۵ ج ۲)

حضرت ابی ہریرہ رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حقداروں کے حقوق ادا کئے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کے لیے سینگ دار بکری سے بدلہ لیا جائے گا (مسلم) مشکوٰۃ شریف

اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے تو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا

پ۵ سورہ النساء آیت ۳۱

اگر تم بچتے رہو گے ان بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔

یعنی اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ معاف فرما دیں گے اور تمہیں جنتی بنا دیں گے۔

یعنی آیت اِنْ تَجْتَنِبُوْا کی تفسیر ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے لوگوں نے کہا: کبیرہ گناہ سات ہیں۔ آپ نے فرمایا، کئی کئی مرتبہ سات ہیں۔ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا، سات ہلکا درجہ ہے ورنہ ستر ہیں ایک اور شخص کے اس کہنے پر آپ نے فرمایا، وہ سات سو تک ہیں اور سات تو بہت ہی قریب ہیں۔ ہاں یہ یاد رکھو کہ استغفار کے بعد کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا۔ اور اصرار اور ہمیشگی اور دوام کرنے سے صغیرہ صغیرہ نہیں رہتا۔ اور سند سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جس گناہ پر جہنم کی وعید ہے یا غضب خدا کی یا لعنت کی یا عذاب کی وہ کبیرہ ہے۔ اور روایت میں ہے جس سے اللہ منع فرما دے وہ کبیرہ ہے جس کام میں اللہ عزوجل کی نافرمانی ہو وہ بہت بڑا گناہ ہے۔ تفسیر ابن کثیر۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَآئِرُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک مٹا دیتے ہیں اُن گناہوں کو جو ان کے درمیان ہوئے جب کہ گناہ کبیرہ نہ کئے گئے ہوں (مسلم)

وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُہٗ صَلٰوۃٌ مَّکْتُوْبَۃٌ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَ ھَا وَخُشُوْعَھَا وَرُکُوْعَھَا اِلَّا کَانَتْ کَفَّارَۃً لِّمَا قَبْلَھَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَالَمْ یُؤْتِ کَبِیْرَۃً وَذٰلِکَ الدَّھْرُ کُلُّہٗ

رَوَاہُ مُسْلِمٌ ص ۱۲۱ ج ۱)

حضرت عثمانؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی مسلمان شخص کہ جب نماز کا وقت آئے۔ پس وہ اچھی طرح کرے وضو اور کرے خشوع اور رکوع مگر یہ کہ اس کا یہ عمل اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ جب تک کہ وہ گناہ کبیرہ نہ کرے اور ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ (مسلم)

مسند بزار میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کہا کہ حضورؐ! فلاں شخص نماز پڑھتا ہے لیکن چوری نہیں چھوڑتا۔ آپ نے فرمایا عنقریب اس کی نماز اس کی یہ برائی چھڑا دے گی۔ تفسیر ابن کثیر میں ذکر ہے

کافر بھی آرزو کرے گا کاش کہ وہ مسلمان ہوتا

ارشاد خداوندی ہے

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴿۲﴾ پارہ ۱۴ سورت الحجر

وہ بھی وقت ہوگا کہ کافر اپنے مسلمان ہونے کی آرزو کریں گے۔

کافر اپنے کفر پہ عنقریب نادم و پشیمان ہوں گے اور مسلمان بن کر زندگی گزارنے کی تمنا کریں گے۔

طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کے کہنے والوں میں سے بعض لوگ بسبب اپنے گناہوں کے جہنم میں جائیں گے۔ پس لات و عزیٰ کے پجاری ان سے کہیں گے کہ تمہارے لا الٰہ الا اللہ کے کہنے نے تمہیں کیا نفع دیا؟ تم تو ہمارے ساتھ ہی جہنم میں جل رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو وہاں سے نکال لے گا اور نہر حیات

میں غوطہ دے کر انہیں ایسا کر دے گا جیسے چاند گہن سے نکلا ہو۔ پھر یہ سب جنت میں جائیں گے۔ وہاں انہیں جہنمی کہا جائے گا۔ حضرت انس رضؓ سے یہ حدیث سن کر کسی نے کہا کیا آپ نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا ہے؟ آپ نے فرمایا سنو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مجھ پر قصداً جھوٹ بولنے والا اپنی جگہ جہنم میں بنالے باوجود اس کے میں کہتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے۔

لمبی سزا والا شخص کون ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعض لوگوں کو آگ ان کے گھٹنوں تک پکڑ لے گی۔ اور بعض کو زانو تک اور بعض کو گردن تک۔ جیسے جن کے گناہ اور جیسے جن کے اعمال بعض ایک مہینے کی سزا بھگت کر نکل آئیں گے۔ سب سے لمبی سزا والا وہ ہو گا جو جہنم میں اتنی مدت رہے گا جتنی مدت دنیا کی ہے۔ یعنی دنیا کے پہلے دن سے دنیا کے آخری دن تک۔ جب ان کے نکالنے کا ارادہ اللہ تعالٰے کرے گا اس وقت یہود و نصارٰی اور دوسرے دین والے جہنمی ان اہلِ توحید سے کہیں گے کہ تم اللہ تعالٰے پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر ایمان لائے تھے۔ پھر بھی آج ہم اور تم جہنم میں یکساں ہیں پس اللہ تعالٰے کو سخت غصہ آئے گا کہ اور کسی اور بات پر غصہ نہ آیا تھا۔ پھر ان موحدوں کو جہنم سے نکال کر جنت کی نہر کے پاس لایا جائے گا۔ یہ ہے فرمان رُبَمَا يَوَدُّ الخ میں۔ ابن کثیر مترجم ص۲ الحجر ج۳۔

لوگوں کی مختلف قسمیں

اللہ تعالٰی ارشاد فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ

پھر کتاب ہم نے اُن لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چنا پھر بعضے تو اُن

لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۔ پ ۲۲ سورت الفاطر ۳۲

میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعضے ان میں خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں یہ بڑا فضل ہے ۔

تشریح

یعنی قرآن کریم کو ہم نے اپنے چیدہ بندوں کے ہاتھوں میں دیا یعنی اس امت کے پھر ان میں تین قسم کے لوگ ہو گئے ۔ بعض تو ذرا کچھ آگے پیچھے ہو گئے وہ ظالم لنفس کہلائے ان سے کچھ حرمت والے کام بھی سرزد ہو گئے ۔ بعض درمیانہ درجے کے رہے جنھوں نے محرمات سے اجتناب کیا واجبات بجا لاتے رہے لیکن کبھی کبھی کوئی مستحب کام ان سے چھوٹ بھی گیا اور کبھی کوئی ہلکی سی نافرمانی بھی سرزد ہو گئی ۔ بعض درجوں میں بہت ہی آگے نکل گئے ۔ واجبات چھوڑ مستحبات کو بھی انہوں نے نہ چھوڑا اور محرمات چھوڑ کر مکروہات سے بھی یکسر الگ رہے بلکہ بعض مرتبہ مباح چیزوں کو بھی ڈر کر چھوڑ دیا ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پسندیدہ بندوں سے مراد اُمتِ محمدؐ ہے جو خدا کی ہر کتاب کی وارث بنائی گئی ہے ۔ ان میں جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں انہیں بخشا جائے گا ۔

حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا ۔ سابقین تو بے حساب جنت میں جائیں گے اور درمیانے لوگوں سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا ۔ اور اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے طولِ محشر میں روکے جائیں گے ۔ پھر خدا کی رحمت سے تلافی ہو جائے گی اور یہ کہیں گے خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم سے غم و رنج دُور کر دیا ۔ ہمارا رب بڑا ہی غفور و شکور ہے جس نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے رہائش کی ایسی جگہ عطا فرمائی ۔ جہاں ہمیں کوئی درد دُکھ نہیں ۔ حوالہ ابن کثیر اسی آیت میں درج ہے ۔

نصیحت کرنے کے باوجود اس نے عمل نہ کیا

ارشاد خداوندی : اللہ تعالیٰ کے حکموں سے منہ پھیر لینے والا بڑا ظالم ہے ۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ط اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ پ ۲۱ السجدہ ۲۲

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔ جسے خدا تعالیٰ کی آیتوں سے نصیحت کی گئی۔ پھر بھی اس نے ان سے منہ پھیر لیا یقیناً مانو نہ ہم بھی گنہگاروں سے انتقام لینے والے ہیں

فرمان ہوتا ہے کہ ایسے گنہگاروں سے ہم ضرور انتقام لیں گے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تین کام جس نے کئے وہ مجرم ہو گیا جس نے بے وجہ کوئی جھنڈا باندھا جس نے ماں باپ کی نافرمانی کی، جس نے ظالم کے ظلم میں اس کا ساتھ دیا یہ مجرم لوگ ہیں اور خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم مجرموں سے باز پرس کریں گے اور اُن سے پورا بدلہ لیں گے۔ (ابن ابی حاتم) ابن کثیر

نفاق کی پہلی قسم کے عملی مُنافِق جو کہ بَدترین مجُرم ہیں

حدیث ملاحظہ ہو۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ مشکوٰۃ ص ۱۷ ج ۱

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے منافق کی تین نشانیاں ہیں اور مسلم کی روایت میں ان الفاظ کے بعد یہ لفظ ہیں۔ کہ اگرچہ وہ شخص روزہ رکھتا ہو۔ نماز پڑھتا ہو۔ اور اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو، (اور اس میں ان علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جاوے تب بھی وہ منافق ہی ہے۔ اس کے بعد بخاری اور مسلم دونوں کے متفقہ الفاظ یہ ہیں۔ بات کرے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے۔ تو خلاف وعدہ کرے کوئی امانت اس کے پاس رکھی جائے۔ تو اس میں خیانت کرے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِیْهِ كَانَ

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے جس شخص میں چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے۔ اور جس میں ان چاروں باتوں

مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ باب الکبائر وعلامات النفاق مشکوٰۃ شریف ج ۱

میں سے کوئی ایک بات پائی جائے۔ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ جب تک کہ وہ ان باتوں کو یا ان میں سے جو بات اس میں پائی جاوے۔ اس کو ترک نہ کر دے (اور وہ چار باتیں یہ ہیں) (۱) امانت رکھی جائے۔ تو اس میں خیانت کرے (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) عہد کرے تو اُس کو توڑ دے (۴) اور کسی سے لڑے تو گالیاں بکے (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے منافق کی مثال اُس بکری کی مانند ہے۔ جو نر کی خواہشمند ہو اور اس خواہش کو پوری کرنے کے لیے کبھی اس ریوڑ کی طرف دوڑتی ہو۔ اور کبھی دوسرے کی جانب (مسلم)

(**نوٹ**) دوسری قسم کے منافق اعتقادی ابدی جہنمی ہیں۔ اس کا بیان آگے چل کر آئے گا انشاءاللہ

گناہ کرنے سے دل پر سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِىْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهٗ۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ توبہ واستغفار کرتا ہے تو اس کے دل کو صاف کر دیا جاتا ہے۔ اور جب وہ زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ نکتہ بڑھ جاتا ہے۔

فَذٰلِكُمُ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَلَّا بَلْ سكتة رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ه رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ (مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار والتوبۃ ص ۲۰۴)

یہاں تک کہ وہ سارے دل پر چھا جاتا ہے۔ پس یہ ہے وہ زنگ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا، كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (سورت مُطَفِّفِيْن پ ۳۰) یعنی ہرگز نہیں بلکہ یہ ان کے دلوں پر زنگ ہے اس چیز کا جو وہ کرتے تھے۔

یعنی گناہ کرتے کرتے وہ اس قدر عادی ہوئے ہیں کہ ان کے دلوں کو زنگ لگ گیا ہے۔ اب ان کے لیے یہ ممکن ہی نہیں رہا کہ صحیح ہو جائیں اور معقول بات زبان پر لائیں۔ دلوں کو زنگ لگ جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ گناہ کرتے کرتے سیاہ ہو گئے، جیسا کہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۶۱ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى يَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ اَبْيَضُ مِثْلُ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ۔ (مسلم ص ۸۲ ج ۱)

فتنے اور خلافِ شرع باتیں لوگوں کے سامنے آتی رہیں گی پھر جس شخص کا دل ایسا ہو گا کہ جو کوئی بات اس کے سامنے آئی اس کو قبول کر لیا تو اس کے دل پر ایک ایک نکتہ سیاہی کا لگ جائے گا اور جس کا دل ایسا ہو گا کہ جب کوئی بات خلافِ شرع سامنے آئی تب ہی اس کو رد کر دیا تو اس کے دل پر ہر دفعہ ایک نکتہ سفیدی کا لگتا جائے گا۔ یوں ہی ہوتے ہوتے ایک دل تو سفید نورانی ہو جائے اور اس میں ایسی ہوشیاری آ جائے گی کہ کوئی بری بات اس پر اثر نہ کر سکے گی اور ایک دل کالا سیاہ ہو کر ایسا بے خبر اور بے جان ہو جائے گا جس میں اچھے برے

کی پہچان باقی نہیں رہے گی جس طرح چکنا برتن اوندھا کیا ہوا ہوتا ہے کہ اس پر پانی نہیں ٹھہرتا۔ اس طرح دل پر نصیحت وغیرہ کا اثر نہیں ہوتا، وہ صرف اپنی پسند اور خواہش کی بات کو مانتا ہے اور کسی بات کو نہیں جانتا۔

رحمتِ الٰہی کی وسعت اور فراوانی

۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُّذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مشکوٰۃ ۲۰۳ ج ۱

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو خدا تم کو ختم کر دے اور تمہاری جگہ ایک ایسی قوم کو لائے جو گناہ کرے اور خدا سے مغفرت چاہے اور پھر خدا ان کے گناہوں کو بخش دے۔

۲ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ مشکوٰۃ ص ۲۰۳ ج ۱۔

حضرت ابوموسیٰؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ خداوند تعالےٰ دراز کرتا ہے ہاتھ اپنا رات کو تاکہ توبہ کرے گناہ کرنے والا دن کا اور پھیلاتا ہے ہاتھ اپنا دن کو تاکہ توبہ کرے گناہ کرنے والا رات کا (اور وہ اس توبہ کو قبول کرے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک کہ نکلے آفتاب مغرب کی جانب سے یعنی قیامت تک (مسلم)

۳ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ

حضرت انسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جب کوئی بندہ خدا سے توبہ کرتا ہے تو وہ اپنے بندہ کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے

حِيْنَ يَتُوبُ إِلَيْهِ مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَتْ رَاحِلَتُهُ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَأَيِسَ مِنْهَا فَأَتَى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهُ فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ ص ۲۰۳ ج ۱)

اس قدر خوش کہ اتنا خوش تم میں سے وہ شخص بھی نہ ہوگا۔ جو اپنی سواری پر ایک چٹیل میدان میں جا رہا ہو پھر وہ سواری گم ہو گئی ہو اور اس پر اس کا کھانا اور پانی بھی ہو اور وہ (کافی تلاش وتجسس کے بعد) ناامید ہو کر ایک درخت کے پاس آیا ہو اور اس کے سایہ میں لیٹ گیا ہو پس وہ اسی مایوسی کی حالت میں خاموش وغمزدہ پڑا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آکھڑی ہو اس نے اس کی رسی کو پکڑ لیا ہو اور خوشی کی زیادتی کے سبب اس کے منہ سے یہ غلط الفاظ نکل گئے ہوں اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں۔ (مسلم)

۴ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَبْدًا أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهُ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایک بندہ نے ایک گناہ کیا اور پھر کہا اے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے تو اس کو معاف کر دے یہ سن کر خداوند تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندہ کو اس کا علم ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو بخشتا ہے گناہوں کو اور پکڑتا ہے گناہوں پر پس بخش دیا میں نے اپنے بندہ کو پھر باز رہا بندہ گناہ سے کچھ دن یعنی جتنے دن خدا نے چاہا۔ اس کے بعد پھر گناہ کیا اور کہا اے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے تو اس کو معاف کر دے پس کہا خدا نے فرشتوں

وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ
ثُمَّ مَكَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ
أَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ
ذَنْبًا آخَرَ فَاغْفِرْهُ لِيْ فَقَالَ
أَعَلِمَ عَبْدِيْ أَنَّ لَهُ
رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ
غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ فَلْيَفْعَلْ
مَا شَآءَ اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
(مشکوٰۃ ص۲۰۳ ج۱)

۵ وَعَنْ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ
أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ
بِفُلَانٍ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ
مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَأَلّٰى عَلَيَّ أَنِّيْ
لَا أَغْفِرُ بِفُلَانٍ فَإِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ
بِفُلَانٍ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ أَوْ كَمَا قَالَ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ ص۲۰۴ ج۱)

۶ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ وَعِزَّتِكَ
يَا رَبِّ لَا أَبْرَحُ أُغْوِيْ عِبَادَكَ
مَا دَامَتْ أَرْوَاحُهُمْ فِيْ
أَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ

سے کیا جانتا ہے میرا بندہ کہ اس کا ایک پروردگار رب ہے جو بخشتا ہے گناہوں کو اور پکڑتا ہے گناہوں پر بخش دیا میں نے اس کو پھر باز رہتا ہے بندہ گناہ سے جب تک خدا چاہے اور اس کے بعد پھر گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے رب میں نے ایک اور گناہ کیا ہے۔ تو اس کو بخش دے پس کہا خداوند تعالے نے فرشتوں سے کیا میرے بندہ کو یہ معلوم ہے کہ اسکا ایک رب ہے جو معاف کرتا ہے گناہوں کو اور پکڑتا ہے گناہوں پر پس بخشا میں نے اسکو اب وہ جو چاہے کرے (بخاری ومسلم)

حضرت جندب رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے حدیث بیان کی کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ قسم ہے خدا کی فلاں شخص کو خدا نہیں بخشے گا اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا کون ہے جو مجھ پر قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں فلاں آدمی کو نہیں بخشوں گا پس میں نے بخش دیا فلاں شخص کو اور ضائع کیا تیرے عمل کو۔

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے شیطان نے اپنے پروردگار سے عرض کیا قسم ہے تیری عزت کی اے پروردگار میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے جسم میں ہیں پروردگار بزرگ و برتر نے فرمایا اور قسم ہے مجھ کو اپنی عزت اور اپنے

عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ
وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ
لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ
(مشکوٰۃ ص ۲۰۴ ج ۱)

۷۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ
رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً
بَیْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَ
الْهَوَامِّ فِیْهَا یَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا
یَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ
عَلٰی وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَ
تِسْعِیْنَ رَحْمَةً یَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) وَفِیْ
رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ سَلْمَانَ
نَحْوَهٗ وَفِیْ اٰخِرِهٖ قَالَ فَاِذَا
کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ اَکْمَلَهَا
بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ (بَابٌ فِیْ سَعَةِ رَحْمَتِهٖ
مشکوٰۃ شریف) (مسلم ص ۳۵۷ ج ۱)

جلال کی اور اپنے بلند مرتبہ کی جب تک
میرے بندے مجھ سے بخشش مانگتے رہیں
گے میں ہمیشہ ان کو بخشتا رہوں گا۔ (احمد)
مشکوٰۃ شریف (باب الاستغفار والتوبہ)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ
صلعم نے کہ خداوند تعالےٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں
ان میں سے ایک رحمت اس نے جن انسان،
چارپایوں اور زہریلے جانوروں میں نازل کی ہے
اسی رحمت کے سبب سے وہ آپس میں میل رکھتے
ہیں اور مہربانی کرتے ہیں اور اسی کے سبب سے
آپس میں رحم کرتے ہیں اور اسی کے سبب سے
وحشی جانور اپنے بچوں پر رحم کرتے ہیں۔ اور ننانویں
رحمتوں کو خداوند تعالیٰ نے قیامت کے لیے اٹھا
رکھا ہے کہ وہ ان سے اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔
(بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ
ہیں جب قیامت کا دن آئے گا تو پورا کرے گا
اللہ ان ننانویں رحمتوں کو اس رحمت کے ساتھ۔

قرآن مجید کی بھی ایک شہادت ملاحظہ فرمالیجئے

ارشاد ہے

قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ
مَنْ اَشَآءُ ج وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ
کُلَّ شَیْءٍ ۔ (پ ۹، اعراف: ۱۵۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب تو اسی پر واقع کرتا
ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیاء
کو محیط ہو رہی ہے۔

میری رحمت میرے غصّہ پر سبقت لے گئی

احادیث کی روشنی میں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ کَتَبَ کِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ غَلَبَتْ غَضَبِیْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ خداوند تعالیٰ نے جب اپنی مخلوقات کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو ایک کتاب لکھی جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے اس کتاب میں یہ الفاظ ہیں کہ میری رحمت میرے غصہ پر سبقت لے گئی اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میری رحمت غالب آگئی میرے غصہ پر۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً کَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا کَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشَرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ کَثِیْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَیِّئَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا کَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً کَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا کَتَبَهَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو نیکیاں اور برائیاں لکھنے کا حکم دیا اس طرح پر کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کر سکے تو اللہ تعالےٰ اس کو ایک پوری نیکی شمار کر لیتا ہے اور جو شخص نیکی کا ارادہ کرکے اس پر عمل کرے اس کے حساب میں ایک نیکی کے بدلہ میں دس نیکیاں بلکہ سات سو نیکیاں اور اس سے بھی زیادہ لکھی جاتی ہیں اور جو شخص برائی کا ارادہ کرے اور برائی کو عمل میں نہ لا سکے (خدا کے خوف سے یا کسی اور وجہ سے) تو خداوند تعالیٰ اپنے ہاں اس کے حساب میں ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے اور جو شخص برائی کا ارادہ کرکے اس کو عمل میں بھی لائے تو

اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

صرف ایک برائی اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے
(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُّنْجِيَ اَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ کسی کو اس کا عمل نجات نہیں دے گا صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کو بھی نہیں فرمایا ہاں مجھ کو بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ کی رحمت مجھ کو اپنے آغوش میں لے لے پس تم کو چاہیئے کہ راست و درست کرو اپنے اعمال کو اور میانہ روی کرو اعمال میں اور صبح و شام اور کچھ رات گزرے عبادت کرو اور ہر کام میں میانہ روی اختیار کرو اپنے مقصد کو حاصل کر لو گے۔
(بخاری و مسلم)

شیطان کی گرہ کا کھلنا احادیث کی رو سے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ گرہ لگاتا ہے شیطان جب کہ تم میں سے کوئی سوتا ہے اس کی سر کی گدی پر تین گرہ اور ہر گرہ پر یہ بات ڈالتا ہے کہ رات بہت بڑی ہے پس تو سوتا رہ پھر اگر وہ سونے والا جاگ اٹھتا ہے اور خدا کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وضو کرتا ہے تو اس کی ایک اور گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ خوش اور بشاش ہو جاتا ہے اور اگر وہ نہ جاگا اور ذکر خدا نہ کیا تو وہ اس حالت میں صبح کو اٹھتا ہے کہ سست و کاہل اور پلید ہوتا ہے (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيْلَ لَهٗ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ ذٰلِكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنِهٖ أَوْ قَالَ فِيْ أُذُنَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ مشکوٰۃ شریف۔

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے حضور میں ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ رات بھر پڑا سوتا رہتا ہے اور صبح تک نہیں اٹھتا اور نہ نماز کو جاتا ہے آپ نے فرمایا شیطان اس کے کان میں پیشاب کرتا ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ شیطان اس کے دونوں کانوں میں پیشاب کرتا ہے (بخاری و مسلم)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مَثَلَ الَّذِيْ يَعْمَلُ السَّيِّئَاتِ ثُمَّ يَعْمَلُ الْحَسَنَاتِ كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَتْ عَلَيْهِ دِرْعٌ ضَيِّقَةٌ قَدْ خَنَقَتْهُ ثُمَّ عَمِلَ حَسَنَةً فَانْفَكَّتْ حَلْقَةٌ ثُمَّ عَمِلَ أُخْرٰى فَانْفَكَّتْ أُخْرٰى حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ. رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بَابُ فِيْ سَعَةِ رَحْمَتِهٖ مشکوٰۃ شریف۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ اس شخص کا حال جو برائیاں کرتا ہے اور پھر نیکیاں کرنے لگے اس شخص کی مانند ہے جس کے جسم پر ایک تنگ زرہ ہو جس کے حلقوں نے اس کے جسم کو دبا رکھا ہو پھر وہ نیکی کرے اور اس کی زرہ کا ایک حلقہ کھل جائے اور پھر دوسری نیکی کرے اور دوسرا حلقہ کھل جائے یہاں تک کہ حلقے کھل کھل کر اور زرہ ڈھیلی ہو کر زمین پر گر پڑے (شرح السنۃ)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ غَزَوَاتِهٖ فَمَرَّ بِقَوْمٍ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا نَحْنُ الْمُسْلِمُوْنَ وَامْرَأَةٌ تَحْضِبُ بِقِدْرِهَا وَمَعَهَا ابْنٌ لَهَا فَإِذَا ارْتَفَعَ وَهَجٌ تَنَحَّتْ بِهٖ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ أَلَيْسَ اللّٰهُ أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ قَالَ بَلٰى قَالَتْ أَلَيْسَ اللّٰهُ أَرْحَمَ بِعِبَادِهٖ مِنَ الْأُمِّ بِوَلَدِهَا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ کسی غزوہ میں ہم نبی صلعم کے ساتھ تھے آپ ایک جماعت کے قریب سے گزرے اور پوچھا تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں اس جماعت میں ایک عورت ہانڈی پکا رہی تھی اور اس کا بیٹا اس کے پاس تھا جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا تو عورت لڑکے کو پیچھے ہٹا لیتی پھر وہ عورت نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کیا آپ خدا کے رسول ہیں فرمایا ہاں! عورت نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا اللہ بہت رحم کرنے والا نہیں فرمایا ہاں عورت

قَالَ بَلَى قَالَتْ إِنَّ الْأُمَّ لَا تُلْقِي وَلَدَهَا فِي النَّارِ فَأَكَبَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِي ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهَا فَقَالَ إِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِي يَتَمَرَّدُ عَلَى اللهِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ۔

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُصُّ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ۔ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ الثَّانِيَةَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ۔ فَقُلْتُ الثَّانِيَةَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ الثَّالِثَةَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ۔ فَقُلْتُ الثَّالِثَةَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي الدَّرْدَاءِ ۔

(رَوَاهُ أَحْمَدُ)

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ قَالَ كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ ۔

بَابُ فِي سَعَةِ رَحْمَتِهِ مشکوٰۃ شریف ۔

نے کہا کیا اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہے حتیٰ کہ ایک ماں اپنے بچوں پر رحم کرتی ہے؟ فرمایا ہاں عورت نے کہا ماں تو اپنے بچہ کو آگ میں ڈالتی نہیں، رسول اللہ صلعم نے سر جھکا لیا اور روتے رہے پھر سر اٹھا کر فرمایا خداوند تعالیٰ اپنے بندوں پر عذاب نہیں کرتا مگر صرف ان لوگوں پر جو سرکش ہیں یعنی اللہ سے سرکشی کرتے ہیں اور اس کا حکم نہیں مانتے اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کرتے ہیں (ابن ماجہ)

حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلعم کو منبر پر نصیحت فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ۔ یعنی جو شخص کہ اپنے پروردگار کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈر اس کو دو جنتیں ملیں گی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو آپ نے پھر یہ آیت پڑھی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ۔ میں نے پھر پوچھا یا رسول اللہ اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو آپ نے پھر وہ آیت پڑھی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ میں نے تیسری دفعہ پھر پوچھا یا رسول اللہ اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو آپ نے فرمایا اگرچہ خاک آلودہ ہو ناک ابوالدرداء کی۔ (احمد)

حضرت اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ نبی صلعم نے اس آیت فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہ سب لوگ جنتی ہیں۔ (بیہقی نے اس کو کتاب البعث والنشور میں روایت کیا)

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن سے مومن ایمان سے خارج نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا پ۲۶ سورہ حجرات۔

اور اگر دو فریق مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو۔

اگر مسلمانوں کی کوئی دو جماعتیں لڑنے لگ جائیں تو دوسرے مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان میں صلح کرا دیں۔ آپس میں دو لڑنے والی جماعتوں کو مومن کہنا، اس سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے استدلال کیا ہے کہ نافرمانی گو کتنی ہی بڑی ہو انسان کو ایمان سے الگ نہیں کرتی

حدیث ملاحظہ ہو

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ ص۴۱۱ ج۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور مسلمان سے جنگ کرنا کافرانہ عمل ہے۔ (بخاری ومسلم)

اس آیت کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے آپ کے ساتھ منبر پر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بھی تھے آپ کبھی ان کی طرف دیکھتے اور کبھی لوگوں کی طرف اور فرماتے کہ میرا یہ بچہ سید ہے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دو بڑی بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا آپ کی یہ پیشگوئی سچی نکلی اور اہل شام اور اہل عراق میں بڑی لمبی لڑائیوں اور بڑے ناپسندیدہ واقعات کے بعد آپ کی وجہ سے صلح ہو گئی۔

کبیرہ گناہوں پر نبی صلعم کی شفاعت

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ نبی ص نے فرمایا

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ جَابِرٍ ص ۳۲۹ ج ۲۔

ہے۔ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہو گی۔
(ترمذی۔ ابوداؤد)

جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے گا وہ آخرکار دوزخ سے نکال لیا جائے گا

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ وَاَھْلُ النَّارِ النَّارَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَاَخْرِجُوْہُ فَیُخْرَجُوْنَ قَدِ امْتَحَشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَیُلْقَوْنَ فِیْ نَھْرِ الْحَیٰوۃِ فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّۃُ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّھَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِیَۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (مشکوۃ ص ۴۹۰ ج ۲)

حضرت ابی سعید خدری رضی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو خداوند تعالےٰ فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو چنانچہ ان کو نکالا جائے گا وہ کوئلے کے مانند نکلیں گے اور ان کو نہر حیات میں ڈال دیا جائے گا۔ اور وہ اس طرح تروتازہ ہو جائیں گے جیسا کہ دریا کے کنارے کے کوڑے کرکٹ میں تروتازہ دانہ اُگتا ہے تم نے دیکھا نہیں وہ دانہ لپٹا ہوا زرد نکلتا ہے۔
(بخاری و مسلم)

اُن لوگوں کی صفات جن کو آخرکار دوزخ سے نکالا جائے گا

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ

حضرت ابی سعید خدری رضی کہتے ہیں کہ چند

اَنَّ نَاسًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِیْرَةِ صَحْوًا لَیْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَیْسَ فِیْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِیَتَّبِعْ کُلُّ اُمَّةٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا یَبْقٰی اَحَدٌ کَانَ یَعْبُدُ غَیْرَ اللّٰہِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا یَتَسَاقَطُوْنَ فِی النَّارِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ اِلَّا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ مِنْ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ فَمَاذَا تَنْظُرُوْنَ یَتَّبِعُ کُلُّ اُمَّةٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا یَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ

آدمیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم! کیا قیامت کے دن ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا۔ ہاں کیا تم دوپہر کے وقت جب کہ آسمان صاف ہو آفتاب کو دیکھنے میں کوئی دقت یا زحمت محسوس کرتے ہو۔ اور کیا چودھویں رات کے چاند کو تم رات میں جب کہ آسمان صاف ہو دیکھنے میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کو دیکھنے میں بھی تم کو اتنی ہی اذیت محسوس ہوگی جتنی کہ سورج اور چاند کو دیکھنے میں ہوتی ہے (یعنی جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی اسی طرح خدا کو دیکھنے میں بھی کوئی اذیت و تکلیف نہ ہوگی) اس کے بعد آپ نے فرمایا جب قیامت ہوگی تو ایک شخص پکار کر کہے گا جو اُمت جس چیز کی عبادت کرتی تھی وہ اسی کے پیچھے پیچھے آئے۔ پس جو لوگ خدا کے سوا دوسری چیزوں یعنی بتوں اور پتھروں کی پرستش کرتے تھے۔ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہے گا۔ اور سب کے سب دوزخ میں جا گریںگے۔ یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔ جو خدا کی عبادت کرتے تھے وہ خواہ نیک ہوں یا بد تو خداوند تعالےٰ ان لوگوں کے پاس آئے گا اور فرمائے گا تم کس کے انتظار میں ہو؟ ہر جماعت اپنے معبود کے پیچھے چلی جا رہی

فِي الدُّنْيَا أَفْقَرَ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ فَيَقُولُونَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ فَيَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهُ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ إِلَّا أَذِنَ اللّٰهُ لَهُ بِالسُّجُودِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَرِيَاءً إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهُ طَبَقَةً وَاحِدَةً كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُولُونَ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ وَمَكْدُوشٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

ہے (تم بھی جاؤ) وہ کہیں گے لے ہمارے پروردگار! ہم نے دنیا میں ان لوگوں سے (یعنی بتوں اور پتھروں کو پوجنے والوں سے) علیحدگی اختیار کرلی تھی حالانکہ ہم ان کے محتاج تھے اور کبھی ہم ان کے پاس نہیں بیٹھے۔ اور ابی ہریرہؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے یوں کہیں گے کہ ہماری جگہ یہ ہے ہم اس وقت تک یہاں سے نہ جائیں گے جب تک ہمارا پروردگار ہمارے پاس نہ آئے اور جب ہمارا پروردگار آئے گا ہم اس کو پہچان لیں گے۔ اور ابو سعیدؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ خداوند تعالیٰ ان سے پوچھے گا کیا تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان کوئی ایسی نشانی ہے جس سے تم اس کو شناخت کرلو۔ وہ کہیں گے ہاں۔ چنانچہ خدا کی پنڈلی کھولی جائے گی اور جو شخص خدا کو اخلاص و عقیدت سے سجدہ کرتا تھا اس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اور جو شخص کسی کے خوف سے یا لوگوں کو دکھانے کے لیے سجدہ کرتا تھا خدا اس کی کمر کو تختہ بنادے گا۔ جب وہ سجدہ میں جانے کے لیے جھکے گا۔

پھر دوزخ کے اوپر پلِ صراط رکھا جائے گا۔ اور شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور انبیاء اپنی امت کے لیے یہ دعا کریں گے اے اللہ تعالیٰ! ان کو سلامتی سے گزار

حَتّٰی اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ
مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِیْ
نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا مِنْ
اَحَدٍ مِّنْکُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَۃً
فِی الْحَقِّ قَدْ تَبَیَّنَ
لَکُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لِلّٰہِ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِاِخْوَانِہِمُ
الَّذِیْنَ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا کَانُوْا یَصُوْمُوْنَ
مَعَنَا وَیُصَلُّوْنَ وَیَحُجُّوْنَ
فَیُقَالُ لَہُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ
عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُہُمْ
عَلَی النَّارِ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا
کَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِیَ
فِیْہَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِہٖ
فَیَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ
فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ دِیْنَارٍ
مِّنْ خَیْرٍ فَاَخْرِجُوْہُ فَیُخْرِجُوْنَ
خَلْقًا کَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُ ارْجِعُوْا
فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِیْ قَلْبِہٖ
مِثْقَالَ نِصْفِ دِیْنَارٍ مِّنْ خَیْرٍ
فَاَخْرِجُوْہُ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا
کَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُ ارْجِعُوْا

اے اللہ تعالیٰ! ان کو سلامتی سے گذار۔ پس مومن پل صراط سے (اس طرح) گزریں گے کہ بعض تو پلک جھپکتے گزر جائیں گے۔ بعض بجلی کی مانند کوند تڑپ کر نکل جائیں گے بعض ہوا کے مانند۔ اور بعض پرندوں کے مانند۔ بعض تیز رو اور خوش رفتار گھوڑوں کی مانند۔ اور بعض اونٹوں کے مانند۔ ان میں سے بعض بے ضرر گزر جائیں گے اور بعض کچھ زخم کھا کر نکل جائیں گے اور بعض پارہ پارہ کئے جائیں گے اور دوزخ میں دھکیل دئیے جائیں گے پھر جب عذاب کے بعد مومنوں کو آگ سے نجات دی جائے گی۔ تو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اپنے ان بھائیوں کی خلاصی کے لیے جو دوزخ میں ہوں گے۔ قیامت کے دن تم سے زیادہ خدا سے جھگڑا کرنے والا کوئی نہ ہوگا چنانچہ مومن خدا سے عرض کریں گے۔ ہمارے پروردگار یہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے نماز پڑھتے اور حج کرتے تھے (توان کو دوزخ سے نجات دے) مومنوں سے کہا جائے گا جن لوگوں کو تم پہچانتے ہو ان کو دوزخ سے نکال لو۔ اور دوزخ کی آگ پر یہ حرام ہو جائے گا۔ کہ وہ لوگوں کی صورتوں کو جلائے (یعنی دوزخ کو حکم دیا جائے گا کہ وہ لوگوں کی صورتوں کو جلا کر مسخ نہ کرے تاکہ شناخت میں آسانی ہو) چنانچہ مومن بہت سے لوگوں کو دوزخ سے نکال لیں گے اور پھر عرض کریں گے ہمارے پروردگار جن لوگوں کو تو نے

فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ
فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا
كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا
لَمْ نَذَرْ فِيهَا خَيْرًا
فَيَقُولُ اللّٰهُ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ
وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ وَشَفَعَ
الْمُؤْمِنُونَ وَلَمْ يَبْقَ
إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ
فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ
فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ
يَعْمَلُوا خَيْرًا قَطُّ قَدْ
عَادُوا حُمَمًا فَيُلْقِيهِمْ فِي
نَهْرٍ فِي أَفْوَاهِ الْجَنَّةِ
يُقَالُ لَهُ نَهْرُ الْحَيَاةِ
فَيَخْرُجُونَ كَمَا تَخْرُجُ
الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ
فَيَخْرُجُونَ كَاللُّؤْلُؤِ
فِي رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ
فَيَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ
هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ
أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ
عَمَلٍ عَمِلُوهُ وَلَا خَيْرٍ

نکالنے کا حکم دیا تھا اُن میں سے اب کوئی دوزخ میں باقی نہیں رہا خداوند تعالےٰ فرمائے گا اچھا دوزخ میں پھر جاؤ اور جن لوگوں کے دل میں دینار برابر بھی نیکی پاؤ ان کو دوزخ میں سے نکال لو چنانچہ وہ بہت سی مخلوق کو نکال لیں گے۔ پھر خداوند تعالیٰ فرمائے گا جن لوگوں کے دلوں میں آدھے دینار کے برابر بھی نیکی ہو اُن کو بھی دوزخ سے نکال لو چنانچہ وہ بہت سے آدمیوں کو نکال لیں گے پھر خداوند تعالےٰ حکم دے گا واپس جاؤ اور جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی نیکی پاؤ اس کو دوزخ سے نکال لو چنانچہ وہ بہت سے آدمیوں کو دوزخ سے نکال لیں گے اور عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے دوزخ میں بھلائی کو نہیں چھوڑا۔ خداوند تعالیٰ فرمائے گا۔ فرشتوں نے سفارش کی۔ انبیاء نے سفارش کی۔ اور مومنوں نے سفارش کی اب کوئی چیز ارحم الراحمین کے رحم کے سوا باقی نہیں رہی یہ کہہ کر خداوند تعالےٰ ایک مٹھی بھر کر دوزخ میں سے ان لوگوں کو نکال لے گا جنہوں نے کبھی بھلائی نہ کی ہو گی۔ یہ لوگ جل کر کوئلہ ہو گئے ہوں گے ان کو اس نہر میں ڈالا جائے گا جو جنت کے دروازوں پر ہو گی اور جس کا نام نہر حیاۃ ہے یہ لوگ نہر میں سے ایسے تروتازہ نکلیں گے جیسا دانہ پانی کے بہاؤ کے کوڑے کرکٹ میں اُگتا ہے۔ اور موتی کی مانند چمکدار

فَدَخَلُوهُ فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

باب الحوض والشفاعة فصل اول مشکوٰۃ شریف ص۴۹ (ج ۲)

ہونگے انکی گردنوں میں نشانیاں اور مُہریں ہوں گی (جن سے یہ ظاہر ہو گا کہ ان کو کسی نیک عمل کے سبب نہیں بخشا گیا) ان کو دیکھ کر جنتی یہ کہیں گے یہ لوگ خدائے رحمٰن کے آزاد کئے ہوئے ہیں ان کو خدا نے بغیر کسی عمل کے جنت میں داخل کیا ہے یعنی انہوں نے نہ تو دنیا میں کوئی بھلائی کی ہے اور نہ کوئی عمل صالح۔ پھر ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ جنت میں تم کو جو چیزیں ملی ہیں ان کے بقدر تم کو اور دی گئیں۔ (بخاری ومسلم)

شفاعت کس گناہگار کی ہو گی؟

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ آیت ۲۵۵: پ ۳۔ سورت البقرہ۔

ترجمہ:۔ ایسا کون ہے۔ جو خدا کے حکم کے بغیر شفاعت کرے۔

ساری مخلوق تنہا تنہا اس کے پاس حاضر ہو گی کوئی نہیں جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے سفارش یا شفاعت کر سکے۔ جیسے ارشاد ہے وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ الخ (پ ۲۷ س النجم ع ۴) یعنی آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں لیکن ان کی شفاعت بھی کچھ فائدہ نہیں دے سکتی ہاں یہ اور بات ہے کہ خدا تعالےٰ کی منشا اور مرضی سے ہو۔ اور جگہ ہے وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى کسی کی وہ شفاعت نہیں کرتے مگر اس کی جس سے خدا تعالیٰ خوش ہو۔ پس یہاں بھی اللہ تعالےٰ کی عظمت اس کا جلال اور اس کی کبریائی بیان ہو رہی ہے کہ بغیر اس کی اجازت اور رضامندی کے کسی کی جرأت نہیں کہ اس کے سامنے کسی کی سفارش میں زبان کھولے ابن کثیر

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۵ سورۃ النباء۔ آیت ۳۸

ترجمہ:۔ اس روز جبرائیل اور فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ خدا جسے حکم دے گا وہی بات کر سکے گا۔ اور ٹھیک ٹھیک بات کہے گا۔

بلا اجازت کوئی بھی شفاعت کا مجاز نہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

پ۲۴۔ سورہ زمر۔ آیت ۴۴

فرما دیجیے، کہ سفارش ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کا وہی مالک ہے۔ پھر اسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے۔

اس لیے اپنے نبی کو حکم دیا کہ ان سے کہہ دو کوئی نہیں جو خدا کے سامنے لب ہلا سکے آواز اٹھا سکے جب تک کہ اس کی مرضی نہ پالے اور اجازت حاصل نہ کر لے۔ ساری شفاعتوں کا مالک وہی ہے۔ زمین و آسمان کا بادشاہ تنہا وہی ہے۔ قیامت کے دن تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ عدل کے ساتھ تم سب میں سچے فیصلے کرے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ ابن کثیر

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُهَمُّوْا بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ اَكْلَهٗ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُهِيَ

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے قیامت کے دن مسلمانوں کو روک دیا جائے گا (یعنی ایک مقام پر بند کر دیا جائے گا) یہاں تک کہ وہ فکر و تردد میں پڑ جائیں گے۔ اور آپس میں کہیں گے کاش ہم کسی کو سفارش کیلئے تیار کرتے تا کہ وہ ہمارے پروردگار سے ہماری شفاعت کرتا اور ہم کو اس تکلیف سے نجات دلاتا۔ چنانچہ وہ (اس خیال سے) آدمؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے تم سارے لوگوں کے باپ آدمؑ ہو۔ خدا نے تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ اپنی جنت میں تم کو رکھا ہے۔ اپنے فرشتوں سے تم کو سجدہ کرایا ہے۔ اور ہر چیز کے نام تم کو سکھائے ہیں تم اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کر دو کہ وہ اس جگہ سے نکال کر ہم کو راحت و اطمینان بخشے۔ آدمؑ کہیں گے جیسا کہ تم خیال

عنها ولكن ائتوا نوحا أول نبي بعثه الله إلى أهل الأرض فيأتون نوحا فيقول لست هناكم ويذكر خطيئته التي أصاب سؤاله ربه بغير علم ولكن ائتوا إبراهيم خليل الرحمن قال فيأتون إبراهيم فيقول إني لست هناكم ويذكر ثلاث كذبات كذبهن ولكن ائتوا موسى عبدا آتاه الله التوراة وكلمه وقربه نجيا قال فيأتون موسى فيقول إني لست هناكم ويذكر خطيئته التي أصاب قتله النفس ولكن ائتوا عيسى عبد الله ورسوله وروح الله وكلمته قال فيأتون عيسى فيقول لست هناكم ولكن ائتوا محمدا عبدا غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر قال فيأتوني فأستأذن على ربي في داره فيؤذن لي عليه فإذا رأيته وقعت ساجدا فيدعني ما شاء الله أن يدعني فيقول ارفع محمد

کرتے ہو میں اس درجہ کا نہیں ہوں (یعنی میں شفاعت کا درجہ نہیں رکھتا، پھر آدم علیہ السلام اپنے اس گناہ کا ذکر کرینگے جو انہوں نے خدا کے حکم کی نافرمانی کرکے گیہوں کا درخت کھالیا تھا اور اس کے بعد کہیں گے تم نوح کے پاس جاؤ چنانچہ وہ نوحؑ (پیغمبر) کے پاس جائیں گے اور شفاعت کی خواہش ظاہر کرینگے) نوح کہیں گے میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں اور اپنے اس گناہ کا ذکر کریں گے جو انہوں نے کیا تھا یعنی خدا سے نادانستہ اپنے بیٹے کو غرق ہونے سے بچا لینے کی درخواست کرنا۔ اور پھر کہیں گے تم ابراہیم خلیل اللہؑ کے پاس جاؤ چنانچہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئینگے (اور شفاعت کی درخواست کرینگے) وہ کہیں گے مجھ میں شفاعت کی قدرت نہیں ہے۔ اور دنیا میں تین مرتبہ اپنے جھوٹ بولنے کا ذکر کرینگے۔ اور پھر کہیں گے تم موسےٰ کے پاس جاؤ جو خدا کے ایسے بندے ہیں جن کو خدا نے توریت عنایت فرمائی ہے اور جن سے خدا نے کلام کیا ہے۔ اور اپنے اس امر کا محرم و راز دار بنایا ہے چنانچہ وہ موسےٰ کے پاس جائینگے (اور شفاعت کی درخواست کرینگے) وہ کہیں گے مجھ میں سفارش کی قدرت نہیں ہے اور اپنے اس گناہ کا ذکر کرینگے جس کا ارتکاب انہوں نے قبطی کو مار کر کیا تھا۔ اور پھر کہیں گے کہ تم عیسےٰ کے پاس جاؤ جو خدا کے بندے اور رسول ہیں۔ خدا کی روح ہیں اور خدا کا کلمہ چنانچہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے (اور شفاعت کی خواہش ظاہر کرینگے) عیسےٰؑ کہیں گے میں

وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ
تُعْطَهْ قَالَ فَارْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِيْ
عَلٰى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ
يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي
حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأُخْرِجُهُمْ
مِّنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ
ثُمَّ أَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَأَسْتَأْذِنُ
عَلٰى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ
فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا
فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ
يَّدَعَنِي ثُمَّ يَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ
وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ
قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي
عَلٰى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ
ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ
فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ
وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ
الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّي
فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ
فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا
فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ
أَنْ يَّدَعَنِي ثُمَّ يَقُولُ
ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ

اس کا اہل نہیں ہوں تم محمدؐ کے پاس جاؤ جو خدا کے ایسے بندے ہیں جن کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ بخش دیئے ہیں۔ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ پھر لوگ میرے پاس آئینگے اور میں خداوند بزرگ سے اس کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا۔ خداوند تعالےٰ مجھ کو اجازت مرحمت فرمائے گا۔ میں اندر داخل ہو کر جب خدائے بزرگ کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑونگا۔ اور خداوند تعالےٰ جتنی دیر مناسب سمجھے گا۔ مجھ کو سجدہ میں پڑا رہنے دے گا پھر فرمائے گا محمدؐ! سر اٹھا جو کچھ کہنا چاہتا ہے۔ کہہ میں سنونگا (یعنی تیری درخواست کو قبول کروں گا) مانگ جو کچھ مانگنا ہے۔ میں تجھ کو دونگا۔ رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ کہ یہ (سُنکر) میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے پروردگار کی تعریف ان الفاظ میں کروں گا جو خداوند تعالےٰ مجھ کو سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے شفاعت کی ایک حد مقرر کی جائے گی (یعنی مثلاً فلاں فلاں گناہ کے مرتکب اشخاص کے لیے سفارش قبول کی جائے گی) پھر درگاہِ رب العزت سے باہر آکر میں ان لوگوں کو (یعنی جن کے حق میں سفارش قبول کی گئی ہے) دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کردونگا اور پھر دربارِ حضور رب العزت میں حاضری کی اجازت طلب کروں گا۔ مجھ کو اجازت دی جائے گی اور میں پروردگار بزرگ و برتر کو دیکھ کر سجدہ میں گر پڑوں گا اور جب تک خدا چاہے گا سجدہ میں پڑا رہونگا پھر خداوند تعالےٰ فرمائے گا محمدؐ! اپنا سر اٹھاؤ

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَارْفَعُ رَأْسِي عَلٰى رَبِّي بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِيْدٍ يُّعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰى مَا يَبْقٰى فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِيْ وَعَدَهٗ نَبِيُّكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ ج۲ باب الحوض والشفاعۃ ص ۴۸۹ و ۴۹۰)

جو کچھ کہنا چاہتا ہے کہہ میں سنوں گا۔ شفاعت کر تیری قبول کروں گا۔ مانگ میں دونگا چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور خدا کی حمد وثنا ان الفاظ میں کرونگا جو خدا نے مجھ کو سکھائے ہوں گے۔ پھر میں شفاعت کرونگا اور میرے لیے شفاعت کی ایک حد مقرر کی جائے گی پھر میں باہر آکر لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کردونگا۔ پھر میں تیسری مرتبہ بارگاہ رب العزت میں حاضری چاہونگا اور خدا سے بزرگ و برتر مجھ کو اجازت دیگا۔ میں جب خدائے تعالےٰ کو دیکھوں گا سجدہ میں گر پڑونگا اور جب تک خدا کو منظور ہوگا سجدہ میں پڑا رہونگا۔ پھر خدا تعالےٰ فرمائے گا۔ محمدؐ! سر اٹھا اور کہہ۔ جو کچھ کہنا چاہتا ہے کہہ۔ میں سنونگا۔ شفاعت کر میں قبول کروں گا۔ چنانچہ میں اپنے سر کو اٹھاؤں گا اور خدا کی حمد وثنا ان الفاظ میں کروں گا جو خداوند تعالےٰ مجھ کو سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کرونگا اور میرے لیے شفاعت کی ایک حد مقرر کی جائے گی۔ پھر میں باہر آکر لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا۔ اور جنت میں داخل کردونگا یہاں تک کہ دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو قرآن کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہوگا۔ پھر حضور صلعم نے آیت پڑھی عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھ کو مقام محمود میں کھڑا کردے گا) اور فرمایا یہی وہ مقام محمود ہے جس کا وعدہ خدا نے تمہارے نبیؐ سے کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام انبیا کے بعد لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ہی شفاعت کریں اور میں خدا کے سامنے حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا اللہ تعالیٰ اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ اور میرے لیے شفاعت کی ایک حد مقرر کی جائے گی۔ یعنی مثلاً فلاں فلاں گناہ کے مرتکب اشخاص کے لیے سفارش قبول کی جائے گی پھر میں ان کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کردوں گا۔ آپ کی یہ پہلی سفارش ہے۔ اس کے بعد دوسری دفعہ اجازت طلب کروں گا مجھے اجازت مل جائے

گی مگر حد مقرر کی جائے گی پھر میں شفاعت کروں گا اور لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا پھر میں تیسری مرتبہ اجازت طلب کروں گا مجھے اجازت مل جائے گی مگر حد مقرر کی جائے گی پھر میں شفاعت کروں گا۔ پھر کچھ لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کردوں گا۔ آخر میں وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہوں نے قرآنی احکام کی خلاف ورزی اس طرح کی ہوگی کہ اسی کے احکام کے مطابق دوزخ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان پر واجب ہوگئی۔ قرآن کے مطابق شرک ایک ایسا گناہ عظیم ہے جس کے مرتکب کے لیے کوئی بخشش اور معافی نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء ۱۱۶) اللہ تعالیٰ اس شخص کو نہیں بخشے گا جس نے اس کے ساتھ شرک کیا اور اس کے علاوہ جس کو چاہے بخش دے گا۔

شرک بڑا بھاری ظلم ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭاِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔ (پارہ ۲۱ سورہ لقمان آیت ۱۳)

جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے: خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ کرنا۔ بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری شریف میں مروی ہے کہ جب یہ آیت اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ الخ (پارہ ۷، سورۃ الانعام آیت ۸۳) اتری تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی مشکل آپڑی اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ: ہم میں سے وہ کون ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو؟ اور آیت میں ہے کہ ایمان کو جنھوں نے ظلم سے نہیں ملایا وہی با امن اور راہِ راست والے ہیں تو آپ نے فرمایا ظلم سے مراد عام گناہ نہیں ہیں بلکہ ظلم سے مراد وہ ظلم ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ بچے: خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانا یہ بڑا بھاری ظلم ہے۔

(تفسیر ابن کثیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الْمُنَٰفِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے

اعتقادی منافق

ابدی جہنمی ہیں

حصہ سوم

بغیر ایمان نجات ناممکن ہے

جمع وترتیب: عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفاق کی اقسام

نفاق کی دو قسمیں ہیں :

(الف) اعتقادی نفاق (ب) عملی نفاق

اعتقادی نفاق والے منافقین تو ابدی جہنمی ہیں اور عملی نفاق والے بدترین مجرم ہیں ۔ وضاحت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں ۔

ابتداء میں منافق کے لیے دعا کا اختیار

قرآن مجید میں اللہ تعالٰی ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (پ۱۰ آیت ۸۰ سورۃ التوبہ)

ان کے لیے تو استغفار کر یا نہ کر ، اگر تو ستر مرتبہ بھی انکے لیے استغفار کرے تو بھی اللہ تعالٰی انہیں ہرگز نہ بخشے گا ۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ سے اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے ایسے فاسق لوگوں کو خدائے کریم ہدایت نہیں دیتا ۔

منافق کیلئے دعائے استغفار منع ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالٰی ارشاد فرماتے ہیں :۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ط اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا

ان میں سے کوئی مرجائے تو اس کے جنازے کی ہرگز نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا ، یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوگئے اور

وَهُمْ فَاسِقُوْنَ ۝ (پ ۱۰ - آیت ۸۴ - سُورۃ التوبۃ) | مرتے دم تک بدکار، بے اطاعت رہے ،

حافظ ابن کثیر ان آیات کی تشریح میں لکھتے ہیں :-

حکم ہوتا ہے کہ اے نبیؐ! تم منافقوں سے بالکل بے تعلق ہو جاؤ ان میں سے کوئی مر جائے تو تم نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھو نہ اس کی قبر پر جا کر اس کے لیے دعائے استغفار کرو۔ اس لیے کہ یہ کفر و فسق پر زندہ رہے اور اسی پر مرے یہ حکم تو عام ہے گو اس کا شانِ نزول خاص عبداللہ بن اُبَیّ ابنِ سَلُول کے بارے میں ہے جو منافقوں کا رئیس اور امام تھا، صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اس کے مرنے پر اس کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور درخواست کی کہ میرے باپ کے کفن کے لیے آپؐ خاص اپنا پہنا ہوا کُرتا عنایت فرمائیے آپ نے دے دیا۔ پھر کہا کہ آپؐ خود اس کے جنازے کی نماز پڑھائیے آپؐ نے یہ درخواست بھی منظور فرمالی اور نماز پڑھانے کے ارادے سے اُٹھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کا دامن تھام لیا اور عرض کی کہ حضورؐ آپ اس کے جنازے کی نماز پڑھائیں گے، حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اس سے منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا سنو اللہ تعالےٰ نے مجھے اختیار دیا ہے فرمایا ہے تو ان کے لیے استغفار کر یا نہ کر اگر تو ان کے لیے ستر مرتبہ بھی استغفار کرے گا تو بھی اللہ تعالےٰ انہیں نہ بخشے گا، تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کردوں گا، حضرت عمرؓ فرمانے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ منافق تھا تاہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی، اس پر یہ آیت اُتری، اور روایت میں ہے کہ اس نماز میں صحابہؓ بھی آپؐ کی اقتداء میں تھے اور روایت میں ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آپؐ اس کی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے تو میں صف میں سے نکل کر آپ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ کیا آپؐ اس دشمن خدا عبداللہ بن اُبَی کے جنازے کی نماز پڑھائیں گے حالانکہ فلاں دن اس نے یوں کہا اور فلاں دن یوں کہا۔ اس کی وہ تمام باتیں دُہرائیں، حضورؐ مسکراتے ہوئے سب سنتے رہے آخر میں فرمایا عمرؓ مجھے چھوڑ دے، اللہ تعالےٰ نے استغفار کا مجھے اختیار دیا ہے اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا، چنانچہ آپ نے نماز بھی پڑھائی جنازے کے ساتھ بھی چلے دفن میں بھی موجود رہے، اس کے بعد مجھے اپنی اس گستاخی پر بہت ہی افسوس ہونے لگا کہ خدا اور رسول خدا خوب علم والے ہیں میں نے ایسی اس قدر جرأت کیوں کی، کچھ ہی دیر ہوئی ہوگی جو یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اس کے بعد

آخر دم تک نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی منافق کے جنازے کی نماز پڑھی نہ اس کی قبر پہ آکر دعاء کی، اور روایت میں ہے کہ اس کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے یہ بھی کہا تھا کہ آپؐ تشریف نہ لائے تو ہمیشہ کے لیے یہ بات ہم پر رہ جائے گی جب آپ تشریف لائے تو اسے قبر میں اتار دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس سے پہلے مجھے کیوں نہ لائے چنانچہ وہ قبر سے نکالا گیا آپ نے اس کے سارے جسم پر تھتکار کر دم کیا اور اسے اپنا کرتہ پہنایا۔ اور روایت میں ہے کہ وہ خود وصیت کر کے مرا تھا کہ اس کے جنازے کی نماز خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھائیں۔ اس کے لڑکے نے آکر حضورؐ کو اس کی آرزو اور اس آخری وصیت کی بھی خبر کی تھی، اور یہ بھی کہا تھا کہ اس کی وصیت یہ بھی ہے کہ اُسے آپؐ کے پیراہن میں کفنایا جائے، آپؐ اس کے جنازے کی نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے تو حضرت جبرائیلؑ یہ آیتیں لے کر اُترے۔ اور روایت میں ہے اس نے اپنی بیماری کے زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلایا آپؐ تشریف لے گئے، اور جا کر فرمایا کہ یہودیوں کی محبت نے تجھے تباہ کر دیا اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ وقت ڈانٹ ڈپٹ کا نہیں بلکہ میری خواہش ہے کہ آپ میرے لیے دُعائے استغفار کریں میں مر جاؤں تو مجھے اپنے پیرہن میں کفنائیں الخ بعض سلف سے مروی ہے کہ پیرہن دینے کی وجہ یہ تھی کہ جب جنگ بدر میں حضرت عباسؓ آئے تو ان کے جسم پر کسی کا کپڑا ٹھیک نہیں آیا، آخر اس کا کُرتا لیا وہ ٹھیک آگیا یہ بھی لمبا پورا چوڑی چکلی ہڈی کا آدمی تھا پس اس کے بدلے میں آپؐ نے اسے اس کے کفن کے لیے اپنا کُرتا عطاء فرمایا، اس آیت کے اُترنے کے بعد نہ تو کسی منافق کے جنازے کی نماز آپؐ نے پڑھی، نہ کسی کے لیے استغفار کیا مسند احمد میں ہے کہ جب آپؐ کو کسی جنازے کی طرف بُلایا جاتا۔ تو آپؐ پوچھ لیتے اگر لوگوں سے اس کی بھلائیاں معلوم ہوتیں تو آپؐ جا کر اس کے جنازے کی نماز پڑھاتے اور اگر کوئی ایسی ویسی بات کان میں پڑتی تو صاف انکار کر دیتے۔

تفسیر ابن کثیر اُردو پارہ ۱۰۔ مولانا عبد القہار دہلوی حاشیہ قرآن میں لکھتے ہیں:۔

حدیث ابن مسعودؓ میں ہے۔ اِنِّی اسْتَأْذَنْتُ رَبِّیْ فِی الدُّعَآءِ لَهَا فَلَمْ يَأْذَنْ لِیْ وَاَنْزَلَ عَلَیَّ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس کے لیے اللہ سے دُعاء کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت نہ دی گئی اور مجھ پر یہ آیت اُتاری گئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ | پیغمبرؐ کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ

كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ (پ ۱۱ ۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۳)

مشرکین کے لیے مغفرت کی دُعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

بغیر ایمان کے نجات ناممکن ہے

ارشاد ربانی ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝

بعض لوگ کہتے تو ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایماندار نہیں ہوتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں لیکن دراصل خود اپنے تئیں دھوکہ دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

دراصل نفاق کہتے ہیں بھلائی کے ظاہر کرنے اور بُرائی کے پوشیدہ رکھنے کو۔

نفاق کی دو ۲ قسمیں ہیں اعتقادی اور عملی۔ پہلی قسم کے منافق تو ابدی جہنمی ہیں اور دوسری قسم کے بدترین مجرم ہیں

جس طرح اس آیت میں فرمایا ہے کہ یہ لوگ زبانی اقرار تو ضرور کرتے ہیں مگر دل میں ان کے ایمان نہیں۔ اسی طرح سورہ منافقون میں بھی کہا گیا ہے کہ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ الخ یعنی منافق تیرے پاس آکر کہتے ہیں کہ ہماری گواہی ہے کہ آپ رسول اللہ ہیں، اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے لیکن چونکہ حقیقت میں منافقوں کا قول ان کے عقیدے کے مطابق نہ تھا اس لیے باوجود ان لوگوں کے شان دار اور تاکیدی الفاظ کے خدا تعالےٰ نے انہیں جھٹلا دیا اور سورۂ منافقون میں فرمایا وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ گواہی

دیتا ہے کہ بالیقین منافق جھوٹے ہیں۔ اور یہاں بھی فرمایا وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝ یعنی دراصل وہ ایمان دار نہیں وہ اپنے ایمان کو ظاہر کر کے اور اپنے کفر کو چھپا کر جہالت سے اللہ تعالٰے کو دھوکہ دیتے ہیں اور اسے نفع دینے والی اور خدا کے ہاں چل جانے والی کارگری خیال کرتے ہیں جیسے کہ بعض مومنوں پر ان کا یہ مکر چل جاتا ہے قرآن میں اور جگہ ہے يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ الخ یعنی قیامت والے دن جب کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو کھڑا کرے گا تو جس طرح وہ یہاں ایمان والوں کے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اللہ تعالٰے کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے اور سمجھتے ہیں کہ وہ بھی کچھ ہیں۔ خبردار! یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔ یہاں بھی ان کے اس غلط عقیدے کے مقابلے میں فرمایا کہ دراصل وہ اپنے اس کام کی برائی کو جانتے ہی نہیں۔ یہ دھوکہ خود اپنی جانوں کو دے رہے ہیں جیسے کہ اور جگہ ارشاد ہوا إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ۔ یعنی منافق خدا کو دھوکہ دیتے اور وہ انہیں دے رہا ہے (ابن کثیر)

منافق کا جہنم کے نچلے طبقہ میں داخلہ

اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۝۱۴۵
پ۵ سورۃ النساء

منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔

منافقوں کا انجام بیان فرمایا ہے کہ یہ اپنے اس سخت کفر کی وجہ سے جہنم کے سب سے نیچے کے طبقے میں داخل کئے جائیں گے، دَرْک مقابل ہے درجہ کے، بہشت میں درجے ہیں ایک سے ایک بالا۔ اور دوزخ میں درک ہیں ایک سے ایک پست۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، انہیں آگ کے صندوقوں میں بند کر کے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اور یہ جلتے بھلستے رہیں گے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں یہ صندوق لوہے کے ہوں گے جو آگ لگتے ہی آگ کے ہو جائیں گے اور چوطرف سے بالکل بند ہوں گے۔ اور کوئی نہ ہوگا جو ان کی کسی طرح کی مدد کرے۔ جہنم سے نکال سکے۔ یا عذابوں میں ہی کچھ کمی کرا سکے۔

کفار و مشرکین کے ساتھ جہاد کا حکم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ (سورۃ تحریم پارہ ۲۸ آیت ۹)

اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کر، ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت بری جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ کافروں سے جہاد کرو ہتھیاروں کے ساتھ اور منافقوں سے جہاد کرو حدود خدا جاری کرنے کے ساتھ ان پر دنیا میں سختی کرو، آخرت میں بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بدترین بازگشت ہے، پھر مثال دے کر سمجھایا کہ کافروں کا مسلمانوں سے ملنا جلنا خلط ملط رہنا انہیں ان کے کفر کے باوجود خدا کے ہاں کچھ نفع نہیں دے سکتا۔ دیکھو دو پیغمبروں کی عورتیں حضرت نوح علیہ السلام کی اور حضرت لوط علیہ السلام کی جو ہر وقت ان نبیوں کی صحبت میں رہنے والی اور دن رات ساتھ اٹھنے بیٹھنے والی اور ساتھ ہی کھانے پینے والی بلکہ سونے جاگنے والی تھیں، لیکن چونکہ ایمان میں ان کی ساتھی نہ تھیں اور اپنے کفر پر قائم تھیں، پس پیغمبروں کی عمر بھر کی صحبت ان کے کچھ کام نہ آئی، انبیاء اللہ انہیں اخروی نفع نہ پہنچا سکے اور نہ اُخروی نقصان سے بچا سکے، بلکہ ان عورتوں کو بھی جہنمیوں کے ساتھ جہنم میں جانے کو کہہ دیا گیا (ابن کثیر)

لڑو ان سے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَكُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ۝ (پ البقرہ آیت ۱۹۳)

اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے باقی فساد اور ہووے دین واسطے اللہ کے پس اگر باز رہیں پس نہیں زیادتی کرنا مگر اوپر ظالموں کے۔

فاسق کا کوئی عمل ہرگز قبول نہ ہوگا

اللہ تعالے فرماتا ہے

اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ پ۱۰ سورہ توبہ ۵۳

تم خوشی یا ناخوشی کسی طرح بھی خرچ کرو قبول تو ہرگز نہ کیا جائے گا، یقیناً تم بے حکم لوگ ہو،

یعنی تمہارے خرچ کرنے کا خدا بھوکا نہیں تم خوشی سے دو تو اور ناراضگی سے دو وہ تو قبول فرمانے کا نہیں اس لیے کہ تم فاسق لوگ ہو، تمہارے خرچ کی عدم قبولیت کا باعث تمہارا کفر ہے اور اعمال کی قبولیت کی شرط کفر کا نہ ہونا بلکہ ایمان کا ہونا ہے ابن کثیر

فاسق منافقین کی صف میں

اللہ تعالے فرماتا ہے :-

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۶۸ پ۱۰ سورہ توبہ

یہ اللہ کو بھول گئے اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا، بیشک منافق ہی فاسق و بدکردار ہیں، اللہ تعالیٰ ان منافق مردوں عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کر چکا ہے جہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، وہی انہیں کافی ہے ان پر اللہ کی پھٹکار ہے، اور ان ہی کے لیے دائمی عذاب ہے،

یعنی منافق یاد خدا بھلائے رہتے ہیں، اس کے بدلے اللہ بھی ان کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جیسے کسی کو کوئی بھول گیا ہو، قیامت کے دن یہی ان سے کہا جائے گا کہ آج ہم تمہیں ٹھیک اسی طرح بھلا دیں گے جیسے تم اس دن کی ملاقات کو بھلائے ہوئے تھے منافق راہ حق سے دور ہو گئے ہیں گمراہی کی چکردار بھول بھلیاں

میں پھنس گئے ہیں، ان منافقوں اور کافروں کی ان بداعمالیوں کی سزا ان کے لیے خدائے تعالیٰ نے جہنم کو مقرر فرما چکا ہے جہاں وہ ابدالآباد تک رہیں گے وہاں کا عذاب انہیں بس ہوگا، انہیں رب رحیم اپنی رحمت سے دور کر چکا ہے اور ان کے لیے اس نے دائمی اور دیرپا عذاب رکھے ہیں۔ ابن کثیر

مالِ کفار کی عند اللہ کوئی قدر و قیمت نہیں

ارشادِ ربانی ہے

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ

پ۱۰ سورۃ التوبۃ رکوع ۱۳

تو ان کے مال و اولاد سے تعجب میں نہ پڑ، اللہ کی چاہت یہی ہے کہ اس سے انہیں دنیا کی زندگی میں ہی سزا دے اور ان کے کفر ہی کی حالت میں ان کی جانیں نکل جائیں۔

ان کے مال و اولاد کو للچائی ہوئی نگاہوں سے نہ دیکھ انکی دنیا کی اس ہیرا پھیری کی کوئی حقیقت نہ گن یہ ان کے حق میں کوئی بھلی چیز نہیں یہ تو ان کے لیے دنیوی سزا بھی ہے کہ نہ اس میں سے زکوٰۃ نکلے نہ خدا کے نام خیرات ہو۔ اس میں یہ ایسے پھنسے رہیں گے کہ مرتے دم تک راہِ ہدایت نصیب نہیں ہونے کی، یوں ہی بتدریج پکڑ لیے جائیں گے اور انہیں پتہ بھی نہ چلے گا یہی حشمت و وجاہتِ مال و دولت جہنم کی آگ بن جائے گی۔ ۔ ابن کثیر

قیامت کا منکر کافر ہے

ارشاد ہوتا ہے

وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ بَلْ هُمْ

کہنے لگے کیا جب ہم زمین میں کھوئے جائیں گے کیا پھر نئی پیدائش میں آ جائیں گے۔

بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ پ ۲۱ سورۃ السجدہ رکوع نمبر ۱ - آیت ۱۰

بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو اپنے پروردگار کی ملاقات کا یقین ہی نہیں ۔

یہاں کفار کا عقیدہ بیان ہو رہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد جینے کے قائل نہیں اور اسے وہ محال جانتے ہیں اور کہتے ہیں

۱ - کہ جب ہمارے ریزے ریزے جدا ہو جائیں گے ۔

۲ - اور مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں پھر بھی ہم نئے سرے سے بنائے جاسکتے ہیں ؟ افسوس یہ لوگ اپنے اوپر خدا تعالےٰ کو بھی قیاس کرتے ہیں اور اپنی محدود قدرت پر خدا تعالےٰ کی نامعلوم قدرت کا اندازہ کرتے ہیں ۔

قیامت کے دن کافر کا اقرارِ جرم

ارشاد ربّانی ہے

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ط كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ج اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

اپنے رب کے ساتھ کفر کرنے والوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے جو بری جگہ ہے جب اس میں یہ ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑے زور کی آواز سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی ۔ معلوم ہوگا کہ ابھی غصے کے مارے پھٹ جائے گی ، جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغہ پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس ڈرانیوالا کوئی نہیں آیا تھا ؟ وہ جواب دیں گے کہ بیشک آیا تو تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا ۔ تم بہت بڑی گمراہی میں ہی ہو ۔ اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے ہوتے یا عقل رکھتے ہوتے تو دوزخیوں میں سے نہ ہوتے ۔ انہوں نے اپنے جرم کا

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ پ۲۹ سورت ملک	اقبال کرلیا۔ اب یہ دوزخی دفع ہوں دور ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو بھی اس کے ساتھ کفر کرے وہ جہنمی ہے اس کا انجام اور جگہ بد سے بدتر ہے۔ یہ بلند اور مکروہ گدھے کی سی آوازیں مارنے والی اور جوش مارنے والی جہنم ہے جو اُن پر جل بھُن رہی ہے۔ اور جوش اور غضب سے اس طرح چیخ پکار رہی ہے کہ گویا ابھی ٹوٹ پھوٹ جائے گی۔ ان دوزخیوں کو زیادہ ذلیل کرنے، اور آخری حجت قائم کرنے اور اقبالی مجرم بنانے کے لیے داروغۂ جہنم ان سے پوچھتے ہیں کہ بدنصیبو! کیا خدا کے رسولوں نے تمہیں اس سے ڈرایا نہ تھا؟ تو یہ ہائے وائے کرتے ہوئے اپنی جانوں کو پیٹتے ہوئے جواب دیتے ہیں، کہ آئے تو تھے لیکن وائے بدنصیبی کہ ہم نے انہیں جھوٹا جانا اور خدا کی کتاب کو بھی نہ مانا اور پیغمبروں کو بے راہ بتایا اب عدل خدا صاف ثابت ہو جاتا ہے اور فرمان باری پورا اُترتا ہے، جو اس نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝ ہم جب تک رسول نہ بھیجدیں عذاب نہیں دیتے[۱]، اور جگہ ارشاد ہے حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا۔ جب جہنمی جہنم کے پاس پہنچ جائیں گے اور جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور داروغۂ جہنم ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے۔ تو کہیں گے کہ ہاں آئے تو تھے اور ڈرا بھی دیا تھا، لیکن کافروں پر کلمۂ عذاب حق ہو گیا، اب اپنے آپ کو ملامت کریں گے اور کہیں گے کہ اگر ہمارے کان ہوتے اگر ہم میں عقل ہوتی تو دھوکے میں نہ پڑے رہتے، اپنے مالک و خالق کے ساتھ کفر نہ کرتے نہ رسولوں کو جھٹلاتے نہ ان کی تابعداری سے مُنہ موڑتے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب تو انہوں نے خود اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا ان کے لیے لعنت ہو دُوری ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگ جب تک دُنیا میں اپنے آپ پر عذر نہ کر لیں گے اور اپنی برائیوں کو آپ دیکھ نہ لیں گے ہلاک نہ ہوں گے۔ (مسند احمد) اور حدیث میں ہے کہ قیامت والے دن اس طرح حجت قائم کی جائے گی کہ خود انسان سمجھ لے گا کہ میں دوزخ میں جانے کے ہی قابل ہوں۔ (مسند احمد) ابن کثیر

---

[۱] اس آیت میں دنیا دی عذاب کی طرف اشارہ ہے آخرت کے عذاب کی طرف نہیں۔ ۱۲

ایمان کے بعد کفر اختیار کرنے والے کی حالت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا ﴿۱۳۷﴾ پ۵ سورت نساء

جن لوگوں نے ایمان قبول کر کے پھر کفر کیا پھر ایمان لا کر پھر کفر کیا پھر اپنے کفر میں بڑھ گئے اللہ تعالیٰ یقیناً انہیں نہ بخشے گا اور نہ انہیں راہ ہدایت سمجھائے گا ۔

جو ایمان لا کر پھر مرتد ہو جائے پھر مومن ہو کر کافر بن جائے ۔ پھر اپنے کفر پر جم جائے اور اسی حالت میں مرجائے نہ اس کی توبہ قبول نہ اس کی بخشش کا امکان نہ انہیں چھٹکارا نہ فلاح نہ خدا انہیں بخشے نہ راہ راست پر لائے ۔ حضرت علیؓ اس آیت کی تلاوت فرما کر فرماتے تھے مرتد سے تین بار کہا جائے کہ توبہ کرلے ۔ ابن کثیر

مرتد کے اعمال کی بربادی

ارشاد ربانی ہے :

وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَیَمُتْ وَھُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ج وَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ (پ ۲ ۔ رکوع ۱۰ سورۃ نساء)

اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں اور اسی کفر کی حالت میں مر جائیں ان کے اعمال دنیوی اور اخروی سب غارت ہو جائیں گے یہ لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نعوذ باللہ مرتد ہو جائے تو اس کے تمام عمل ضائع ہو جاتے لیکن اگر پھر سچے دل سے تائب ہو کر اسلام قبول کرے تو ارتداد سے قبل کے اعمال ضائع نہیں جاتے بلکہ

ان کا بھی ثواب مل جاتا ہے ۔ فتح البیان

نماز سے روگردانی کرنے والے کا انجام

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ پ ۲۹ سورت القیمۃ

اس نے نہ تو تصدیق کی نہ نماز ادا کی ۔ بلکہ جھٹلایا اور روگردانی کی ۔ پھر اپنے گھر والوں کے پاس اتراتا ہوا گیا ۔ افسوس ہے تجھ پر حسرت ہے تجھ پر، وائے ہے اور خرابی ہے تیرے لیے ۔

اس کافر انسان کا حال بیان ہو رہا ہے جو اپنے دل اور اپنے عقیدے سے حق کا جھٹلانے والا اور اپنے عمل سے حق سے روگردانی کرنے والا تھا جس کا ظاہر و باطن برباد ہو چکا تھا اور کوئی بھلائی اس میں باقی نہیں رہی تھی، نہ وہ خدا کی باتوں کی دل سے تصدیق کرتا تھا نہ جسم سے عبادت خدا بجالاتا تھا یہاں تک کہ نماز کا بھی چور تھا ۔ ہاں جھٹلانے اور منہ موڑنے میں بے باک تھا اور اپنے اس ناکارہ عمل پر اتراتا اور پھولتا ہوا بے ہمتی اور بدعملی کے ساتھ اپنے گھر والوں میں جا ملتا تھا جیسے اور جگہ ہے وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ پارہ ۳۰ ۔ سورۃ مطففین یعنی جب اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے ہیں تو خوب باتیں بناتے ہوئے مزے کرتے ہوئے خوش خوش جاتے ہیں اور جگہ ہے اِنَّهٗ كَانَ فِىْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الانشقاق یہ اپنے گھرانے والوں میں شاداں تھا اور سمجھ رہا تھا کہ خدا کی طرف اسے لوٹنا ہی نہیں ہے، اس کا یہ خیال محض غلط تھا اس کے رب کی نگاہیں اس پر تھیں ۔ پھر اسے اللہ تبارک وتعالیٰ دھمکاتا ہے اور ڈراتا ہے اور فرماتا ہے کہ خرابی ہو تجھے خدا کے ساتھ کفر کر کے پھر اتراتا ہے، جیسے اور جگہ ہے ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝ پارہ نمبر ۲۵ سورۃ دخان رکوع نمبر ۳ یعنی قیامت کے دن کافر سے بطور ڈانٹ کے اور حقارت کے کہا جائے گا کہ لے اب مزہ چکھ تو بڑی عزت اور بزرگی والا تھا ۔ اور فرمان ہے كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝ پارہ نمبر ۲۹ سورۃ مرسلات رکوع نمبر ۲ کچھ کھا پی لو آخر تو بدکار گنہگار ہو اور جگہ ہے فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ پارہ نمبر ۲۳ سورۃ زمر ع ۲ جاؤ خدا کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو، وغیرہ وغیرہ ۔ غرض یہ ہے کہ ان تمام جگہوں میں یہ احکام بطور ڈانٹ ڈپٹ کے ہیں،

اللہ کی طرف رجوع کرو اور نماز پڑھو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ (سورۂ روم پ ۲۱، آیت ۳۱)

یعنی خدا کی طرف رجوع کرو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز کو درستی سے ادا کرتے رہو اور شرک کرنے والوں میں شریک نہ ہو جاؤ۔

اس آیت میں فریضۂ اسلام یعنی نماز کو پابندی سے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور مشرک ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

معلوم ہوا کہ قصداً نماز چھوڑنے والا مشرک ہو جاتا ہے۔ بہت سی احادیث میں یہ مسئلہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے چند ایک ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ۔ (مسلم شریف ص ۶۱)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: بے شک (تحقیق) آدمی کے درمیان اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز کا چھوڑنا ہے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ نماز کا چھوڑنا شرک ہے۔

۲۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ فَإِذَا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں ہے فرق بندے اور مشرک کے درمیان مگر نماز کا چھوڑنا ہے۔ پس

تَرَکَھَا فَقَدْ اَشْرَكَ - (ابن ماجۃ، حدیث (ص۷۵ ج ۱) - (۱۰۸۰)

جب اس نے نماز کو چھوڑا تحقیق اس نے شرک کیا۔

تیسری حدیث:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا - (رَوَاهُ الطَّبَرَانِیْ فِی الْاَوْسَطِ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ وَالْبَزَّارُ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا)

یعنی تارک عمداً نماز کا کھلم کھلا کافر ہے

کتاب وسنت سے معلوم ہوا کہ نماز چھوڑنے والا مشرک ہو جاتا ہے

قصداً نماز چھوڑنے سے عمل ضائع ہو جاتے ہیں

حضرت بریدہؓ فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَرَكَ صَلٰوۃَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ - (رواہ البخاری ص ۲۸ ج ۱)

جس نے عصر کی نماز ترک کر دی اس کے سب اعمال برباد ہو گئے۔

حبط شے یہ ہے کہ بالکلیہ اس کو ختم کر دیا جائے جیسے کفر ایمان کو یا ایمان کفر کو بالکلیہ ختم کر دیتا ہے نماز کا نام ایمان رکھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ اللّٰہُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ۔ (پ ۲ البقرۃ - ۱۴۳)

اور اللہ تعالےٰ تمہاری نماز کو بے فائدہ کرے یہ نہیں ہو سکتا۔

نیز نماز نیت، اقوال، عمل بالجوارح پر مشتمل ہے۔ ان تینوں کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اس لیے نماز کو ایمان فرمایا۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ

جو شخص کفر کرے ایمان کے ساتھ، پس ضائع

عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ آیت ۵)

ہو گئے عمل اس کے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ۔ (سورہ توبہ پ۱۰ آیت ۱۷)

مشرکوں کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں، اپنے آپ پر کفر کی گواہی دیتے ہوئے، یہی لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (پ۱۰، سورت توبۃ، آیت ۵)

مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کردو، انہیں گرفتار کردو، ان کا محاصرہ کرلو اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو، ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی علامت شرک سے توبہ اور فرائض اسلام کی ادائیگی مقرر فرمائی ہے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کہلا کر نماز نہیں پڑھتا یا زکوٰۃ نہیں دیتا یا شرک کرتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔

مسند احمد میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ یہ گواہی نہ دیں کہ بجز اللہ تعالیٰ برحق کے اور کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ ان دونوں باتوں کا اقرار کرلیں ہمارے قبلے کی طرف منہ کرلیں، ہمارا ذبیحہ کھانے لگیں، ہم جیسی نمازیں پڑھنے لگیں تو ہم پر ان کے خون ان کے مال حرام ہیں مگر احکام اسلام حق کے ماتحت۔ انہیں ہر وہ حق حاصل ہے جو اور مسلمانوں کا ہے اور ان کے ذمے ہر وہ چیز ہے جو اور مسلمانوں کے ذمے ہے۔ یہ روایت بخاری شریف ص۵۶، ج۱ میں ہے

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ الصَّلٰوۃُ فَاِذَا تَرَکَھَا فَقَدْ اَشْرَکَ۔ (رَوَاہُ ھِبَۃُ اللّٰہِ الطَّبَرِیُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ وَقَالَ اِسْنَادُہٗ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ)

یعنی فرمایا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ کے اور کفر وایمان کے درمیان حدِ فاصل نماز ہے۔ جب کبھی اس نے نماز کو ترک کیا یقیناً وُہ مشرک ہو گیا۔

الدّین الخالص جلد اول ص ۱۱۹ میں مرقوم ہے:

اِنَّ عَاقِبَۃَ الشِّرْکِ الْخُلُوْدُ فِی النَّارِ۔

یعنی شرک کا انجام یقیناً خلود فی النار ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ ذَکَرَ الصَّلٰوۃَ یَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا وَّبُرْھَانًا وَّنَجَاۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ تَکُنْ لَہٗ نُوْرًا وَّلَا بُرْھَانًا وَّلَا نَجَاۃً وَّکَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ (رواہ احمد فی مسندہ وفی الزوائد سندہ جید والدارمی والبیہقی فی الشعب وابن حبان فی صحیحہ ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوۃ والطبرانی فی الکبیر والاوسط وقال فی مجمع الزوائد رجال احمد ثقات) مشکوۃ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہمیشہ نماز پڑھی اس کے لیے یہ نماز قیامت کے دن روشنی اور ایمان کی دلیل وعلامت اور دوزخ سے مخلصی ونجات کا ذریعہ بن جائے گی اور جس نے محافظت ومداومت نہ کی تو اس کے لیے نہ روشنی ہوگی، نہ دلیل، نہ نجات اور وُہ معذب ہوگا قیامت کے دن ساتھ قارون وفرعون وہامان اور اُبَیّ بن خلف کے ہوگا۔

ایک عجیب نکتہ

شیخ الاسلام امام الموحدین امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں ایک عجیب نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آج کل اکثر لوگ جو نماز کی پابندی نہیں کرتے وہ یا تو مال و دولت کی وجہ سے یا بادشاہت و ملک گیری کی وجہ سے یا عہدہ و ملازمت کی وجہ سے یا تجارت و بیوپار کی وجہ سے۔ لہٰذا جو اپنے مال و دولت کی وجہ سے نماز سے غافل رہا، نہ پڑھ سکا وہ قیامت کے دن قارون کے ساتھ ہوگا جہاں اس کا ٹھکانہ وہاں اس کا ٹھکانا۔ جیسا کہ آج کل کے اکثر بڑے بڑے سیٹھ، کوٹھیوں والے، مالدار، دولت مند ولکھ پتی وکروڑپتی وغیرہ۔ اور جو اپنے ملک وسلطنت کی مشغولیت ومصروفیت کی وجہ سے نماز روزہ سے غافل رہا وہ فرعون کے ساتھ ہوگا جو اس کا انجام وہ اس کا انجام۔ جیسا کہ آج کل کے اکثر بادشاہ، حکام وغیرہ اور جو غافل رہا نماز سے اپنی وزارت و ملازمت کی وجہ سے وہ ہامان کے ساتھ جو فرعون کا وزیر تھا جو اس کا حشر وہ اس کا حشر جیسا کہ آج کل کے اکثر وزیر وزراء ونوکر چاکر، ملازم، عہدہ دار وغیرہ۔ اور جس نے غفلت برتی نماز سے اپنی تجارت وسوداگری کی وجہ سے وہ ابی بن خلف کافر کے ساتھ ہوگا، جو اس کا انجام وہ اس کا انجام، جیسا کہ آج کل کے اکثر تجار، سوداگر، دکاندار، زمیندار، کاشتکار وغیرہ اپنی خرید وفروخت وغیرہ کی نگہبانی میں نماز کی ہوش نہ رکھنے والے العیاذ باللہ۔ اسی واسطے اللہ عزوجل نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَوٰةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَوٰةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ (پ ۱۸، سورۂ نور آیت ۳۷)

نیک بندے وہ لوگ ہیں جن کو ان کی تجارت، خرید وفروخت اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی، یعنی قیامت کا کھٹکا اور خوف رکھتے ہیں۔

تارکِ نماز قیامت کے دن اندھا اُٹھیگا

نماز چونکہ ذکر ہے، جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (پ۱۶ طٰہٰ: ۱۴) | نماز کو قائم کرو میرے ذکر کے لیے۔

خدا تعالے نے نماز کو ذکر کے نام سے بیان فرمایا ہے اور جس شخص نے نماز سے اعراض کیا قیامت کے دن اندھا اٹھایا جائے گا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى (پ۱۶، طٰہٰ ۱۲۴ تا ۱۲۷)

اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے وہ کہے گا پروردگار! دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا، یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ اللہ تعالے فرمائے گا، ہاں اسی طرح تو ہماری آیات کو جبکہ وہ تیرے پاس آئی تھیں، تو نے بھلا دیا تھا، اسی طرح آج تو بھلایا جا رہا ہے، اسی طرح ہم حد سے گزرنے والے اور اپنے رب کی آیات نہ ماننے والے کو (دنیا میں) بدلہ دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ دیرپا ہے۔

کفر کرنے سے سب عمل اکارت ہو جاتے ہیں

اللہ تعالے ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ

تحقیق جو لوگ کفر کرتے ہیں ساتھ نشانیوں اللہ تعالے کے اور مار ڈالتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور

الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ (پ ۳: سورۃ آل عمران، آیت ۲۱، ۲۲)

مار ڈالتے ہیں اُن لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں ساتھ انصاف کے لوگوں میں سے۔ پس خوشخبری دے ان کو ساتھ عذاب درد دینے والے کے۔ یہ لوگ وہ ہیں کہ نا پید ہوئے عمل ان کے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نہیں واسطے اُن کے کوئی مدد دینے والوں سے۔

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں قاتلین انبیاء و قاتلین آمر بالمعروف و ناہی عن المنکر کی ایک ہی سزا فرمائی ہے۔

ابن ابی حاتم و ابن جریر میں ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن کس کو ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا ایسے شخص کو جو امر بالمعروف، نہی عن المنکر کرتا تھا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ الخ پڑھی۔ پھر آپؐ نے فرمایا، اے ابو عبیدہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبی اول دن میں یعنی صبح ایک ساعت کے اندر قتل کر دیے۔ اس پر ایک سو ستر آدمیوں نے ان کو امر بالمعروف، نہی عن المنکر کیا تو انہوں نے آخر دن میں یعنی شام کو ان سب کو بھی قتل کر دیا۔ جامع البیان

یعنی ان کے اعمال دنیا میں بھی غارت اور آخرت میں بھی برباد اور ان کا کوئی مدد گار اور سفارشی بھی نہ ہوگا ابن کثیر

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے سے جہاد

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اور ابو بکرؓ آپؐ کے خلیفہ قرار پائے اور عربوں میں سے جن لوگوں کو کافر ہونا تھا کافر ہوئے اور ابو بکرؓ نے لڑنے کا ارادہ کیا تو عمر بن الخطاب نے

لِاَبِیْ بَکْرٍ کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَہٗ وَنَفْسَہٗ اِلَّا بِحَقِّہٖ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ فَاِنَّ الزَّکٰوۃَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰہِ لَوْمَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُھُمْ عَلٰی مَنْعِھَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّا رَأَیْتُ اَنَّ اللّٰہَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّہُ الْحَقُّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ان سے کہا تم لوگوں سے کیونکر لڑو گے حالانکہ رسول اللہ صلعم نے یہ فرمایا کہ مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑوں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں پس جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا یعنی اسلام قبول کر لیا اس نے مجھ سے اپنی جان اور اپنے مال کو بچا لیا مگر اللہ تعالےٰ اور اسلام کا حق اس پر باقی رہا ابوبکرؓ نے کہا خدا تعالےٰ کی قسم میں اس شخص سے لڑونگا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا۔ زکوٰۃ مال کا حق ہے (جیسے نماز نفس کا حق ہے) خدا تعالےٰ کی قسم اگر مجھ کو بکری کا بچہ دینے سے لوگ انکار کریں گے جس کو رسول اللہ صلعم کے زمانے میں دیا کرتے تھے تو میں ان کے انکار کرنے پر ان سے لڑوں گا عمرؓ نے کہا قسم ہے اللہ کی بات کچھ نہ تھی مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ خدا تعالےٰ نے ابوبکرؓ کے سینہ کو کھول دیا ہے لڑنے کے لیے پھر مجھ کو معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ کی رائے درست ہے اور وہ حق پر تھے۔ (بخاری ومسلم)

وجوبِ زکوٰۃ کا نصاب

زکوٰۃ ادا کرنا اس شخص پر فرض ہے جس شخص کے پاس دو صد درہم چاندی یا اس کی مالیت موجود ہو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

وَفِی الرِّقَّۃِ فِیْ مِائَتَیْ | چاندی کی زکوٰۃ دو سو درہم میں چالیسواں

دِرْهَمٍ، رُبُعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا۔ (کتاب الزکوٰۃ بلوغ المرام)

حصہ واجب ہوتی ہے اور اگر کسی شخص کے پاس ایک سو نوے درہم ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے ہاں، مالک اگر بخوشی دے تو درست ہے۔

دو سو درہم کا وزن ساڑھے باون ½۵۲ تولے چاندی ہے۔ ایک درہم کا وزن ۳ ماشے اور ⅕ ارتی ہے تو جس شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں اگر وہ بخوشی چاہے تو صدقہ دے سکتا ہے اگر نہ چاہے تو بے شک نہ دے۔ کیونکہ صدقہ وغیرہ کرنا بہتر ہے۔

نوٹ:۔ جس کے پاس ½۵۲ تولے چاندی ہو تو اسے چالیسواں حصہ ایک تولہ اور ¾ ۳ ماشے چاندی زکوٰۃ میں ادا کرنا پڑے گی۔ یا اس وقت جو چاندی کا ریٹ ہو گا کیونکہ قیمت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اس کی مالیت نقد رقم میں ادا کر دے اور آدمی پر زکوٰۃ اس وقت فرض ہو گی جب اس کے پاس ½۵۲ تولہ چاندی کی مالیت رقم ہو گی وگرنہ زکوٰۃ فرض نہیں ہو گی۔ مثلاً آج ایک تولہ چاندی کی قیمت پچاس روپے ہے تو ½۵۲ تولہ کی قیمت مبلغ ۲۶۲۵ روپے ہے۔ گویا جس کے پاس ۲۶۲۵ روپے ہوں گے تو اس پر زکوٰۃ فرض اور لاگو ہو گی وگرنہ فرض نہیں ہو گی۔ اور اگر کسی کے پاس اتنا روپیہ موجود ہے پھر وہ زکوٰۃ نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ کا فرمان سن لیں۔

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ (پ ۲۴، حٰم السجدۃ ۷)

یعنی مشرک لوگ وہ ہیں جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور قیامت کے دن کے بھی انکاری ہیں۔

قرآن کریم میں ایک جگہ ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ پارہ ۳۰ سورۃ والشمس یعنی اس نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا، اور وہ ہلاک ہوا جس نے اسے دبا دیا۔ اور آیت میں فرمایا قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ پارہ نمبر ۳۰ سورہ الاعلیٰ یعنی اس نے نجات حاصل کر لی جس نے پاکیزگی کی اور اپنے رب کا نام ذکر کیا پھر نماز ادا کی۔ اور جگہ ارشاد ہے هَلْ لَكَ إِلٰى أَنْ تَزَكّٰى ۝ پارہ نمبر ۳۰ سورۃ النّٰزعٰت کیا تجھے پاک ہونے کا خیال ہے؟ ان آیتوں میں زکوٰۃ یعنی پاکی سے مطلب نفس کو واہی

اخلاق سے دور کرنا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ۔ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ۔ (پ ۱۰، التوبۃ ۳۴، ۳۵)

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے جا رہے ہیں اور اسے فی سبیل اللہ خرچ نہیں کرتے تو آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیں قیامت کے روز اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا تو پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہی وہ مال ہے جسے تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا تو جسے تم جمع کرتے تھے اس کا عذاب چکھ لو۔

ان آیات میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کو اللہ تعالےٰ نے انتہائی سخت وعید سنائی ہے۔

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ کَنْزُ اَحَدِکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ یَفِرُّ مِنْہُ صَاحِبُہٗ وَھُوَ یَطْلُبُہٗ حَتّٰی یُلْقِمَہٗ اَصَابِعَہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ تمہارا خزانہ قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنے گا اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ اس کو ڈھونڈتا پھرتا ہے یہاں تک کہ اس کو پالے گا اور اس کی انگلیوں کو لقمہ بنائے گا۔ (احمد)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا

مَا مِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّي زَكٰوةَ مَالِهٖ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ عُنُقِهٖ شُجَاعًا ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ..... الْاٰيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

تو قیامت کے دن اس کے مال کا سانپ بنا کر اللہ تعالےٰ اس کی گردن میں لٹکا دے گا پھر آپ نے اس کے مطابق قرآن کی یہ آیت پڑھی۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ الخ

(ترمذی، نسائی۔ ابن ماجہ)

راہِ خدا میں خرچ نہ کرنا کفر کی علامت ہے

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ سورۃ یٰس پ ۲۳

اُن سے جب کہا جاتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے دیئے ہوئے میں سے کچھ دو! تو یہ کفّار ایمان والوں کو جواب دیتے ہیں ہم انھیں کیوں کھلائیں؟ جنہیں اگر خدا تعالےٰ چاہتا تو خود کھلا پلا دیتا تم تو ہو ہی کھلی غلطی میں۔

اُن کو جب کبھی راہِ خدا تعالےٰ میں خیرات کرنے کو کہا جاتا ہے، کہ خدا تعالےٰ نے جو تمہیں دیا ہے اس میں فُقراء، مساکین اور محتاجوں کا حصّہ بھی ہے۔ تو یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر خدا تعالےٰ کا ارادہ ہوتا تو ان غریبوں کو خود ہی دیتا۔ جب خدا تعالےٰ ہی کا ارادہ اُنہیں دینے کا نہیں تو ہم خدا تعالےٰ کے ارادے کے خلاف کیوں کریں؟ تم جو ہمیں خیرات کی نصیحت کر رہے ہو اُس میں بالکل غلطی پر ہو۔ ابن کثیر۔

کفار پر عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۔ (پارہ ۲۔ آیت ۱۶۱ تا ۱۶۲)

جو کفار اپنے کفر میں ہی مرجائیں ان پر خدا کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اس میں یہ ہمیشہ رہیں گے، اور ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ انہیں ڈھیل دی جائے گی۔

جو کفر کریں، تو بہ نصیب نہ ہو اور کفر کی حالت میں ہی مرجائیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہ لعنت ان پر چپک جاتی ہے اور قیامت تک ساتھ رہے گی اور دوزخ کی آگ میں لے جائے گی اور عذاب میں بھی ہمیشہ یہی رہے گا، نہ تو عذاب میں کبھی کمی ہو نہ کبھی موقوف ہو بلکہ ہمیشہ دوام کے ساتھ سخت سے سخت عذاب ہوتے رہیں گے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ ۔ (تفسیر ابن کثیر)

کافر کے اعمال راکھ کی طرح ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ پ۱۳، ابراہیم

ان لوگوں کی مثال جنھوں نے اپنے پالنے والے سے کفر کیا ان کے اعمال مثل اس راکھ کے ہیں جس پر تیز ہوا آندھی والے دن چلے جو ابھی انہوں نے کما اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے، یہی دور کی گمراہی ہے۔

جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ سخت ضرورت کے وقت خالی ہاتھ کھڑے رہ گئے۔ پس فرمان ہے کہ ان کافروں کی یعنی ان کے اعمال کی مثال قیامت کے دن جب کہ یہ پورے محتاج ہوں گے سمجھ رہے ہوں گے کہ اب بھی ہماری بھلائیوں کا بدلہ ہمیں ملا۔ لیکن کچھ نہ پائیں گے، مایوس رہیں گے۔ حسرت سے منہ تکنے لگیں گے۔ جیسے تیز آندھی والے دن ہوا راکھ کو اڑا کر ذرہ ذرہ ادھر اُدھر کر دے، اسی طرح ان کے اعمال اکارت ہو گئے۔ (ابن کثیر)

سفارش کن لوگوں کی نہیں ہوگی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اِلَّآ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ ۝ فِیْ جَنّٰتٍ یَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ ۝ وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ ۝ وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ۝ حَتّٰی اَتٰنَا الْیَقِیْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ ۝

(پ ۲۹ ع ۱۶ سورۃ المدثر آیت ۳۹ تا ۴۸)

مگر دائیں ہاتھ والے کہ وہ بہشتوں میں بیٹھے ہوئے گنہگاروں سے سوال کرتے ہوں گے کہ تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا ؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے ۔ نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہم بحث کرنے والے انکاریوں کا ساتھ دے کر بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے اور جزا سزا کے دن کو بھی ہم سچا نہیں جانتے تھے ۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی ۔ پس انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی ۔

اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال میں قیامت کے دن جکڑا بندھا ہوگا لیکن جن کے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ آیا ہے وہ جنت کے بالاخانوں میں چین سے بیٹھے ہوئے جہنمیوں کو بدترین عذابوں میں دیکھ کر ان سے پوچھیں گے کہ تم یہاں کیسے پہنچ گئے ؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نے نہ تو رب کی عبادت کی نہ مخلوق کے ساتھ احسان کیا ، بغیر علم کے جو زبان پر چڑھا ، بکتے رہے ، جہاں کسی کو اعتراض کرتے سنا ، ہم بھی ساتھ ہو گئے اور باتیں بنانے لگے ، اور قیامت کے دن کی تکذیب ہی کرتے رہے ، یہاں تک کہ موت آگئی یقین کے معنی موت کے اس آیت میں بھی ہیں وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ۝ یعنی موت کے وقت تک خدا کی عبادت میں لگا رہ اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی نسبت حدیث میں بھی یقین کا لفظ آیا ہے ۔ اب خدائے عالم فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کو کسی کی سفارش اور شفاعت نفع نہ دے گی اس لیے کہ شفاعت وہاں نافع ہوتی ہے جہاں محل شفاعت ہو لیکن جن کا دم بھی کفر پر نکلا ہو ان کے لیے شفاعت کہاں ؟ وہ ہمیشہ کے لیے ہاویہ میں گئے ۔

(تفسیر ابن کثیر)

خدائے عظیم پر ایمان نہ رکھنا

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۳۳ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۳۴

پ ۲۹ سورۃ الحاقہ ع ۴

بے شک یہ خدائے بزرگ پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہ دیتا تھا۔

یہ خدائے عظیم پر ایمان نہ رکھتا تھا، نہ مسکین کو کھلا دینے کی کسی کو رغبت دیتا تھا، یعنی نہ تو خدا کی اطاعت و عبادت کرتا تھا نہ مخلوقِ خدا کے حق ادا کر کے اُسے نفع پہنچاتا تھا۔ خدا کا حق تو مخلوق پر ہے کہ اس کی توحید کو مانیں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر حق یہ ہے کہ ایک دوسرے سے احسان و سلوک کریں، اور بھلے کاموں میں آپس میں ایک دوسرے کو امداد پہنچاتے رہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حقوق کو عموماً ایک ساتھ بیان فرمایا ہے، جیسے نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے وقت میں ان دونوں کو ایک ساتھ بیان فرمایا کہ نماز کی حفاظت اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ ابن کثیر

مالداروں کے مال میں سائل اور محروم کے حقوق

ارشاد خداوندی ہے:

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۱۹

سورۃ ذاریات پ ۲۶

اور ان کے مال میں مانگنے والوں کا اور سوال سے بچنے والوں کا حق تھا۔

یعنی ان کے مال میں ایک مقررہ حصہ مانگنے والوں اور ان حقداروں کا ہے جو سوال سے بچتے ہیں۔ ابوداؤد وغیرہ میں ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سائل کا حق ہے گو وہ گھوڑے پر سوار ہو۔ محروم وہ ہے جس کا کوئی حصہ بیت المال میں نہ ہو خود اس کے پاس کوئی کام کاج نہ ہو صنعت و حرفت یاد نہ ہو جس

سے روزی کما سکے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ کچھ سلسلہ کمانے کا کر رکھا ہے لیکن اتنا نہیں پاتے کہ انہیں کافی ہو جائے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مسکین وہ نہیں جو چکر لگاتے رہتے ہیں اور جنہیں ایک دو لقمہ یا ایک دو کھجوریں تم دے دیا کرتے ہو بلکہ حقیقتاً وہ لوگ مسکین ہیں جو اتنا نہیں پاتے کہ انہیں حاجت نہ رہے نہ اپنا حال وقال ایسا رکھتے ہیں کہ کسی پر ان کی حاجت و افلاس ظاہر ہو اور کوئی انہیں صدقہ دے (بخاری و مسلم) بحوالہ ابن کثیر

اور اسی بناء پر فرمایا اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ یعنی زکوٰۃ ادا کر کے انسان یہ نہ سمجھے کہ میں فارغ ہو گیا بلکہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حقوق ہیں اور اس آیت میں بھی اسی طرف اشارہ ہے وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ پارہ نمبر ۲ آیت ۱۷۷ رکوع نمبر ۶ یعنی باوجود محبت مال کے قرابتیوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں۔ سائلوں کو مال دیا اور گردنوں کے آزاد کرنے میں خرچ کیا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی۔

قارون مال کے نشے میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي

ہم نے اسے اس قدر خزانے دے رکھے تھے کہ کئی کئی طاقتور لوگ بمشکل اس کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے، ایک بار اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اترا مت اللہ تعالیٰ اترانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول اور جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی

الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ؀
پارہ نمبر ۲۰ سورۃ القصص ع ۸

سلوک کرتا رہ اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ رہ کر یقین مان کہ خدا تعالیٰ مفسدوں کو نا پسند رکھتا ہے۔

یہ مروی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ کے چچا کا لڑکا تھا۔ یہ دشمن خدا تعالیٰ بھی منافق ہو گیا تھا۔ تھا چونکہ بہت مالدار اس لیے بھول گیا تھا اور خدا تعالیٰ کو بھول بیٹھا تھا قوم میں عام طور پر جس لباس کا دستور تھا اس نے اس سے بالشت بھر نیچا لباس بنوایا تھا جس سے اس کا غرور اور اس کی دولت ظاہر ہو۔ اس کے پاس اس قدر مال تھا کہ اس کے خزانے کی کنجیاں اُٹھانے پر قوی مردوں کی ایک جماعت مقرر تھی۔ اس کے بہت سے خزانے تھے، ہر خزانہ کی کنجی الگ تھی جو بالشت بھر کی تھی۔ جب یہ کنجیاں اس کی سواری کے ساتھ خچروں پر لادی جاتیں تو اس کے لیے ساٹھ پنجکلیاں خچر مقرر تھے، واللہ اعلم۔ قوم کے بزرگ اور نیک لوگوں اور عالموں نے جب اس کی سرکشی اور تکبر حد سے بڑھتے دیکھا تو اسے نصیحت کی کہ اتنا نہ اکڑ اس قدر غرور نہ کر اللہ تعالیٰ کا ناشکرا نہ بن ورنہ خدا تعالیٰ کی محبت سے دور ہو جائے گا۔ قوم کے واعظین نے کہا کہ یہ جو خدا کی نعمتیں تیرے پاس ہیں انہیں خدا کی رضا مندی کے کاموں میں خرچ کر تاکہ آخرت میں بھی تیرا حصہ ہو جائے۔ یہ ہم نہیں کہتے کہ دنیا میں کچھ عیش و عشرت ہی نہ کر، بلکہ اچھا کھا، اچھا پی، اچھا پہن، اچھا اوڑھ، جائز نعمتوں سے فائدہ اٹھا، نکاح سے راحت اٹھا، حلال چیزیں استعمال کر، لیکن جہاں اپنا خیال رکھے وہاں مسکینوں کا بھی خیال رکھ جہاں اپنے نفس کو نہ بھول وہاں خدا تعالیٰ کے حق بھی فراموش نہ کر تیرے نفس کا بھی حق ہے تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے تیرے بال بچوں کا بھی تجھ پر حق ہے مسکین غریب کا بھی تیرے مال میں ساجھا ہے، ہر حقدار کا حق ادا کر اور جیسے خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ سلوک کیا ہے تو اوروں کے ساتھ سلوک و احسان کر اپنے اس مفسدانہ رویّہ کو بدل ڈال اللہ کی مخلوق کی ایذا رسانی سے باز آجا، اللہ تعالیٰ فسادیوں سے محبت نہیں رکھتا۔ (ابن کثیر)

قارون کی کوئی جماعت مدد نہ کر سکی

ارشاد ربانی ہے۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۣ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ

آخر ش ہم نے اُسے اُس کے محل سمیت زمین میں دھنسا دیا اور خدا کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد کیلئے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ پارہ ۲۰ سورت القصص ع ۸

تیار نہ ہوئی نہ وہ خود اپنے بچانے والوں میں سے ہو سکا۔ اور جو لوگ کل اس کے مرتبہ پر پہنچنے کی آرزو مندیاں کر رہے تھے وہ آج کہنے لگے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی، اگر اللہ تعالیٰ ہم پر فضل نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا، کیا دیکھتے نہیں ہو کہ ناشکروں کو کبھی کامیابی نہیں ہوتی۔

یعنی سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب قارون کی سواری اس طمطراق سے نکلی سفید قیمتی خچر پر بیش بہا پوشاک پہنے سوار تھا اس کے غلام بھی سب کے سب ریشمی لباسوں میں تھے۔ ادھر حضرت موسیٰ تقریر کر رہے تھے بنی اسرائیل کا مجمع تھا یہ جب وہاں سے نکلا تو سب کی نگاہیں اس پر اور اس ..... کی دھوم دھام پر لگ گئیں حضرت موسیٰ نے اسے دیکھ کر پوچھا آج اس طرح کیسے نکلے ہو؟ اس نے کہا بات یہ ہے کہ ایک بات خدا تعالیٰ نے تمہیں دے رکھی ہے اور ایک فضیلت مجھے دے رکھی ہے اگر تمہارے پاس نبوت ہے تو میرے پاس یہ جاہ و حشم ہے اور اگر آپ کو میری فضیلت میں شک ہو تو میں تیار ہوں کہ آپ اور میں چلیں اور خدا تعالیٰ سے دعا کریں دیکھ لیجئے کہ خدا تعالیٰ کس کی دعاء قبول فرماتا ہے۔ آپؑ اس بات پر آمادہ ہو گئے اور اسے لے کر چلے حضرت موسیٰ نے فرمایا اب پہلے میں دعاء کروں یا تو کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں میں کروں گا۔ اب اس نے دعاء مانگنی شروع کی ختم کر لی لیکن قبول نہ ہوئی۔ حضرت موسیٰ نے کہا اب میں دعاء کرتا ہوں۔ اس نے کہا ہاں کیجئے۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی کہ خدایا! زمین کو حکم کر کہ جو میں کہوں مان لے، اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعاء قبول فرمائی اور وحی آئی کہ میں نے زمین کو تیری اطاعت کا حکم دے دیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ سن کر زمین سے فرمایا اے زمین! اسے

اور اس کے لوگوں کو پکڑ لے

وہیں یہ لوگ اپنے قدموں تک زمین میں دھنس گئے آپؑ نے فرمایا اور پکڑ لے یہ اپنے گھٹنوں تک دھنس گئے

آپؑ نے فرمایا اور پکڑ، یہ مونڈھوں تک زمین میں دھنس گئے پھر فرمایا ان کے خزانے اور ان کے مال بھی یہیں لے آ۔ اسی وقت ان کے کل خزانے اور تمام مال آ گئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے ان سب کو دیکھ لیا، پھر آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ان کو ان کے خزانوں سمیت اپنے اندر کر لے، اسی وقت یہ سب غارت ہو گئے اور زمین جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی۔ مروی ہے کہ ساتویں زمین تک یہ لوگ یونہی دھنستے چلے گئے۔ یہ قول بھی ہے کہ ہر روز یہ لوگ بقدر قدِ انسان نیچے کی طرف دھنستے جا رہے ہیں قیامت تک اسی عذاب میں رہیں گے۔ قارون کے اس دھنسائے جانے کو دیکھ کر وہ جو اس جیسا بننے کی امیدیں کر رہے تھے کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالےٰ کا لطف و احسان ہم پر نہ ہوتا تو ہماری اس تمنا کے بدلے جو ہمارے دل میں تھی کہ کاش ہم بھی ایسے ہی ہوتے آج اللہ تعالےٰ ہمیں بھی اس کے ساتھ دھنسا دیتا وہ کافر تھا اور کافر خدا تعالےٰ کے ہاں فلاح کے لائق نہیں ہوتے۔ انہیں دنیا میں کامیابی ملے نہ آخرت میں ہی چھٹکارا پائیں۔ ابن کثیر

حقداروں پر مال تقسیم نہ کرنے والے کا انجام

ارشاد خداوندی ہے

مَآ اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۚ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۙ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ؕ

پ ۲۹ سورۃ الحاقۃ ع ۱

میرے مال نے بھی مجھے کچھ نفع نہ دیا۔ میرا غلبہ بھی مجھ سے جاتا رہا (حکم ہو گا) اسے پکڑ لو، پھر اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز کی ہے جکڑ دو۔

اللہ تبارک و تعالےٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اسے پکڑ لو، اور اس کے گلے میں طوق ڈال دو، اور اسے جہنم میں لے جاؤ، اور اس میں پھینک دو۔

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ چار لاکھ فرشتے اس کی طرف دوڑیں گے اور کوئی چیز باقی نہ رہے گی مگر اسے توڑ پھوڑ دیں گے۔ یہ کہے گا تمہیں مجھ سے کیا تعلق؟ وہ کہیں گے خداوند تبارک و تعالےٰ تجھ پر غضب ناک ہے اور اس وجہ سے ہر چیز تجھ پر غضہ میں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ اور ابن جریج فرماتے ہیں یہ ناپ فرشتوں کے ہاتھ کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان ہے کہ یہ زنجیریں اس کے جسم میں پرو دی جائیں گی، پاخانہ کے راستہ سے ڈالی جائیں گی اور منہ سے نکالی جائیں گی، اور اس طرح آگ میں بھونا جائے گا جیسے سیخ میں کباب اور تیل میں ٹڈی۔ یہ بھی مروی ہے کہ پیچھے سے یہ زنجیریں ڈالی جائیں گی اور ناک کے دونوں نتھنوں سے نکالی جائیں گی جس سے کہ وہ پیروں کے بل کھڑا ہی نہ ہو سکے گا۔ مسند احمد کی مرفوع حدیث میں ہے کہ اگر کوئی بڑا سا پتھر آسمان سے پھینکا جائے تو زمین پر وہ ایک رات میں آجائے لیکن اگر اسی کو جہنمیوں کے باندھنے کی زنجیر کے سرے پر سے چھوڑا جائے تو دوسرے سرے تک پہنچنے میں چالیس سال لگ جائیں گے۔ یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے اور امام ترمذی اسے حسن بتلاتے ہیں۔ ابن کثیر

سخی اور کنجوس کی بات چیت

ارشادِ ربانی ہے

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ
جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ
أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا
بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝٣٢ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ
آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ
شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۝٣٣
وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ
وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ
مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ۝٣٤ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ
وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ قَالَ مَا
أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ۝٣٥
وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً

انہیں ان دو شخصوں کی مثال بھی سنا دے جن میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگوروں کے دے رکھے تھے جنہیں کھجوروں کے درختوں سے ہم نے گھیر رکھا تھا اور دونوں کے درمیان کھیتی پیدا کر دی تھی دونوں باغ اپنا پھل خوب لاتے تھے اس میں کوئی کمی نہ تھی ہم نے ان باغوں کے درمیان نہر جاری کر رکھی تھی۔ الغرض اس کے پاس میوے تھے، ایک دن اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے ساتھی سے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور جتھے کے اعتبار سے بھی زیادہ عزت والا ہوں یہ اپنے باغ میں گیا اور تھا اپنی جان پر ظلم کرنے والا کہنے لگا میں خیال نہیں کر سکتا کہ کسی وقت بھی یہ برباد ہو جائے اور نہ میں قیامت قائم ہونے والی خیال کرتا ہوں اور اگر

وَّلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ۝٣٦ پارہ نمبر ۱۵ سورۃ الکہف

بالفرض میں اپنے رب کی طرف گیا بھی تو یقیناً میں اس لوٹنے کی جگہ اس سے بھی زیادہ بہتر پاؤں گا۔

یعنی کہ دو شخص تھے جن میں سے ایک مالدار تھا انگوروں کے باغ ارد گرد کھجوروں کے درخت درمیان میں کھیتی درخت پھلے ہوئے بیلیں ہری کھیتی سبز پھل پھول بھرپور نقصان کسی قسم کا نہیں ادھر اُدھر نہریں جاری ہیں۔ اُس کے پاس ہر وقت طرح طرح کی پیداوار موجود مالدار شخص۔ اس کی دوسری قراءت ثُمُرٌ بھی ہے یہ جمع ہے ثَمَرَۃٌ کی جیسے خَشَبَۃٌ کی جمع خُشُبٌ الغرض اس نے ایک دن اپنے ایک دوست سے فخر و غرور کرتے ہوئے کہا کہ میں مالداری میں عزت و اولاد میں جاہ و حشم میں نوکر چاکر میں تجھ سے زیادہ حیثیت والا ہوں ایک فاجر شخص کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ دنیا کی یہ چیزیں اس کے پاس بکثرت ہوں۔ یہ اپنے باغ میں گیا اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا یعنی تکبر جبر انکار قیامت اور کفر کرتا ہوا اس قدر مست تھا کہ اس کی زبان سے نکلا ناممکن ہے میری یہ لہلہاتی کھیتیاں یہ پھلدار درخت یہ جاری نہریں یہ سرسبز بیلیں کبھی فنا ہو جائیں حقیقت میں یہ اس کی کم عقلی اور بے ایمانی اور دنیا کی خرمستی اور خدا کے ساتھ کفر کی وجہ تھی اسی لیے کہہ رہا ہے کہ میرے خیال سے تو قیامت آنے والی نہیں، اور اگر بالفرض آئی بھی تو ظاہر ہے کہ خدا کا میں پیارا ہوں ورنہ وہ مجھے اس قدر مال و متاع کیسے دیدیتا؟ تو وہاں بھی وہ مجھے اس سے بھی بہتر عطا فرمائے گا جیسے اور آیت میں ہے وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ پارہ نمبر ۲۵ سورۃ حٰم السجدہ رکوع ۶ آیت ۵۰ اگر میں لوٹایا گیا تو وہاں میرے لیے اور اچھائی ہوگی۔ اور آیت میں ارشاد ہے أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ پارہ نمبر ۱۶ رکوع سورت مریم آیت ۷۷ یعنی تو نے اُسے بھی دیکھا۔ جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور باوجود اس کے اس کی تمنا یہ ہے کہ مجھے قیامت کے دن بھی بہ کثرت مال و اولاد ملے گی۔ یہ خدا کے سامنے دلیری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر باتیں بناتا ہے۔

کافر کے باغ کا انجام

ارشاد ربانی ہے

قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ
أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ
ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۝۳۷
لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي
أَحَدًا ۝۳۸ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ
قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا ۝۳۹
فَعَسَىٰ رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِنْ
جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا
مِنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۝۴۰
أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ
طَلَبًا ۝۴۱

اس کے ساتھی نے اس سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ کیا تو اس خدا سے کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا ہے لیکن میں تو عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہی اللہ میرا پروردگار ہے میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں گا۔ تو اپنے باغ میں جاتے وقت کیوں نہ کہا کہ خدا کا چاہا ہونے والا ہے کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے اگرچہ تو مجھے مال و اولاد میں اپنے سے کم دیکھ رہا ہے مگر بہت ممکن ہے کہ میرا رب مجھے تیرے اس باغ سے بھی بہتر دے اور اس پر آسمانی عذاب بھیج دے تو یہ چٹیل اور پھسلنا میدان بن جائے یا اس کا پانی خشک ہو جائے اور تیرے بس میں نہ رہے کہ تو اسے ڈھونڈ لائے۔

اس کافر مالدار کو جو جواب اس مومن مفلس نے دیا اس کا بیان ہو رہا ہے کہ کس طرح اس نے وعظ و پند کی ایمان و یقین کی ہدایت کی اور گمراہی اور غرور سے ہٹانا چاہا۔ فرمایا کہ تو خدا کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے انسانی پیدائش مٹی سے شروع کی پھر اس کی نسل ملے جلے پانی سے جاری رکھی۔ جیسے آیت كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ الخ میں ہے کہ تم خدا کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو؟ تم تو مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا تم اس کی ذات کا اس کی نعمتوں کا انکار کیسے کر سکتے ہو؟ اس کی نعمتوں کے اس کی قدرتوں کے بے شمار نمونے خود تم میں اور تم پر موجود ہیں کون نادان ایسا ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ وہ پہلے کچھ نہ تھا اللہ تعالٰی نے اسے موجود کر دیا۔ وہ خود بہ خود اپنے ہونے پر قادر نہ تھا۔ اللہ تعالٰی نے اس کا وجود پیدا کیا پھر وہ انکار کے لائق کیسے ہو گیا؟ اس کی توحید الوہیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔

میں تو تیرے مقابلہ میں کھلے الفاظ میں کہہ رہا ہوں کہ میرا رب وہی اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے میں اپنے رب کے ساتھ مشرک بننا ناپسند کرتا ہوں۔ پھر اپنے ساتھی کو نیک رغبت دلانے کے لیے کہتا ہے کہ اپنی لہلہاتی ہوئی کھیتی اور ہرے بھرے میووں سے لدے باغ کو دیکھ کر تو خدا کا شکر کیوں نہیں کرتا؟ کیوں ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

نہیں کہتا ؟

مسند احمد میں ہے حضورؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت کا ایک خزانہ بتلا دوں ؟ وہ خزانہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا ہے۔ اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے میرے اس بندے نے مان لیا اور سونپ دیا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے پھر پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا صرف لاحول الخ نہیں بلکہ وہ جو سورۂ کہف میں ہے یعنی مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پھر فرمایا کہ اس نیک شخص نے کہا کہ مجھے اللہ تعالےٰ سے اُمید ہے کہ وہ مجھے آخرت کے دن بہتر نعمتیں عطا فرمائے اور تیرے اس باغ کو جسے تو ہمیشگی والا سمجھے بیٹھا ہے تباہ کر دے آسمان سے اُس پر عذاب بھیج دے، زور کی بارش آندھی کے ساتھ آئے تمام کھیت اور باغ پٹ ہو جائے، سوکھی صاف زمین رہ جائے گویا کہ کبھی یہاں کوئی چیز اُگی ہی نہیں تھی۔ یا اس کی نہروں کا پانی دھنسا دے۔ غور مصدر ہے معنی میں "غائر" کے، بطور مبالغے کے لایا گیا ہے۔

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ پ۱۵ سورت کہف ع ۱۷

اُس کے سارے پھل گھیر لیے گئے پس وہ اپنے اس خرچ پر جو اس نے اس میں کیا تھا اپنے ہاتھ ملنے لگا اور وہ باغ تو اوندھا اُلٹا پڑا ہوا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرتا اسکی حمایت میں کوئی جماعت نہ اُٹھی کہ اللہ سے اس کا کوئی بچاؤ کرتی اور نہ وہ خود ہی بدلہ لینے والا بن سکا۔ یہیں سے ثابت ہے کہ اختیارات اس اللہ تعالےٰ ہمیشگی والے کے ہی ہیں وہ ثواب دینے کے اور انجام کے اعتبار سے بہت ہی بہتر ہے

اُس کا کُل مال کل پھل غارت ہو گیا وہ مؤمن اُسے جس بات

موحّد اور مُشرک کی مثال

ارشاد ربّانی ہے

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۲۹

پ ۲۳ سورت زمر ع

سنو! اللہ تعالےٰ مثال بیان فرما رہا ہے ایک وہ شخص جس میں بہت سے مختلف ساجھی ہیں اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا غلام ہے۔ کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں؟ اللہ تعالےٰ ہی کے لیے سب تعریف ہے۔ بات یہ ہے اُن کے اکثر لوگ بےعلم ہیں

جناب باری عز اسمہٗ موحد اور مُشرک کی مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک تو وہ غلام جس کے مالک بہت سارے ہوں اور وہ بھی آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں، اور دوسرا وہ غلام جو خالص صرف ایک ہی شخص کی ملکیت کا ہو، اس کے سوا اس پر دوسرے کسی کا کوئی اختیار نہ ہو، کیا یہ دونوں تمہارے نزدیک یکساں ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح موحد جو صرف ایک اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہی عبادت کرتا ہے اور مُشرک جس نے اپنے معبود بہت سے بنا رکھے ہیں۔ ان دونوں میں بھی کوئی نسبت نہیں۔ کہاں یہ مخلص موحد؟ کہاں یہ دربدر بھٹکنے والا مُشرک؟ (اس ظاہر باہر روشن اور صاف مثال کے بیان پر بھی ربّ العالمین کی حمد وثنا بیان کرنی چاہیئے کہ اس نے اپنے بندوں کو اس طرح سمجھا دیا کہ حقیقت بالکل عیاں ہوگئی، شرک کی بدی اور توحید کی خوبی اچھی طرح ذہن نشین ہوگئی۔ اب رب تعالےٰ کے ساتھ وہی لوگ شرک کریں گے جو یکسر بےعلم ہوں، جن میں سمجھ بوجھ بالکل ہی نہ ہو۔

امام ابن مندہؒ اپنی کتاب الرّوح" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت لاتے ہیں کہ لوگ قیامت کے دن جھگڑیں گے، یہاں تک کہ روح اور جسم کے درمیان بھی جھگڑا ہوگا۔ رُوح تو جسم کو الزام دے گی کہ تُو نے یہ سب برائیاں کیں اور جسم رُوح سے کہے گا کہ ساری چاہت اور شرارت تیری ہی تھی۔ ایک فرشتہ اُن میں فیصلہ کرے گا۔ وہ کہے گا سنو! ایک آنکھوں والا انسان ہے لیکن اپاہج بالکل لُولا لنگڑا، چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ دوسرا آدمی اندھا ہے لیکن اُس کے پیر سلامت ہیں چلتا پھرتا ہے یہ دونوں ایک باغ میں ہیں۔ لنگڑا اندھے سے کہتا ہے، بھائی یہ باغ تو میووں اور پھلوں سے لدا ہوا ہے لیکن میرے تو پاؤں نہیں جو میں جاکر یہ پھل توڑلوں۔ اندھا جواب دیتا ہے کہ آؤ میرے پاؤں ہیں مَیں تجھے اپنی پیٹھ پر چڑھا لیتا ہوں اور لے چلتا ہوں۔ چنانچہ یہ دونوں اس طرح پہنچے اور خوب مرضی کے مطابق پھل توڑے۔ بتلاؤ ان دونوں میں مُجرم کون ہے؟ جسم اور رُوح دونوں جواب دیتے ہیں کہ جُرم دونوں کا ہے۔ فرشتہ کہتا ہے بس اب تو تم نے اپنا فیصلہ آپ کر دیا یعنی جسم گویا سواری ہے اور رُوح اس پر سوار ہے۔ ابن کثیر۔

کیا انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے ؟

ارشاد باری تعالےٰ

قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۖ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ (پارہ ۲۶ سورۃ احقاف)

تو کہہ بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا ٹکڑا بنایا ہے ؟ یا آسمانوں میں ان کا کون ساحصہ ہے ؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کی کوئی کتاب یا کوئی نقلی علم ہی میرے پاس لاؤ اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا ؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں اور جب لوگوں کا حشر کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے ۔

ان مشرکین سے پوچھو تو کہ خدا کے سوا جن کے نام تم جپتے ہو جنہیں تم پکارتے ہو اور جن کی عبادت کرتے ہو ذرا مجھے بھی تو ان کی طاقت قدرت دکھاؤ بتلاؤ تو زمین کے کس ٹکڑے کو خود انہوں نے بنایا ہے ؟ یا ثابت تو کرو کہ آسمانوں میں ان کی شرکت کتنی ہے اور کہاں ہے ؟ حقیقت یہ ہے کہ آسمان ہوں یا زمینیں ہوں یا اور چیزیں ہوں اُن سب کا پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے بجز اس کے کسی کو ایک ذرے کا بھی اختیار نہیں ۔ تمام ملک کا مالک وہی ہے ہر چیز پر کامل تصرف اور قبضہ رکھنے والا وہی ہے ۔ تم اس کے سوا دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہو ؟ کیوں اس کے سوا دوسروں کو اپنی مصیبتوں میں پکارتے ہو ؟ تمہیں یہ تعلیم کس نے دی ؟ کس نے یہ شرک تمہیں سکھایا ؟ دراصل کسی بھلے اور سمجھدار شخص کی یہ تعلیم نہیں ہو سکتی ۔ نہ خدا نے یہ تعلیم دی ہے ۔ اگر تم خدا کے سوا اوروں کی پوجا پر کوئی آسمانی دلیل رکھتے ہو تو اچھا اس کتاب کو تو جانے دو اور کوئی آسمانی صحیفہ ہی پیش کردو ۔ اچھا نہ سہی اپنے اس

مسلک پر کوئی اور دلیل علم ہی قائم کرو۔ لیکن یہ تو جب ہو سکتا ہے کہ تمہارا یہ فعل صحیح بھی ہو، اس باطل فعل پر تو نہ تم کوئی نقلی دلیل پیش کر سکتے ہو نہ عقلی، اس سے بڑھ کر کوئی راہ گم کردہ نہیں جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پکارے اور ان سے حاجتیں طلب کرے، جن حاجتوں کے بر لانے کی اُن میں طاقت ہی نہیں بلکہ وہ تو اس سے بھی بے خبر ہیں کہ کوئی انہیں پکار رہا ہے، قیامت تک یہ پکارتے رہیں لیکن وہ غافل ہی ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں محض بے خبر ہیں نہ کسی چیز کو لے دے سکتے ہیں اس لیے کہ وہ تو پتھر ہیں، جمادات میں سے ہیں۔ قیامت کے دن جب سب لوگ اکٹھے کیئے جائیں گے تو یہ معبودانِ باطل اپنے عابدوں کے دشمن بن جائیں گے اور اس بات سے کہ یہ لوگ ان کی پوجا کرتے تھے صاف انکار کر جائیں گے جیسے اللہ عزوجل کا اور جگہ ارشاد ہے:۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِہَۃً الخ یعنی ان لوگوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کی عزت کا باعث بنیں۔ واقعہ ایسا نہیں بلکہ وہ تو انکی عبادت کا انکار کر جائیں گے اور ان کے پورے مخالف ہو جائیں گے۔ یعنی جب کہ یہ ان کے پورے محتاج ہوں گے اس وقت وہ ان سے مُنہ پھیر لیں گے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی امت سے فرمایا تھا: اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْثَانًا الخ یعنی تم نے اللہ کے سوا بتوں سے جو تعلقات دنیا میں قائم کر لیے ہیں اس کا نتیجہ قیامت کے دن دیکھ لوگے جب کہ تم ایک دوسرے سے انکار کر جاؤ گے اور تمہاری جگہ جہنم مقرر اور متعین ہو جائے گی اور تم اپنا مددگار کسی کو نہ پاؤ گے۔؛ ابن کثیر

مکڑی کی مثال

ارشاد خداوندی ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَاءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا ط وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ ط وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

جن لوگوں نے اللہ تعالٰے کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے۔ حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ بودا گھر مکڑی کا گھر ہی ہے۔ کاش کہ وہ جان لیتے۔ اللہ تعالیٰ اُن تمام چیزوں کو جانتا ہے جنہیں وہ اس کے سوا پکار رہے ہیں۔ وہ زبردست اور ذی حکمت ہے۔

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ۝ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت ع ۱۵

ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لیے بیان فرما رہے ہیں۔ انہیں صرف علم والے ہی جانتے ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالٰے رب العالمین کے سوا اوروں کی پرستش اور پوجا پاٹ کرتے ہیں اُن کی کمزوری اور بے علمی کا بیان ہو رہا ہے۔ یہ ان سے مدد کے لیے اور روزی کی تنگی میں کام آنے کے امیدوار رہتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی مکڑی کے جالے میں بارش اور دھوپ اور دوسری چیزوں سے پناہ چاہے۔ اگر ان میں علم ہوتا تو یہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے امیدیں وابستہ نہ کرتے پس ان کا حال ایمانداروں کے حال کے بالکل برعکس ہے۔ وہ ایک مضبوط کڑے کو تھامے ہوئے ہیں اور یہ مکڑی کے جالے میں اپنا سر چھپائے ہوئے ہیں۔ اس کا دل خدا تعالٰے کی طرف اس کا جسم اعمالِ صالحہ کی طرف مشغول ہے اور اس کا دل مخلوق کی طرف اور جسم اُس کی پرستش کی طرف جُھکا ہُوا ہے۔ پھر اللہ تعالٰے مُشرکوں کو ڈرا رہا ہے کہ وہ ان سے ان کے شرک سے اور ان کے جھوٹے معبودوں سے خوب آگاہ ہے۔ انہیں ان کی شرارت کا وہ مزہ چکھائے گا کہ یہ یاد کریں۔ انہیں ڈھیل دینے میں بھی اس کی مصلحت و حکمت ہے۔ نہ یہ کہ وہ علیم خدا تعالٰے ان سے بے خبر ہو۔ ہم نے تو مثالوں سے بھی مسائل سمجھا دیئے لیکن انکے سوچنے سمجھنے کا مادہ ان میں غور و فکر کرنے کی توفیق صرف باعمل علماء کو ہوتی ہے جو اپنے علم میں پورے ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہُوا کہ خدا تعالٰے کی بیان کردہ مثالوں کو سمجھ لینا سچے علم کی دلیل ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک ہزار مثالیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی سمجھی ہیں (مسند احمد) اس سے آپؓ کی فضیلت اور آپؓ کی علمیت ظاہر ہے۔ حضرت عمرو بن مُرّہ فرماتے ہیں کہ کلام اللہ شریف کی جو آیت میری تلاوت میں آئے اور اس کا تفصیلی معنی مطلب میری سمجھ میں نہ آئے تو میرا دل دُکھتا ہے مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے اور میں ڈرنے لگتا ہوں کہ کہیں خدا تعالٰے کے نزدیک میری گنتی جاہلوں میں تو نہیں ہو گئی کیونکہ فرمانِ خدا تعالٰی یہی ہے کہ ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں لیکن سوائے عالموں کے انہیں دوسرے سمجھ نہیں سکتے۔ ابن کثیر

ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے

ارشاد خداوندی ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (سورۃ حج پ۱۷)

لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے ذرا کان لگا کر سن تو لو خدا کے سوا جن جن کو تم پکار رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے انہوں نے اللہ کے مرتبہ کے مطابق اسکی قدر جانی ہی نہیں اللہ تعالٰی بڑا ہی زور و قوت والا ہے اور غالب و زبردست ہے

خدا کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کی کمزوری اور ان کے پجاریوں کی کم عقلی بیان ہو رہی ہے کہ اے لوگو! یہ جاہل جن کی عبادت خدا کے سوا کرتے ہیں رب کے ساتھ یہ جو شرک کرتے ہیں ان کی ایک مثال نہایت عمدہ اور بالکل مطابق واقعہ بیان ہو رہی ہے۔ ذرا توجہ سے سنو! کہ ان کے تمام کے تمام بت ٹھاکر وغیرہ جنہیں یہ خدا کے شریک ٹھہرا رہے ہیں جمع ہو جائیں اور ایک مکھی بنانا چاہیں تو سارے عاجز آجائیں گے اور ایک مکھی بھی پیدا نہ کر سکیں گے۔ مسند احمد کی حدیث قدسی میں فرمان خدا ہے اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح کسی کو بنانا چاہتا ہے اگر واقعہ میں کسی کو یہ قدرت حاصل ہے تو ایک ذرہ یا ایک مکھی یا ایک دانہ اناج کا ہی خود بنا دیں صحیحین میں الفاظ یوں ہیں کہ وہ ایک ذرہ یا ایک جَو ہی بنا دیں۔ اچھا اور بھی ان کے معبودان باطل کی کمزوری اور ناتوانی سنو! کہ یہ ایک مکھی کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے وہ ان کا حق ان کی چیز ان سے چھینے چلی جا رہی ہے یہ بے بس ہیں یہ بھی تو نہیں کر سکتے کہ اس سے اپنی چیز ہی واپس لے لیں۔ بھلا مکھی جیسی حقیر اور کمزور مخلوق سے بھی جو اپنا حق نہ لے سکے اس سے بھی زیادہ کمزور بودا ضعیف ناتواں بے بس اور گرا پڑا کوئی اور ہو سکتا ہے؟ اور اللہ بے انداز قوت رکھنے والا ہے سب کچھ اس کے سامنے پست ہے کوئی اس کے ارادے کو بدلنے والا اس کے فرمان کو ٹالنے والا، اس کی عظمت اور سلطنت کا مقابلہ کرنے والا نہیں وہ واحد و قہار ہے

تفسیر ابن کثیر

ایک مکھی کا چڑھاوا جہنم کا سبب بن گیا

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فِيْ ذُبَابٍ وَدَخَلَ النَّارَ رَجُلٌ فِيْ ذُبَابٍ قَالُوْا وَكَيْفَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَرَّ رَجُلَانِ عَلٰى قَوْمٍ لَهُمْ صَنَمٌ لَا يَجُوْزُهُ اَحَدٌ حَتّٰى يُقَرِّبَ لَهُ شَيْئًا قَالُوْا لِاَحَدِهِمَا قَرِّبْ قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْئٌ اُقَرِّبُ قَالُوْا لَهُ قَرِّبْ وَلَوْ ذُبَابًا فَقَرَّبَ ذُبَابًا فَخَلَّوْا سَبِيْلَهُ فَدَخَلَ النَّارَ وَقَالُوْا لِلْاٰخَرِ قَرِّبْ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُقَرِّبَ لِاَحَدٍ شَيْئًا دُوْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَضَرَبُوْا عُنُقَهُ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ

(رواہ الامام احمد فی کتاب الزھد ص ۱۵۔ وابو نعیم فی الحلیۃ ج ا ص ۲۰۳)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دو شخصوں کا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مکھی کی وجہ سے ایک آدمی جنت میں گیا اور ایک آدمی واصل جہنم ہو گیا" صحابہ کرام نے استفسار کیا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا "دو شخص ایک بت کے پاس سے گزرے۔ بت پرستوں نے دونوں کو روک لیا اور کہنے لگے "جب تک تم ہمارے بت پر کوئی چڑھاوا نہیں چڑھاؤ گے اس وقت تک نہیں جانے دیا جائے گا" انہوں نے کہا "ہمارے پاس تو چڑھاوے کے لیے کوئی چیز ہی نہیں ہے" بت پرستوں نے کہا "ایک مکھی کا ہی چڑھاوا دے دو!" چنانچہ ان میں سے ایک نے ایک مکھی کا چڑھاوا دے دیا۔ بت پرستوں نے اُسے چھوڑ دیا لیکن وہ شخص جہنم میں گیا۔ دوسرے شخص نے کہا کہ "میں تو اللہ کے سوا کسی بت کو نہیں مانتا، میں کوئی چیز بھی غیر اللہ کی نذر دینے کے لیے تیار نہیں" ان بت پرستوں نے اس شخص کو مار ڈالا۔ مگر یہ شخص جنت میں گیا"

شرک کرنے سے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں

ارشاد ربانی ہے۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْۗنِّىْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

پارہ نمبر ۲۴ سورۃ زمر رکوع ۶

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے آسمانوں اور زمینوں کی کنجیوں کا مالک وہی ہے جن جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی خسارہ پانے والے ہیں تو کہہ دے اے جاہلو! کیا تم مجھ سے خدا کے سوا اوروں کی عبادت کو کہتے ہو ؟ یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں ہو جائے گا بلکہ تو اللہ کی عبادت کرتا رہ اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔

یعنی تمام جاندار اور بے جان چیزوں کا خالق مالک رب اور متصرف اللہ تعالیٰ اکیلا ہی ہے ہر چیز اس کی ماتحتی میں اور اس کے قبضے میں اور اس کی تدبیر میں ہے۔ سب کا کارساز اور وکیل وہی ہے۔ تمام کاموں کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے زمین و آسمان کی کنجیوں اور ان کے خزانوں کا وہی تنہا مالک ہے۔ حمد و ستائش کے قابل اور ہر چیز پر قادر وہی ہے۔ کفر و انکار کرنے والے بڑے ہی گھاٹے اور نقصان میں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مشرکین نے آپ سے کہا آؤ تم ہمارے معبودوں کی پوجا کرو اور ہم تمہارے رب کی پرستش کریں گے اس پر آیت قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ سے مِنَ الْخٰسِرِيْنَ تک نازل ہوئی۔ یہی مضمون اس آیت میں بھی ہے۔ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پ، سورۃ انعام ۸۹) اوپر انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے پھر فرمایا ہے اگر بالفرض یہ انبیاء بھی شرک کریں تو انکے تمام اعمال اکارت اور ضائع ہو جائیں یہاں بھی فرمایا کہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی طرف ہم نے یہ وحی

بھیجدی ہے کہ جو بھی شرک کرے اس کے عمل غارت، اور وہ نقصان یافتہ اور زیاں کار۔ پس تجھے چاہیے کہ تو خلوص کے ساتھ خدائے واحد و لاشریک کی عبادت میں لگا رہ اور اس کا شکر گزار رہ۔ تو بھی اور تیرے ماننے والے مسلمان بھی :- ابن کثیر

مُشرک کی تباہی کی مثال

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں :

حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ (پ الحج - ۳۱)

پس خالص خدا کے ہی رہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے وہ آسمان سے گر پڑا ہو۔ پھر راہ میں پرندے اس کو اچک لیں یا آندھی اس کو اڑا کر کہیں دور پھینک دے

یعنی کافر کی روح کو لے کر جب فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو اس کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے اور وہیں سے اسے پھینک دیا جاتا ہے اسی کا بیان کا فرمندہ جب دنیا کی آخری ساعت اور آخرت کی اول ساعت میں ہوتا ہے، اس کے پاس سیاہ چہرے کے آسمانی فرشتے آتے ہیں اور ان کے ساتھ جہنمی ٹاٹ ہوتا ہے جہاں تک نگاہ پہنچے وہاں تک وہ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر حضرت ملک الموت علیہ السلام آکر اس کے سرہانے بیٹھ کر فرماتے ہیں، اے خبیث روح اللہ تعالیٰ کے غضب وغصہ کی طرف چل۔ اس کی روح جسم میں چھپتی پھرتی ہے جسے بہت سختی کے ساتھ نکالا جاتا ہے۔ اس وقت ایک آنکھ جھپکنے جتنی دیر میں اسے فرشتے ان کے ہاتھوں سے لے لیتے ہیں اور اسے جہنمی بورے میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اس میں سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ روئے زمین پر اس سے زیادہ بدبو نہیں پائی گئی۔ اب یہ اسے لے کر اوپر کو چڑھتے ہیں فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں یہ خبیث روح کس کی ہے وہ اس کا بدترین نام جو دنیا میں تھا بتلاتے ہیں اور اس کے باپ کا نام بھی۔ آسمان دنیا تک پہنچ کر دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن کھولا نہیں جاتا۔ پھر رسول اللہؐ نے آیت لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاۗءِ الخ کی تلاوت فرمائی کہ نہ ان کے لیے آسمان کے دروازے کھلیں نہ وہ جنت میں جا سکیں یہاں تک کہ سوئی کے ناکے میں

سے اونٹ گزر جائے۔ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ اس کی کتاب سجین میں لکھ لو جو سب سے نیچے کی زمین میں ہے پس اس کی روح وہیں سے پھینک دی جاتی ہے۔ پھر آپ نے آیت وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ الخ کی تلاوت فرمائی۔ یعنی خدا کے ساتھ جو شرک کرے گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا۔ یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا آندھی کسی دور کے گڑھے میں پھینک مارے گی۔ پھر اس کی روح اسی جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے پہنچتے ہیں جو اسے اٹھاتے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں۔ پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے اس کا بھی علم نہیں۔ پھر پوچھتے ہیں وہ کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں۔ اسی وقت آسمان سے ایک منادی کی ندا آتی ہے کہ میرا بندہ جھوٹا ہے۔ اس کے لیے جہنم کی آگ کا فرش کردو۔ اور دوزخ کی جانب کا دروازہ کھول دو۔ وہاں سے اسے دوزخی ہوا اور دوزخ کا بھپارہ پہنچتا رہتا ہے۔ اور اس کی قبر اس پر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ بڑی بھبی اور ڈراؤنی صورت والا بڑے میلے کچیلے خراب کپڑوں والا بڑی بدبو والا ایک شخص اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے اب غمناک ہو جاؤ۔ اسی دن کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ یہ پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تیرے چہرے سے برائی برستی ہے، وہ کہتا ہے میں تیرے اعمال بد کا مجسمہ ہوں۔ تو یہ دعا کرتا ہے کہ خدایا قیامت قائم نہ ہو (ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ) مسند میں ہے کہ نیک بندے کی روح نکلنے کے وقت آسمان و زمین کے درمیان کے فرشتے اور آسمانوں کے فرشتے سب اس پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اور آسمانوں کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں۔ ہر دروازے کے فرشتوں کی دعا ہوتی ہے کہ اس کی پاک اور نیک روح ان کے دروازے سے چڑھائی جائے الخ۔ اور برے شخص کے بارے میں ہے کہ اس کی قبر میں ایک اندھا گونگا فرشتہ مقرر ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک گھن ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ کسی بڑے پہاڑ پر مار دیا جائے تو وہ مٹی بن جائے۔ اس سے وہ اسے مارتا ہے، یہ مٹی ہو جاتا ہے۔ اسے اللہ عزوجل پھر لوٹاتا ہے۔ جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ وہ اسے پھر وہی گھن مارتا ہے۔ یہ ایسا چیختا ہے کہ اس کی چیخ کو سوائے انسانوں اور جن کے ہر کوئی سنتا ہے۔ ابن کثیر

شرک کرنے والے پر جنت حرام ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ پارہ ۶ سورۃ مائدہ آیۃ ۷۲

بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریمؑ ہی اللہ ہے، حالانکہ خود مسیحؑ نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص خدا کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالے اس پر جنت حرام کر دیتا ہے اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں۔

یعنی مسیحؑ تو خدا تعالے کے غلام تھے، سب سے پہلا کلمہ ان کا دنیا میں قدم رکھتے ہی گہوارے میں ہی یہ تھا کہ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ میں خدا تعالیٰ کا غلام ہوں۔ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ بلکہ اپنی غلامی کا اقرار کیا تھا اور ساتھ ہی فرمایا تھا کہ میرا اور تم سب کا رب اللہ تعالے ہی ہے اسی کی عبادت کرتے رہو۔ سیدھی اور صحیح راہ یہی ہے اور یہی قول اپنی جوانی کے بعد کی عمر میں بھی کہا اللہ تعالے ہی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ دوسرے کی عبادت کرنے والے پر جنت حرام ہے اور اس کے لیے جہنم واجب ہے، جیسے قرآن کی اور آیت میں ہے اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا۔ جہنمی جب جنتیوں سے کھانا پانی مانگیں گے تو اہل جنت کا یہی جواب ہو گا کہ یہ دونوں چیزیں کفار پر حرام ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ منادی مسلمانوں میں آواز لگوائی تھی کہ جنت میں فقط ایمان و اسلام والے ہی جائیں گے۔ سورۂ نسآء کی آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ الخ حدیث بحوالہ مسند احمد۔ اللہ تعالے کے نزدیک گناہوں کے تین دیوان ہیں۔ ایک تو وہ جس کی اللہ تعالے کچھ پرواہ نہیں کرتا، دوسرا وہ جس میں سے اللہ تعالے کچھ نہیں چھوڑتا۔ تیسرا وہ جسے اللہ تعالے ہرگز نہیں بخشتا۔ پس جسے وہ بخشتا نہیں وہ شرک ہے۔ اللہ عزوجل خود فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو معاف نہیں کرتا الخ حضرت مسیحؑ نے بھی اپنی قوم میں یہی وعظ بیان کیا اور فرما دیا کہ ایسے ناانصاف مشرکین کا کوئی مددگار بھی کھڑا نہ ہو گا۔ ابن کثیر

مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے:

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸، ۵۹)

شرک نہ کر اللہ تعالے کے ساتھ اگرچہ کوئی تجھ کو قتل کر دے یا جلا دے۔

کن لوگوں کی شفاعت نہ ہو سکے گی؟

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں فرمایا:

وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۔ (پ۴ سورۃ النساء)

نہ وہ لوگ بخشے جائیں گے جو کفر کی حالت میں مر گئے

بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کو چاروں طرف سے آگ گھیرے ہوئے ہوگی۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۔ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۔

پ۳۰ ۔سورۃ البلد

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیے جانے والے ہیں، انہی پر آگ ہوگی جو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی۔

اور ہماری آیتوں کے جھٹلانے والوں کے بائیں ہاتھ میں عمل نامہ ملے گا اور سر بند تہ بہ تہ آگ میں جائیں گے جس سے نہ کبھی چھٹکارا ملے گا، نہ نجات، نہ آرام، نہ راحت۔ اُس آگ کے دروازے ان پر بند رہیں گے۔ (ابن کثیر)

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کی شفاعت نہ ہو سکے گی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ

(پ۸ ۔سورۃ الانعام ع)

ہر ایک کے لیے درجے ملیں گے ان کے اعمال کے سبب اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

یعنی کافرین جن و انس کے کئی درجات ہیں اور ہر کافر کے لیے دوزخ میں اس کے حسب معصیت مدارج و منازل ہیں جیسا کہ فرمایا کہ ہر ایک کے لیے دو نا تگنا عذاب ہے اور فرمایا کہ جن لوگوں نے کفر کیا اور خدا کی راہِ مستقیم کی طرف آنے سے لوگوں کو روکا۔ ہم عذاب پر عذاب ان کے لیے زیادہ کریں گے کیونکہ وہ خود بھی کفر کرتے رہے اور لوگوں کو بھی کفر کی راہ پر لائے اور فساد برپا کرتے رہتے تھے اور خدا تو عمل کرنے والے کے عمل سے غافل نہیں یہ لوگ اللہ کے علم میں ہیں، جب وہ اس کی طرف لوٹیں گے تو انہیں سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ (ابن کثیر)

شرک کرنے والے کی شفاعت نہیں ہو سکے گی

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ پ ۵ سورۃ النساء

ترجمہ :- اللہ اس گناہ کو نہیں بخشتا۔ کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔

اور حدیث پاک میں یوں ارشاد ہوتا ہے

وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ترمذی ابن ماجۃ باب الحوض والشفاعۃ مشکوٰۃ۔

ترجمہ۔ اور میری شفاعت صرف ان لوگوں کے حق میں ہو گی۔ جنہوں نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

شرک ایسا سنگین اور ناقابلِ معافی جرم ہے کہ شرک کی حالت میں مرنے والے شخص کے لیے مغفرت کی دعا کرنے سے بھی منع کر دیا گیا ہے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (پ ۱۱۔ سورۃ التوبۃ آیت ۱۱۳)

پیغمبرؐ کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا

مسند امام احمد میں ابن المسیبؓ سے روایت ہے کہ ابو طالب جب بسترِ مرگ پر تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اُن کے پاس ابو جہل اور عبداللہ بن ابی اُمیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ابو طالب سے

فرمایا کہ اے چچا آپ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کہد یجئے میں اسی ایک جملہ کی آڑ لے کر خدا کے پاس آپ کی بخشش کے لیے حجت پیش کروں گا۔ تو ابو جہل اور عبداللہ بن ابی اُمیہ نے کہا کہ اے ابو طالب کیا تم ملّتِ عبد المطلب سے رُوگردانی کرو گے؟ تو ابو طالب نے کہا کہ میں واقعی ملّتِ عبد المطلب پر جان دوں گا۔ تو نبی صلعم نے فرمایا کہ میں اس وقت تک آپ کی مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا جب تک کہ خدا مجھے منع نہ کر دے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی، مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ (تا آخر) یعنی نبی اور ایمانداروں کو یہ لائق ہی نہیں کہ مشرکوں کے لیے استغفار کریں، تا آخر اور یہ آیت بھی اسی سے متعلق نازل ہوئی اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ پارہ ۲۰ سورۃ القصص ع۶ یعنی تم جس کو دوست رکھتے ہو اس کو ہدایت نہیں کر سکتے اللہ جس کو چاہے ہدایت کرے۔

اے نبیؐ! کسی کو ہدایت پر لا کھڑا کرنا تمہارے قبضے کی چیز نہیں۔ آپؐ پر تو صرف پیغامِ خدا کے پہنچا دینے کا فریضہ ہے۔ ہدایت کا مالک خدا ہے وہ اپنی حکمت کے ساتھ جسے چاہے قبولِ ہدایت کی توفیق بخشتا ہے۔ جیسے فرمان ہے لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ تیرے ذمہ ان کی ہدایت نہیں وہ چاہے تو ہدایت بخشے۔ اور آیت میں ہے وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ گو تو ہر چند طمع کرے لیکن ان میں کے اکثر ایماندار نہیں ہونے کے یہ خدا کے ہی علم میں ہے کہ مستحق ہدایت کون ہے؟ اور مستحق ضلالت کون ہے؟ صحیحین میں ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے بارے میں اُتری ہے جو آپؐ کا بہت طرفدار تھا اور ہر موقعہ پر آپؐ کی مدد کرتا رہتا تھا اور آپؐ کا ساتھ دیتا تھا، اور دل سے محبت کرتا تھا لیکن یہ محبت بوجہ رشتہ داری کے طبعی تھی شرعی محبت نہ تھی جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو حضورؐ نے اسے اسلام میں آنے کی دعوت دی اور ایمان لانے کی رغبت دلائی لیکن تقدیر کا لکھا اور خدا کا چاہا غالب آیا یہ ہاتھوں میں سے پھسل گیا اور اپنے کفر پر اڑا رہا۔ حضورؐ اس کے انتقال کے وقت اس کے پاس آئے۔ ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کہو میں اس کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے ہاں تیرا سفارشی بن جاؤں گا ابو جہل اور عبداللہ نے کہا، ابو طالب کیا تُو اپنے باپ عبد المطلب کے مذہب سے پھر جائے گا؟ اب حضورؐ سمجھاتے اور یہ دونوں اسے روکتے یہاں تک کہ آخری کلمہ اس کی زبان سے یہی نکلا کہ میں یہ کلمہ نہیں پڑھتا اور میں عبد المطلب کے مذہب پر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا بہتر ہے میں تیرے لیے اپنے رب سے استغفار کرتا رہوں گا۔ یہ اور بات ہے کہ میں روک دیا جاؤں خدا مجھے منع فرما دے لیکن اسی وقت آیت اُتری مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا

لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى ۔ یعنی نبیؐ کو اور مومنوں کو ہرگز یہ بات سزاوار نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے استغفار کریں گو وہ ان کے نزدیکی قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں، اور اسی ابو طالب کے بارے میں آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ بھی نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم وغیرہ) ترمذی وغیرہ میں ہے کہ ابو طالب کے مرض الموت میں حضورؐ نے اس سے کہا کہ چچا لا الٰہ الا اللہ کہو میں اس کی گواہی قیامت کے دن دے دوں گا تو اس نے کہا اگر مجھے اپنے خاندان قریش کے اس طعنے کا خوف نہ ہوتا کہ اس نے موت کی گھبراہٹ کی وجہ سے یہ کہہ لیا تو میں اسے کہہ کر تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیتا، مگر پھر بھی اسے صرف تیری خوشی کے لیے کہتا، اس پر یہ آیت اتری۔ دوسری روایت میں ہے کہ آخرش اس نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ اور صاف کہدیا کہ میرے بھتیجے میں تو اپنے بڑوں کی روش پر ہوں اور اسی بات پر اس کی موت ہوئی کہ وہ عبدالمطلب کے مذہب پر ہے۔ ابن کثیر

تو آپ نے ابو طالب کے انکار پر فرمایا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْطَالِبٍ وَهُوَ مُتَنَعِّلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مشكوٰة بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاَهْلِهَا

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ اس کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی۔ جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا (بخاری)

نیز اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۚ پارہ ۲۳، سورت الزمر آیت ۱۹

بھلا جس شخص پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہو، تو کیا تو اسے جو دوزخ میں ہے چھڑا سکتا ہے؟

یعنی جس کی بدبختی لکھی جا چکی ہے تو اسے راہ راست نہیں دکھا سکتا۔ کون ہے جو خدا تعالےٰ کے گمراہ کیے ہوئے کو راہ راست دکھا سکے؟ تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تو ان کی رہبری کر کے انہیں اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچا سکے۔

قیصر کا قاصد جب رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا میں تنوخ قبیلے کا آدمی ہوں۔

قیصر کا خط خدمتِ نبوی میں پیش کیا تو

آپ نے اسے اپنی گود میں رکھ کر فرمایا تو کس قبیلے سے ہے؟ اس نے کہا تنوخ قبیلے کا میں آدمی ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا قصد ہے کہ تو اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کے دین پر آجائے؟ اس نے جواب دیا کہ میں جس قوم کا قاصد ہوں جب تک ان کے پیغام کا جواب انہیں نہ پہنچا دوں ان کے مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا۔ تو آپؐ نے مسکرا کر اپنے صحابہؓ کی طرف دیکھ کر یہی آیت پڑھی۔ مشرکین اپنے ایمان نہ لانے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ ہم آپؐ کی لائی ہوئی ہدایت کو مان لیں تو ہمیں ڈر لگتا ہے کہ اس دین کے مخالف جو ہمارے چوطرف ہیں اور تعداد میں ہم سے بہت زیادہ ہیں، وہ ہمارے دشمنِ جان بن جائیں گے اور ہمیں تکلیف پہنچائیں گے اور ہمیں برباد کریں گے۔ ابن کثیر

کافر کو نیکی کا اجر دنیا ہی میں ملتا ہے

حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے خداوند تعالیٰ مومن کی نیکی کا اجر ضائع نہیں کرتا دنیا میں بھی اس کو (اس کی نیکی کا اجر دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اور کافر اس کو اس کی نیکی کا اجر دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے اگر اس نے محض خدا کی خوشنودی کے لیے نیکیاں کی ہوں اور جب وہ آخرت میں جائے گا تو اس کی کسی نیکی کا اجر وہاں نہ ہو گا (مسلم)

اسلام سے گناہوں کی صفائی

کافر آدمی جب اسلام قبول کر لیتا ہے تو اُس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

جیسے کہ حدیث میں ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاِسْلَامَ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ (رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۱۴)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک اسلام مٹا دیتا ہے پہلے گناہوں کو۔

یعنی جو شخص کافر ہو پھر مسلمان ہو جائے تو اللہ تعالےٰ مسلمان ہونے کی وجہ سے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے کیونکہ اسلام میں داخل ہونا اللہ تعالےٰ کو بہت ہی پسند ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ (پ۳، آل عمران آیت ۱۹)

جو دین خدا تعالےٰ کو پسند ہے وہ اسلام ہے؛

یعنی دین، اسلام کا نام ہے، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے، اس کی عبادت کرنے، اور اس کے احکام کے مطابق اپنی پوری زندگی گذارنے کا نام اسلام ہے۔

اسلام، دین اور ایمان اپنی حقیقت کے اعتبار سے تینوں ایک ہیں۔

توبہ اللہ کا بڑا احسان ہے

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ

حضرت ثوبان رض کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں اس آیت کے مقابلہ میں اپنے لیے دنیا کو پسند نہیں کرتا

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا الْاٰيَةَ فَقَالَ رَجُلٌ فَمَنْ اَشْرَكَ ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَمَنْ اَشْرَكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (مشکوٰۃ ص ۲۰۶)

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا الخ ایک شخص نے پوچھا جس نے شرک بھی کیا ؟ آپ نے اس کا جواب نہیں دیا اور پھر کچھ توقف کے بعد کہا خبردار ہو، وہ شخص بھی جس نے شرک کیا ۔ تین مرتبہ آپ نے یہی الفاظ فرمائے ۔

یہ آیت ارحم الرحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگزر کی شانِ عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت مایوس العلاج روحانی مریضوں کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے جو کوئی ہو آیتِ ہذا کے سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکلیہ مایوس ہو جانے اور اُس کو توڑ کر بیٹھ جانے کی اس کے لیے کوئی وجہ نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کے چاہے سب گناہ معاف کر سکتا ہے ۔ کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا، پھر بندہ ناامید کیوں ہو؟

یعنی یہ نہ سمجھو کہ ہم اتنے گناہ کر چکے ہیں ۔ اب ہماری بخشش کیونکر ہو گی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو اس کی رحمت بڑی وسیع ہے اور ہر انسان کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے ۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے :

" اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ "، یعنی یا اپنی جان پر ظلم کرے ۔ ان گناہوں کی طرف اشارہ ہے جن سے انسان صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے جیسے شراب نوشی وغیرہ ۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل وحشیؓ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور عرض کی کہ مجھے اپنے فعل پر سخت ندامت ہے، کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے ؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (پارہ ۵، سورۃ النساء آیت ۱۱۰)

اور جو کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا ۔

عَجِّلُوا بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْفَوْتِ وَعَجِّلُوا بِالتَّوْبَةِ قَبْلَ الْمَوْتِ

نماز کا وقت نکلنے سے پہلے اسے ادا کرو۔ اور مرنے سے پہلے پہلے توبہ کر لو۔

خالق کائنات کا فرمان ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (پ ۲۸ سورۃ التحریم آیت ۸)

اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچائے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

اے ایمان والو تم سچی اور خالص توبہ کرو جس سے تمہارے اگلے گناہ معاف ہو جاویں، میل کچیل دھل جائے برائیوں کی عادت چھوٹ جائے۔ نعمان بن بشیرؓ نے اپنے ایک خطبہ میں بیان فرمایا کہ لوگو میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب سے سنا ہے کہ خالص توبہ یہ ہے کہ انسان گناہ کی معافی چاہے اور پھر اس گناہ کو نہ کرے اور روایت میں ہے پھر اس کے کرنے کا ارادہ بھی نہ کرے۔

علمائے سلف فرماتے ہیں توبہ خالص یہ ہے کہ گناہ کو اسی وقت چھوڑ دے جو ہو چکا ہے اس پر نادم ہو اور آئندہ کے لیے نہ کرنے کا پختہ عزم ہو اور اگر گناہ میں کسی انسان کا حق ہے تو چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ حق باقاعدہ ادا کر دے، حضورؐ فرماتے ہیں نادم ہونا بھی توبہ کرنا ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ اسلام لانے سے پہلے کی تمام خطائیں اسلام فنا کر دیتا ہے اور توبہ سے پہلے کی تمام خطائیں توبہ سوخت کر دیتی ہے، اب رہی یہ بات کہ توبۂ نصوح میں یہ شرط بھی ہے کہ توبہ کرنے والا

پھر مرتے دم تک اس گناہ کو نہ کرے۔

حدیث صحیح ہے کہ جو شخص اسلام میں نیکیاں کرے وہ اپنی جاہلیت کی برائیوں پر پکڑا نہ جائے گا اور جو اسلام لا کر بھی برائیوں میں مبتلا رہے وہ اسلام کی اور جاہلیت کی دونوں برائیوں میں پکڑا جائے گا، پس اسلام جو کہ گناہوں کو دور کرتے ہیں توبہ سے بڑھ کر ہے، جب اس کے بعد بھی اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے پہلی برائیوں میں بھی پکڑ ہوئی تو توبہ کے بعد تو بطور اولیٰ ہونی چاہیئے واللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

مسلمانوں پر زیادتی کی سزا

خالق کائنات کا فرمان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ (پ۳۰ سورۃ البروج آیت ۱۰)	بے شک جن لوگوں نے مسلمان مرد و عورتوں کو ستایا پھر توبہ بھی نہ کی اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کے عذاب ہیں

کہ ان لوگوں نے مسلمان مردوں عورتوں کو جلا دیا ہے اگر انھوں نے توبہ نہ کی یعنی اپنے اِس فعل سے باز نہ آئے اپنے اس کئے پر نادم نہ ہوئے تو ان کے لیے جہنم ہے اور جلنے کا عذاب ہے تاکہ بدلہ بھی ان کے عمل جیسا ہو۔

خدائے تعالیٰ بزرگ و برتر کے کرم و رحم اس کی مہربانی اور عنایت کو دیکھو کہ جن بدکاروں نے اس کے پیارے بندوں کو ایسے بدترین عذابوں سے مارا اُنھیں بھی وہ توبہ کرنے کو کہتا ہے اور اُن سے بھی مغفرت اور بخشش کا وعدہ کرتا ہے۔ خدایا ہمیں بھی اپنی وسیع رحمتوں سے بھرپور حصہ عطا فرما، آمین (تفسیر ابن کثیر)

خالق کائنات کا فرمان ہے کہ

وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (پ۲۴ الزمر آیت ۵۴)	پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ اُس کے قبل اس کے کہ تم پر عذاب آ جائے اور پھر کہیں سے تمہیں مدد نہ مل سکے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (یونس۔ پ۱۱)	اور ہماری بات ختم ہوئی کہ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

درج ذیل خط میں نے ۲۵ علماکرام کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری ۲۶/۷/۸۷ سے وقتاً فوقتاً ارسال کیں ـــــ ۲۹/۱۰/۸۷ کو دوبارہ یاد دہانی کرائی گئی لیکن ان میں سے صرف پانچ علماء کا فیصلہ موصول ہوا جو آئندہ صفحات ـــ ۱۹۴ تا ـــ ۱۹۶ پر ملاحظہ فرمائیں

فضیلۃ الشیخ، جناب مکرمی حضرت مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ :

عرض ہے کہ مولانا بشیر الرحمٰن صاحب سلفی مسجد عثمانیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ نے ۲۷۔۱۰۔۸۷ء کو ایک فتویٰ روانہ کیا تھا بذریعہ رجسٹری، اس میں یہ لکھا تھا کہ ڈاڑھی ایک مٹھ رکھنا تقریری سنت ہے۔ بندہ نے اس کا ثبوت مانگا انہوں نے ابھی تک جواب نہیں دیا۔

اس کے بعد مذاکرۂ علمیہ ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور ۱۲۔۶۔۸۷ء کو شائع کروایا تھا۔ وہ مضمون بشیر الرحمٰن سلفی کو رجسٹری کر دیا تھا۔ اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملا۔

اس کے بعد ہفت روزہ "الاعتصام" میں ۱۷۔۷۔۸۷ کو شائع کروایا، وہ مضمون بھی رجسٹری کر دیا گیا۔ اس کا بھی جواب نہیں ملا۔

لہٰذا عرض ہے کہ وہ دونوں مضمون جو شائع ہوئے ہیں الاعتصام اور تنظیم میں۔ یہ دونوں پانچ صفحات پر مشتمل ہیں۔ ایک کتاب نجات المسلمین جو شائع ہوئی ہے وہ جناب کو رجسٹری کر رہا ہوں۔

امید ہے کہ آپ مندرجہ بالا بحث پر اپنے بہترین علمی فیصلہ سے مستفید فرما کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔ اور شکریہ کا موقع دیں گے۔ جواب کے لیے ایک لفافہ بھی حاضر ہے۔

سائل : بندہ خدا

۱۰/۱۰/۸۷

مذاکرۂ علمیہ

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

مٹھی بھر ڈاڑھی، کیا تقریری سنت ہے؟

اہل علم کو تحقیق کی دعوت

ایک عالم دین نے بذریعہ رجسٹری ۱۰۱ مورخہ ۲۷/۱/۸۷ کو فتویٰ لکھ کر روانہ کیا۔ جس میں یہ بھی لکھا تھا کہ مٹھی بھر (ڈاڑھی) رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریری سنت ہے۔

اس عالم دین کو ۳۱/۱/۸۷ کو پہلی رجسٹری روانہ کی گئی اور پھر ۹/۲/۸۷ کو دوسری اور ۲/۳/۸۷ کو تیسری اور ۲۲/۳/۸۷ کو چوتھی رجسٹری ارسال کی گئی۔ اور اس میں کہا گیا کہ آپ نے اپنے فتویٰ میں تقریری

عزیز زبیدی

سُنت کا جو دعویٰ کیا ہے، اسے دلائل شرعیہ سے ثابت کیجیے۔ اور سائل نے آپ کو یہ سُنت تقریری باحوالہ ثابت کرنے پر دو سو روپے تک حق خدمت دینے کو کہا تھا اور سنت تقریری ثابت کرتے وقت مندرجہ ذیل الفاظ سامنے رکھیں۔

حدیث کے الفاظ وَاَعۡفُوۡا وَاَوۡفُوۡا وَاَرۡخُوۡا وَاَرۡجُوۡا وَاَوۡفِرُوۡا وغیرہ ہیں اور قریب قریب ان کل الفاظ کے معنیٰ بالوں کو پورا بڑھانے کے ہیں۔ (نیل الاوطار)

صلائے عام

اگر کوئی بھی عالم دین ایک مٹھی بھر (ڈاڑھی) رکھنا تقریری سُنت سمجھتا ہے تو وہ دلائل شرعیہ پیش کرے۔ اُس کو بطور حق خدمت تین/۳۰۰ سو روپیہ پیش کیا جائے گا۔

حصول علم کے دو طریقے

علم کا حصول دو طرح ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جب تک ایک دوسرے سے تعاون نہ کیا جائے اس وقت تک کام پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا ارشاد ہے

وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى (سورۃ المائدۃ)

"نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو" اسی لیے سائل نے بھی بطور تعاون علی الخیر تین صد روپے دینے کا کہا ہے کیونکہ جو بھی دلائل شرعیہ تلاش کرے گا اُس کا وقت صرف ہوگا اسی لیے میں نے اُس کے حقوق کا لحاظ کرتے ہوئے تین صد روپے بطور معاوضہ دینے کو کہا۔

۲۔ دوسری قسم یہ ہے کہ فی سبیل اللہ علم سیکھنا کیونکہ علم سیکھنے والا تعاون نہیں کرسکتا وہ مجبور اور بے بس ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا۔

پ۳ - آیت ۲۸۶۔

"نہیں تکلیف دیتا اللہ تعالیٰ کسی جی کو مگر اُس کی طاقت کے مطابق"

اس لیے کہ وہ فی سبیل اللہ علم سیکھتا ہے۔ علم سکھلانے والا جو عالم ہے وہ غنی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے۔

وہ سمجھتا ہے کہ میرا مال اور میری جان اللہ تعالیٰ نے خرید لی ہے بدلے جنت کے، وہ عالم سوال نہیں کرتا صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے فتوے جاری کرتا ہے یا مسئلہ بیان کرتا ہے یا کسی طالب علم کو علم سکھلاتا ہے یا عام وعظ کرتا ہے اور اُس کی مزدوری نہیں لیتا۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کو حکم ہے:

قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ ۝

(پ ۲۳ - سورۃ ص - آیت ۸۶)

"کہہ نہیں سوال کرتا میں تم سے اوپر اس قرآن کے کچھ بدلہ اور نہیں ہوں میں تکلف کرنے والوں سے"

ہر حال دلائل شرعیہ پیش کریں ۔ علم کا حصول دو طرح سے واضح کر دیا گیا ہے جس پر آپ چاہیں عمل کریں ، اور سائل کو شکریہ کا موقعہ فراہم کریں ۔

سائل بندہ خدا

مذاکرہ علمیہ

کیا مٹھی بھر ڈاڑھی تقریری سنت ہے ؟

اہل علم کو تحقیق کی دعوت !

(۱) مندرجہ بالا عنوان کے تحت ایک صفحے کا مضمون (بطور دعوت تحقیق) ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث کے شمارہ ۲۲/۲۴ (۵/۱۲ جون ۸۷ء) میں شائع ہوا تھا اس کے اگلے شمارے ۲۵-۲۶ (۱۹-۲۶ جون ۸۷ء) میں ڈاڑھی کی مقدار کے سلسلے میں شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ کا ایک پرانا مضمون (پہلی قسط) مدیر تنظیم نے اپنے نوٹ کے ساتھ شائع کیا جس میں لکھا تھا کہ "یہ مضمون ۲۷ سال قبل کا تحریر کردہ ہے" جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا تھا کہ یہ مضمون کہیں شائع نہیں ہوا بلکہ (غالباً) مدیر موصوف کے پاس یا دفتر تنظیم کے پرانے کاغذوں میں پڑا تھا حالانکہ مولانا سلفی مرحوم کا یہ مضمون بعنوان "ڈاڑھی کتنی بڑی ہو" الاعتصام کی جلد اول کے تین شماروں ۲۰-۲۱-۲۲ (تین اقساط) مجریہ ۱۰-۱۷-۲۴ فروری ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا تھا جس پر الاعتصام کے اولین فاضل مدیر مولانا محمد حنیف ندوی حفظہ اللہ کا طویل ابتدائی نوٹ تھا مگر مدیر تنظیم نے الاعتصام کا حوالہ دینے میں صحافتی دیانت سے بوجوہ صرف نظر کیا ۔ بہر حال اس مضمون کی تینوں اقساط "تنظیم" میں شائع ہو رہی ہیں اور بحمداللہ الاعتصام ہی سے نقل کی گئی ہیں ۔

(۲) ڈاڑھی کی تحقیق کے داعی نے مٹھی بھر ڈاڑھی کو تقریری سنت ثابت کرنے والے کے لیے انعام کی رقم بڑھا کر تین سو روپے کر دی ہے ۔ روشن خیال جدت پسندوں کے لیے صلائے عام ہے ۔

(مدیر)

ایک عالم دین نے بذریعہ رجسٹری ع ۱۰۱ مورخہ ۲۷-۱-۸۷ کو فتویٰ لکھ کر روانہ کیا ۔ جس میں یہ بھی لکھا تھا کہ مٹھی بھر (داڑھی) رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریری سنت ہے ۔

اس عالم دین کو ۳۱-۱-۸۷ کو پہلی رجسٹری روانہ کی گئی اور پھر ۹-۲-۸۷ کو دوسری اور ۳/۲/۸۷

کو تیسری اور ۸۷-۳-۲۲ کو چوتھی رجسٹری ارسال کی گئی۔ اور اس میں کہا گیا کہ آپ نے اپنے فتویٰ میں تقریری سنت کا جو دعویٰ کیا ہے، اسے دلائل شرعیہ سے ثابت کیجیے۔ اور سائل نے آپ کو یہ سنت تقریری باحوالہ ثابت کرنے پر دو سو روپے تک حق خدمت دینے کو کہا تھا۔

۳۔ صلائے عام ..

اگر کوئی بھی عالم دین ایک مٹھی بھر (ڈاڑھی) رکھنا تقریری سنت سمجھتا ہے تو وہ دلائل شرعیہ پیش کرے اس کو بطور حق خدمت تین/۳۰۰ سو روپیہ پیش کیا جائے گا۔

۴۔ جب یہ تحریر ۱۲ جون کو تنظیم اہل حدیث لاہور میں شائع ہوئی۔ تو یہ تحریر بذریعہ رجسٹری۔ مؤرخہ ۸۷-۶-۱۸ کو اس عالم دین کو پہنچا دی گئی۔ تو اس عالم نے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔ جس عالم نے بذریعہ رجسٹری مؤرخہ ۸۷-۱-۲۷ کو فتویٰ لے کر روانہ کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ مٹھی بھر داڑھی رکھنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تقریری سنت ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کے دو حکم ہیں

اللہ جل جلالہٗ فرماتے ہیں کہ برائی کا بدلہ لیا جا سکتا ہے۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا۔

(پ۲۵ - سورۃ الشوریٰ آیت ۴۰)

"برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے"

ارشاد ہوتا ہے کہ برائی کا بدلہ لینا جائز ہے جیسے فرمایا:

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ۔

(پ۲ - سورۃ البقرہ - آیت ۱۹۴)

"جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اسی کے مثل زیادتی کرو جو تم پر کی ہے"

آیت میں ہے:

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ الخ (پ۱۴ - سورہ نحل - آیت ۱۲۶)

"اور اگر بدلہ لو بھی تو بالکل اتنا ہی جتنا صدمہ تمہیں پہنچایا گیا ہو"

اسی طرح اس آیت میں بھی برابر برابر بدلہ لینے کے جواز کا ارشاد ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(آیت ۱۰۹ - پ۲)

"عقل مند و قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے اس باعث تم رکو گے۔"

مظلوم کو آواز بلند کرنے کی اجازت ہے

خالق کائنات کا فرمان ہے:

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ

الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۝ (آیت ۱۴۸)

"برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا مگر مظلوم کو اجازت ہے اللہ تعالیٰ خوب سنتا جانتا ہے۔"

دوسری آیت میں ہے:

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ ۝ پ ۲۵ ۔ سورۃ شوریٰ

"جو مظلوم اپنے ظالم سے اُس کے ظلم کا انتقام لے، اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔

جس پر ظلم کیا جائے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بدلہ لینے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ (پ ۱۷ ۔ آیت ۳۹)

"اذن دیا گیا واسطے ان لوگوں کے لڑائی کیے جاتے ہیں۔ وہ سبب اس کے کہ وہ ظلم کیے گئے ہیں۔"

ایک اور روایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝ پ ۲۵ ۔ سورۃ شوریٰ ۔ آیت ۳۹

"اور جب ان پر ظلم و زیادتی ہو تو وہ صرف بدلہ لے لیتے ہیں۔"

اور یہ ایسے ذلیل و پست اور بے ہمتے نہیں ہوتے کہ ظالم کے ظلم کی کوئی روک تھام نہ کر سکیں بلکہ اتنی قوت اپنے اندر رکھتے ہیں کہ ظالموں سے انتقام لیں۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنے نفس کا بدلہ کسی سے نہیں لیا۔ ہاں اگر خدا تعالیٰ کے احکام کی بے عزتی اور بے توقیری ہوتی ہو تو اور بات ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کا دوسرا حکم یہ ہے

وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ۝

"اور اگر صبر کر لو تو بے شک صابروں کے لیے یہی بہتر سے بہتر ہے۔ (پ ۱۴ ۔ سورۃ نحل)

اور آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

۴ ۔ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ (پ ۲۵)

"اور جو معاف کر دے اور صلح کرے اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔"

لیکن افضلیت اسی میں ہے کہ عفو و درگزر کیا جائے۔ جیسے فرمایا:

وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ۚ

"یعنی خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے، پھر جو شخص اسے معاف کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہو جائے گا۔"

یہاں بھی فرمایا جو شخص معاف کر دے اور صلح و صفائی کرے اُس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ حدیث میں ہے درگزر کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت اور بڑھا دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

دوسری آیت میں ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان :

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۵ (آیت ۴۳ - پ ۲۵)

"جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ایک کام ہے۔"

بندہ نے اللہ تعالیٰ کے دو حکم سنائے ہیں۔

پہلا حکم یہ ہے کہ جتنا صدمہ تمہیں پہنچایا گیا ہو۔اس کا بدلہ لو۔ دوسرا حکم اللہ تعالیٰ کا ہے جو معاف کر دے اور صلح کر لے اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے تو اس عالم دین کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرے :

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ۔ (القرآن)

"اور اگر بدلہ لو بھی تو بالکل اتنا ہی جتنا صدمہ تمہیں پہنچایا گیا ہو۔

ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا

حدیث میں ہے :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ اَلْفٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَیْفَ قَالَ رَجُلٌ لَهٗ دِرْهَمَانِ فَاَخَذَ اَحَدَهُمَا فَتَصَدَّقَ بِهٖ وَرَجُلٌ لَهٗ مَالٌ كَثِیْرٌ فَاَخَذَ مِنْ عَرْضِ مَالِهٖ مِائَةَ اَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا

(نسائی - کتاب الزکوٰۃ ص ۳۸۷ ج ۱)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں کر آپ نے فرمایا۔ ایک شخص کے پاس دو درہم تھے۔ اس نے ایک درہم دیا اور ایک شخص کے پاس بہت مال تھا اس نے اپنے مال کے ایک حصہ میں سے لاکھ درہم اٹھائے اور صدقہ دیے تو اس کے لاکھ درہم سے اس کا ایک درہم بہتر ہے۔"

جو شخص باوجود غربت کے اپنے تھوڑے سے مال کو راہ خدا میں خرچ کرے اس کو امیر آدمی کے بہت سے مال سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔یہاں تک کہ غریب کا ایک درہم امیر کے ایک لاکھ درہم سے بہتر ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔کہ جس عالم دین نے ۸۷-۱-۲۷ کو فتویٰ لکھ کر روانہ کیا کہ مٹھی بھر ڈاڑھی رکھنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تقریری سنت ہے۔ اب وہ عالم دین ثابت نہیں کر سکا۔ وہ خود تعین کرے کہ جس شخص نے اُسے رجسٹریاں ارسال کیں ہیں۔اُسے کتنا روپیہ دینا چاہیے۔ کیونکہ اس کا وقت خرچ ہوا۔ ذہنی پریشانی اٹھانی پڑی۔ اور جذبات کو مجروح کیا۔

اگر عالم دین کے لیے رقم کا ادا کرنا مشکل ہو تو یہ بھی صورت ہو سکتی ہے۔

کہ جو فتویٰ اس عالم دین نے مورخہ ۲۷-۱-۸۷ کو جاری کیا تھا اس کو بذریعہ رجسٹری واپس منگوالیں۔ اور اخبار نوائے وقت یا جنگ میں واضح الفاظ میں بیان دیدے۔ کہ میں نے جو فتویٰ دیا تھا کہ ڈاڑھی مٹھی بھر رکھنا تقریری سنت ہے۔ تو اس فتویٰ کو میں ثابت نہیں کر سکا۔ اگر آپ نے یہ کام کیا تو آپ کو بندہ بطور تعاون علی الخیر تین صد روپے دے گا۔ (انشاء اللہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ۔ (پ ۲۴۔ سورۃ حٰم السجدہ آیت ۳۴)

"تم برائی کو بہترین طریقے سے دور کر دیا کرو اس وقت جو تیرا دشمن تھا وہ ایک دم سے ایسا ہو جائے گا جیسا کہ وہ تیرا دوست ہے قریبی۔"

جن لوگوں نے کھول کر بیان کیا

جب آدمی توبہ کرتا ہے تو اس کا بیان کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے اس لیے کہ اس عالم دین نے تحریر لکھ کر دی ہے۔ جس آدمی نے اس عالم دین کی تحریر پڑھی ہے اس آدمی کو علم نہیں ہے کہ وہ عالم دین اپنے اس فتوے کو ثابت نہیں کر سکا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝

(پ ۲۔ سورۃ البقرہ۔ آیت ۱۶۰)

"مگر جنہوں نے توبہ کی اور نیک بن گئے اور کھول کر بیان کر دیا تو ان کے قصور میں معاف کرتا ہوں، اور میں بہت معاف کرنے والا مہربان ہوں۔"

توبہ کر لی اور تصحیح مافات کر کے اپنے اعمال کی اصلاح و اظہار حق پوری طرح کر دیا۔ اور جس نے پیدا کیا وہ اس کے سینے کی بات کو جانتا ہے۔

نوٹ:۔ اب اہل علم سے استدعا ہے کہ وہ مندرجہ بالا بحث پر اپنے بہترین علمی فیصلہ سے مستفید فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اور شکریہ کا موقعہ دیں۔

سائل:۔ بندہ خدا

نوٹ: آپ کو دوبارہ یہ اطلاع دی جا رہی ہے کہ کم از کم پندرہ دن کے اندر اندر فیصلہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ ۲۹-۱-۸۷

درج ذیل خط میں نے ۲۵ علمائے کرام کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری ارسال کیا تھا لیکن ان میں سے صرف پانچ علماء کا فیصلہ موصول ہوا جو آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

محترم جناب حضرت مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
عرض ہے کہ آپ کو ایک صفحہ" ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث" لاہور کا ارسال کیا تھا جو کہ ۱۲-۶-۸۷ کو شائع ہوا۔ دوسرا ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں شائع ہوا۔ چار صفحات کا مضمون تھا ایک درخواست تھی۔ ایک کتاب "نجات المسلمین" جو کہ ۱۸۴ صفحات پر مشتمل تھی۔ کہ آپ کو پارسل رجسٹر کیا تھا۔ عرض کی تھی کہ آپ مندرجہ بالا بحث پر اپنے بہترین علمی فیصلہ سے مستفید فرما کر ثواب دارین حاصل کریں اور شکریہ کا موقعہ دیں جواب کے لیے ایک لفافہ بھی ارسال کیا تھا اب تک جواب کا انتظار ہے۔

انبیاء کے وارثوں کو چاہیے کہ فیصلہ دیں

آج سے چودہ سو سال قبل جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے اس وقت صحابہ کرام کو اگر کسی مسئلہ میں اشکال ہوتا تو وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرما لیتے تھے تو مسئلہ حل ہو جاتا تھا۔ اب اس وقت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو موجود نہیں ہیں کہ آپ سے مسئلہ پوچھا جائے، ہاں قرآن حدیث ہمارے پاس موجود ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (پ۱۴ سورۃ النحل، ۴۳)	سوال کرو ذکر کرنے والے (اہل علم) سے اگر تم نہیں جانتے۔

حدیث میں آتا ہے کہ:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ۔	علماء پیغمبروں کے وارث وجانشین ہیں۔

(اور انبیاء کا ورثہ دینار اور درہم نہیں ہیں بلکہ ان کا ورثہ علم ہے جس کا وارث علماء کو بتایا گیا ہے۔
(کتاب العلم مشکوٰۃ شریف احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ	اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی

وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ج پ۵ ع۵ سورۃ النساء: ۵۹	اور فرمانبرداری کرو رسولؐ کی اور اپنے میں سے اختیار والوں کی

جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہیں اُولِی الْاَمْرِ سے مراد سمجھ بوجھ والے اور دین والے ہیں یعنی علماء۔ ظاہر بات تو یہ معلوم ہوتی ہے آگے حقیقی علم تو خدا تعالیٰ کو ہے کہ یہ لفظ عام ہیں۔ اُمراء و علماء دونوں اس سے مراد ہیں۔

قرآن مجید میں آیا ہے۔ لَوْلَا یَنْھٰھُمُ الرَّبَّانِیُّوْنَ یعنی ان کے علماء نے انہیں جھوٹ بولنے اور حرام کھانے سے کیوں نہ روکا۔ اور جگہ میں ہے فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ الخ حدیث و قرآن کے جاننے والوں سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

لہٰذا آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ جو مولانا بشیر الرحمن سلفی خطیب مسجد عثمانیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ نے فتویٰ ۲۷/۱/۸۷ کو دیا تھا ہم کو اطلاع ملی ہے ۲۰/۸/۸۷ مولانا بشیر الرحمن صاحب نے اپنا جوابی مضمون تنظیم اہل حدیث کو بھیج دیا ہے اُس کا انتظار کرو حضرت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے ۳۰ اگست ۱۹۸۷ء کو مضمون کو دیکھا اور کہا کہ یہ قابل اشاعت نہیں ہے اور واپس کر دیا گیا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجامعۃ العثمانیہ
عثمانیہ روڈ ۱۰۔ فیصل آباد، گوجرانوالہ

بندہ نے اپنا جوابی مضمون تنظیم اہل حدیث کو بھیج دیا ہے انتظار کرو! (العبد بشیر الرحمن)

جواب

محترمی مولانا بشیر الرحمن صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

"ڈاڑھی کا وجوب اور اس کے حدود" کے عنوان سے آپ کا مضمون برائے اشاعت تنظیم اہلحدیث کافی دنوں سے آیا ہوا ہے لیکن عدم فرصت کی وجہ سے جلد دیکھا نہ جا سکا۔

اب اس کو دیکھا تو محسوس ہوا کہ مضمون قابل اشاعت نہیں ہے۔ ایک تو اس میں سلف صالحین کے متفقہ مسلک سے روگردانی کی گئی ہے۔ دوسرے تمام صحابہ کو ڈاڑھی کترانے کا مرتکب باور کرایا گیا ہے جو یکسر

خلاف واقعہ ہے۔ تیسرے: ترمذی کی مسلمہ ناقابل حجت ضعیف حدیث کو ضعیف ماننے کے باوجود اس کو "قابل عمل" قرار دینے کی مذموم سعی کی گئی ہے جو محدثین کے طریقے کے خلاف ہے۔ چوتھے ترجمہ میں دیانت و امانت کے تقاضوں کو بری مجروح کیا گیا ہے۔ پانچویں، سنتِ نبوی کے مطابق پوری ڈاڑھی رکھنے والوں کا استہزاء واستخفاف کیا گیا ہے۔

ان وجوہ خمسہ کی وجہ سے یہ مضمون قابل اشاعت نہیں ہے۔ نیز میں آپ کو یہ مشورہ بھی دوں گا کہ کسی اور جگہ بھی اسے شائع کرنے کی کوشش نہ فرمائیں۔ کیونکہ پورا مضمون اہلحدیث کے نقطۂ نظر کے بالکل خلاف ہے۔

اگر آپ فی الواقع یہ سمجھتے ہیں کہ پوری ڈاڑھی رکھنے کے بجائے کترانے والا مسلک صحیح ہے تو آپ شرعی دلائل سے اور صحیح احادیث سے بغیر طعن وطنز کے مضمون لکھیں، وہ شائع کیا جائے گا تاکہ اہل علم اس کا موازنہ کرسکیں۔ لیکن موجودہ مضمون علمی دلائل شرعیہ سے خالی ہے۔ اس لیے یہ مضمون آپ کی خدمت میں واپس کیا جارہا ہے۔

والسلام

صلاح الدین یوسف ۳۰ راگست ۱۹۸۷ء

چند علماء کا فیصلہ!

عبدالمنان نورپوری جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخی الکریم! زید مجدک وسعد جدک

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اما بعد داڑھی رکھنا فرض ہے اسے کاٹنا کٹانا مونڈنا منڈانا درست نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں مٹھی بھر داڑھی سنت نہیں نہ قولی نہ فعلی اور نہ ہی تقریری۔ بلکہ اس تحدید کا تو جواز بھی ثابت نہیں اور نہ ہی کسی اور تحدید کا جواز کسی دلیل سے ثابت ہو سکا ہے۔

۱۸/۲/۱۴۰۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد صدیق رئیس جامعہ علمیہ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

عزیزم سائل صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ
میں اکثر بیمار رہتا ہوں۔ اس لیے فتاویٰ کا جواب دینے سے معذور رہوں۔ آپ کے سوال کا مختصر جواب اپنے علم کی بنا پر دے رہا ہوں، قبضہ سے زائد ڈاڑھی کٹوانا نہ سنت رسول ہے اور نہ تقریری سنت ہے۔
میری یہ تحقیق آخری تحقیق نہیں دیگر جید علماء سے رجوع فرمائیں۔ دیگر کار لائقہ سے یاد فرمائیں۔

محمد صدیق رئیس جامعہ علمیہ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا ۲۹ ۹/۷۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمعیت شبان اہلحدیث خالد آباد فیصل آباد

مکرمی جناب سائل صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
نجات المسلمین کے بھیجنے کا شکریہ۔ ڈاڑھی کے بارے میں جو آپ نے استفسار فرمایا ہے۔ اس کے بارے میں بندہ تو یہی سمجھ سکا ہے کہ مٹھی بھر ڈاڑھی تقریری سنت نہیں سنت ڈاڑھی کا بڑھانا ہے۔ یہی قولی اور عملی سنت ہے اس کا خلاف بہ صحیح سند سے ثابت نہیں۔ واللہ اعلم

ارشاد الحق اثری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث محمد عبدہٗ الفلاح جامعہ سلفیہ قاسم منزل حاجی آباد (فیصل آباد)

مکرمی سائل صاحب زادك الله علما نافعا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دراصل کثرت مشاغل اور تدریسی واجبات کے سبب جناب کے استفسار کا جواب نہیں لکھ سکا۔ میرا ذاتی نقطہ نظر تو وہی ہے جو میں نے مولانا مدراسی صاحب کے فتویٰ کی تائید میں لکھا تھا۔

ڈاڑھی کے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے وہ معنی نہیں ہیں جو فقہاء کی اصطلاح میں لیے جاتے ہیں بلکہ یہاں پر سنت کے معنی شعار اور فطرتی عمل کے ہیں۔

بعض علماء نے قبضہ سے زائد ڈاڑھی کے کٹوانے کی اجازت دی ہے تو انہوں نے آثار صحابہ کو سامنے رکھا ہے جو کسی ضعیف یا صحیح سند کے ساتھ مروی ہیں خاص طور پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے اس رائے کو تقویت پہنچتی ہے تاہم میرا رجحان یہ ہے کہ یہ تقصیر فی النسک ہے ورنہ عام دنوں میں حضرت ابن عمر کا یہ عمل نہیں تھا اور اس کے لیے قرائن بھی مل سکتے ہیں ھٰذا ما عندی واللہ اعلم امید ہے جناب بخیریت ہونگے

والسلام

محمد عبدہ الفلاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حافظ محمد عبداللہ صاحب ماڈل ٹاؤن (بی) بہاول پور

جناب سائل صاحب! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ آبا جی کی طبیعت آجکل دل کے عارضے کی وجہ سے بہت خراب ہے۔ اس لیے انھوں نے آپ سے سلام کہا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ میں آپ کو جواب تحریر کردوں۔ آبا جی کہتے تھے کہ جس عالم نے یہ لکھا ہے کہ مٹھی بھر ڈاڑھی رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریری سنت ہے۔ انھوں نے سخت غلطی کی ہے۔ آپ کی گرفت بالکل صحیح ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

فقط والسلام

۸۷—۹—۱۴ حافظ عبدالمنان

تبصرہ ہفت روزہ الاسلام لاہور

تعارف وتبصرہ کتب

مولانا عبدالرشید انصاری

نجاتُ المُسلِمین (حصہ اوّل - دوم - سوم)

جمع وترتیب :- مولانا عبدالرشید انصاری

ضخامت :- ۱۸۴ صفحات - آفسٹ کاغذ - خوبصورت جلد - بہترین کتابت وطباعت -

ناشر :- مولانا عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ -

مولانا عبدالرشید انصاری بڑے فعال، متحرک اور مخلص خادم دین ہیں - انھیں یہی فکر دامنگیر، اسی غم میں سرگرداں، اسی سوچ میں متفکر اور اسی جذبہ سے سرشار رہتے ہیں کہ کتاب وسنت کی حقانیت کا پھریرا بلند ہو جائے اور لوگ تمام رستوں کو چھوڑ کر اسلام کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں - مولانا موصوف اس سے قبل اپنا مکان بیچ کر "الوسائل فی تحقیق المسائل" جیسی بہترین تحقیقی کتاب شائع کر کے اہل علم، اہل درد اور اہلِ دین سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور عمر میں برکت فرمائے اور مسلک اہل حدیث کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق دے - اور اس سلسلہ میں جو احباب، ان کے شریک سفر بنتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کی مساعی جمیلہ کو بھی قبول فرمائے -

(حصہ اوّل - نجات المسلمین ۶۴ صفحات)

اس حصہ میں فاضل مرتب نے داڑھی کے جملہ مسئلوں پر مولانا سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی، مولانا احمد اللہ صاحب - پروفیسر مقبول احمد صاحب قاضی، مولانا عبیداللہ خاں صاحب عفیف، مولانا قاری محمد اسماعیل اسد صاحب اور مولانا عبدالعزیز علوی صاحب کی مدلل اور محققانہ تحریریں جمع کی ہیں جن کا ماخذ کتاب وسنت ہے -

(حصہ دوم - فاسق وفاجر مجرم ہیں ۶۴ صفحات)

اس حصہ میں فسق، زنا، چوری، اکل حرام، منافقت، قتل اور شرک ایسے عنوانات پر کتاب وسُنت کی روشنی میں بحث کی گئی ہے جس کے پڑھنے سے انسان کے دل میں برائیوں سے نفرت اور اعمال حسنہ کی ترغیب پیدا ہوتی ہے اس میں بعض ایسے گناہوں کا ذکر ہے جن سے مومن ایمان سے خارج نہیں ہوتا -

(حصہ سوم - اعتقادی منافق ابدی جہنمی ہیں ۵۶ صفحات)

اس حصہ میں اس مسئلے پر زور دیا گیا ہے کہ ایمان کے بغیر نجات ناممکن ہے - جو ایمان لائے گا وہی نجات کا مستحق ہے پھر ایمان کے ساتھ اس کے تقاضے بھی پورا کرنے ہوں گے - تاہم اعمال کی بُنیاد ایمان پر ہے -

مجموعی طور پر کتاب نہایت قابل قدر ہے - ایک مسلمان کے لیے نجات کا راستہ بتلا دیا گیا ہے اور ان نواہی کی نشان دہی کر دی گئی ہے جن سے مسلمان کی

آخرت خراب ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق دے اور برائیوں سے محفوظ رکھے۔ جملہ اہل علم اور اہل خیر کو فاضل مرتب سے تعاون کرنا چاہیے تاکہ دین کی نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔ (مدیر)

تبصرہ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور

انور طاہر

نقد و نظر

نام کتاب :۔ نجات المسلمین (حصص مکمل)

مرتب :۔ جناب عبدالرشید انصاری

صفحات :۔ ۱۰۴

قیمت :۔ ۲۵ روپے

ملنے کا پتہ :۔ عبدالرشید انصاری۔ سرفراز کالونی، جی ٹی روڈ۔ گوجرانوالہ

جناب عبدالرشید انصاری اپنی مرتبہ کتاب "الرسائل فی تحقیق المسائل" کے حوالہ سے دینی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں ان کی علم دوستی اور کسی بھی مسئلہ کے حل کے لیے ان کی جدوجہد کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے نماز کی زینت ـــــ رفع الیدین ایسے مسئلہ کی تنقیح کے لیے اپنا مکان تک بیچ ڈالا اور پھر فطرت کے مظہر اور دین فطرت کے ایک شعار ـــــ ڈاڑھی کی شرعی ہیئت کے تعین کے لیے پورے چھ برس جو سعی کی اس کا تصور وہی کر سکتے ہیں جنھیں انصاری صاحب کو کپڑوں کی گٹھری کمر پر اٹھاتے (کہ اس سے رزق حلال کی تلاش ہے) مختلف علماء کرام کی خدمت میں حاضر ہوتے دیکھا (کہ اس سے روح کی تسکین درکار ہے) اسی پر بس نہیں وہ خط پر خط لکھتے ہیں جن میں درج مندرجات کے حوالہ جات فوٹوسٹیٹ پر مشتمل ہوتے ہیں یہ خطوط رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور پھر جواب کے لیے سینکڑوں روپے "حق الخدمت" ادا کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ ان کی اس تگ و دو کے نتیجے میں زیر نظر کتاب نجات المسلمین منظر عام پر آئی ہے جس میں ڈاڑھی کی شرعی ہیئت اور اہمیت کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ ان مسلمانوں کی حیثیت کا بھی تعین کیا گیا ہے جن کے چہرے فطری اور اسلامی شعار ـــــ ڈاڑھی ـــــ سے خالی ہوتے ہیں یہی مؤخر الذکر کام اس کتاب کی اہمیت اور افادیت میں اضافہ کا باعث بنا ہے کیونکہ ڈاڑھی کی شرعی حیثیت، اہمیت اور ہیئت کے بارے میں کتابوں کی کمی نہیں مگر ڈاڑھی نہ رکھنے والوں کی حیثیت کا تعین کسی بھی ایک کتاب میں مفصل طور پر نہیں کیا گیا۔

زیر نظر کتاب کے پہلے حصے میں ڈاڑھی کی شرعی ہیئت کا ذکر ہے، اور اس سلسلے میں یہ اصول پیش نظر رہا کہ حجت و دلیل فرمانِ الٰہی اور فرمانِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہوگا ـــــ جب کہ دوسرے

حصہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ "بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن سے مومن ایمان سے خارج نہیں ہوتا" اور تیسرا حصہ اس امر کو ثابت کرنے کے لیے وقف ہے کہ "بغیر ایمان نجات ناممکن ہے جو ایمان لائے گا نجات پائے گا ورنہ نہیں"۔ فاضل مرتب نے جو محنت کی ہے اس کی ستائش کے لیے جماعت اہل حدیث کے مشہور مفتی محمد عبیداللہ خاں عفیف کا یہ ارشاد ہی کافی ہے کہ ــــ نجات المسلمین کے مضمون سے مجھے اتفاق ہے اور اسی طرح دوسرے دونوں حصوں میں بھی منتشر مواد کو یک جا کر دیا گیا ہے جو خطیب حضرات اور واعظین کے لیے بہت ہی مفید ہے"۔

جناب عبدالرشید انصاری خود ہی اپنی اس کتاب کے ناشر ہیں انھوں نے اس میدان میں بھی جو گراں قدر کام کیا ہے وہ ان کا ہی حصہ ہے۔ کتابت، طباعت، کاغذ اور کتاب کے ہر حصہ کا اپنا رنگ ہے۔ طباعت کے بعد بھی پروف کی جو غلطیاں رہ گئی ہیں ان کا ازالہ انصاری صاحب نے اپنے ہاتھ سے کر دیا ہے۔ اس آخری بات سے بھی اس مزدور کی، جو راہِ حق کا مجاہد بھی ہے، کی محنت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ہم اس کتاب کے مطالعہ کی پُرزور سفارش کیے بغیر نہیں رہ سکتے تاہم انصاری صاحب سے استدعا ہے کہ وہ احادیث مبارکہ کے ناقص تراجم پیشِ نظر نہ رکھا کریں خاص طور پر ایسے تراجم جن میں صلی اللہ علیہ وسلم ــــ کا ترجمہ ــــ صلعم ــــ کیا گیا ہو ــــ قارئین کرام بھی ایسے مواقع پر ــــ صلعم ــــ کی بجائے ــــ صلی اللہ علیہ وسلم ــــ پڑھا کریں کہ ایک مسلمان کی سعادت اسی میں ہے۔

تبصرہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور

نجاتُ المُسلمین (تین حصے یک جا مجلد)

جمع و ترتیب :- جناب عبدالرشید انصاری۔
ضخامت :- ۲۰×۲۶/۸ صفحات :- ۱۸۴
قیمت :- ۲۵ روپے
ملنے کا پتہ :- عبدالرشید انصاری سرفراز کالونی جی ٹی روڈ۔ گوجرانوالہ

جناب عبدالرشید انصاری باقاعدہ عالم دین تو نہیں ہیں۔ مگر دین کی تبلیغ کا جذبہ اور تڑپ بہت زیادہ رکھتے ہیں۔ وہ بعض مسائل کی تحقیق مختلف علماء سے تحریراً حاصل کر کے اسے مرتب کرتے ہیں اور پھر ذاتی مصارف سے اس کو کتابی صورت میں شائع کرتے ہیں، اس سے پہلے انھوں نے ایک کتاب رفع الیدین پر مرتب کر کے اس کی اشاعت پر زر کثیر صرف کیا، اب دوسرا مسئلہ ڈاڑھی کا انھیں پیش آیا ہے، ایک عالم نے انھیں فتویٰ دیا کہ ایک مشت سے زیادہ ڈاڑھی کٹوانا جائز ہے۔ اس پر انھوں نے دوسرے عالم اور پھر اور علماء سے یہ فتویٰ لیا کہ ڈاڑھی کو کٹوانا گناہ ہے۔ انھی مختلف فتووں اور بعض دیگر مسائل کو جمع کر کے زیر نظر

کتاب شائع ہوئی ہے۔ عمدہ کاغذ، نفیس کتابت اور اعلیٰ درجے کی طباعت کے ساتھ اس کی جلد رنگین اور سنہری پرنٹ پر ہے، جو نہایت دیدہ زیب ہے۔ مذکورہ مسئلے کے علاوہ بھی احادیث و آیات سے اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور بیان کردہ مسائل عوام کے دل و دماغ کو اپیل کریں اور وہ ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادارہ علوم اسلامی رجسٹرڈ

مولانا عبدالرشید حنیف گل عمیر رشید سمن آباد جھنگ صدر

تاریخ ۱۲-۱۰-۸۷

نجات المسلمین کے تین حصص! اصلاح معاشرہ کے اخلاقی معاشرتی پہلوؤں پر سیر حاصل مواد یقیناً مسرت خیز ہے۔ کتاب کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا جی کرتا ہے قرآن و سنت کو ایک ایک کتاب کے ایک ایک گوشہ اور نقطہ پر قرآنی اور نبوی دلائل کو سمیٹ دیا جائے، یہ آپ کا دینی جذبہ نہایت موجب قدر ہے۔

کتاب پڑھتے پڑھتے چہرے کا تاج کا حوالہ پڑھ کر مسرت ہوئی کہ آپ مطالعہ کا ذوق خوب رکھتے ہیں۔ ایک ہم نام بھائی کا نام بھی شامل کتاب کیا زادِ آخرت کا کام بننے کا موجب بن گیا۔

سائل! کتاب و سنت کے حاملین مسائل سے خوب دلچسپی رکھتے ہیں جماعت کے مؤلفین اور مصنفین ہمیشہ سے درویشی اور فکر و فقر کی تلاش میں محفوظ رہے!

یہی حالت ابھی مجھے نظر آئی ہے یہ درویشی درویشی ہے جو موجب سعادت اخروی ہے، مسائل اور وسائل لازم ملزوم ہیں، لیکن ایک مخلص صادق کے سائل اور وسائل ذات الٰہ کے حضور ہی سے کامل اور اکمل ہوتے ہیں۔ وہ آپ کے جذبات اور پروگرام پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ قلم میں کلمات ربانی کی نشر و اشاعت میں برکت فرماوے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجہاد ماضٍ الی یوم القیامۃ

جہاد قیامت تک جاری ہے

جہاد کا معنی ہے کہ راہ خدا میں بھرپور کوشش اور جد و جہد کرنا۔ راہ خدا میں اس کوشش کی تین قسمیں ہیں

(۱) مسلح ہو کر (۲) زبان سے (۳) قلم سے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر ان تینوں طریقوں سے راہ حق میں جہاد کیا۔ مکی زندگی میں مشرکین کے خلاف زبان کے ساتھ جہاد کیا مدنی زندگی میں تینوں طریقوں سے سلسلہ جہاد جاری رکھا۔ مشرکین و یہود کے خلاف تلوار کا جہاد، منافقین کے ساتھ زبان کا جہاد اور بعض سربراہان مملکت کو خطوط لکھ کر قلم سے جہاد کیا۔

جمع و ترتیب: [illegible] رشید انصاری [illegible]